U15593 P 14-10-09.

Title - MAJMUA NUGHAZ; YAANI TAZKIRA SHORAY URDU (Part-2).

Creator - Meer Qudrat Ullah Qasim; Murattiba Mehmood Sheerani.

Publisher - University of Punjab. (Lahore).

Date - 1933

Pages - 456.

Subject - Tazkira Shora - Urdu.

مجموعۂ نغز
جلد دوم

مجموعۂ نغز

(جلد دوم)

عظیم

تخلص چار کس می دانم اما تحریر یکے ازاں [چار به تکمله النسب] می شناسم وازسه تاے باقی

اوّل

عظیم (۱)

شاعر محبت لزوم مرزا عظیم بیگ مر[حوم است] وے کابلی الاصل وجهان آبادی المولد و بسیار حب غ[illegible]ت [است] دوست نواز دشمن [گداز] مروۃ نهاد فتوۃ بنیاد محبت پرور مووۃ تر ظریف مرد[illegible]صاحب ابتهاج یکرو کشاده ابرو [بود] شعرش پختگی تمام دارد در خیال بندی و[نازک] لی خیلے هنر پردازی ها بر روے کار آرد درین کار استوار ید طولے داشت و [بیشتر] بمعانی بندی ت می گماشت اکثر غزل در غزل بتلاش لفظ ومعنی تا سه چار غزل میگفت و [صنائع] بدائع بسیار بکار برد زور طبعش از قصائد ریختۂ طبع وقادش [روشن می شود قصیده] وے بے اغراق به قصیدۂ سر آمد راے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا می ماند مختصر کلام دیوانے مختصر و نهایت جودۃ و پختگی بر صفحه روزگار

از و یادگار است خیال شاعری در کاخ دماغش چنان پیچیده بود که نمود را صائب ہندی زبان می پنداشت
و شعر ہیچ متنفسے در میزان طبعش از خودسری ہا وزنے نداشت اما ازیں ہا در گذشتہ و از حق
درنگذشتہ و از راستی چشم ناپوشیدہ میگویم شعرش با وصف قلت [بضاعت عالم] دیگر دارد و
شاعری [وے باوجود] کم نظری بہ کلام اساتذہ قدیمہ از جہان دیگر است مشق سخن در ابتدا از استاد
بیشترے از شعرائے عالم شیخ ظہور الدین حاتم [فرمودہ و در آخر ہا] بہ سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد
رفیع سودا توسل نمود [ہ] و قبل ازیں چندے از خدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را [یکہ] تاز
مرد خواجہ میر درد [دہم فیض سخن] ربودہ محبتے کہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان داشت در اثنائے ذکر میر
انشا [اللہ] خان انشا بہ شمہ [آن اشارتے رفتہ] از اعادہ لاطائل آن امتناع گزیدہ بہ تحریر یک صد
و پنجاہ و یک شعر از اشعار آبدار آن مغفرت کردہ کردگار و نہ بند مخمس کہ در ہجو [میر] موسوم گفتہ می
پردازد منہ عفی اللہ عنہ ؎

انتی تو بے حواسی دیدار [کی ہوس پھر] — بس ہم نے موسی دل دیکھا شعور تیرا

لعل کی دل سے توقع تھی سو اخگر [نکلا] — سینہ تجھ کتنے جتے آہ سو مجمر نکلا
شوق میں [تیرے] لگا نام کو عالم کے [کلنک] — تو بھی تو شل نگیں گھر [سے] نہ باہر نکلا

کوزۂ خام مشت [یک] ہے [سر] چاک چڑھا — یا کہ ہے بر سر گردش دل صد چاک چڑھا
ہوں میں وہ ذات مقدس کہ بگولے [کی] طرح — بعد میرے لے صبا سر پہ مری خاک چڑھا

بیرہ و عزت

موقوف نہ ساقی ہی پہ رکھ کام ہمارا — تو ہی کہیں اے [illegible] [اے] ہمارا

کیا بلا ہے شیخ تیری ریش پر رنگ خضاب — دیکھ کر جس کے تئیں [حیران] ہے بہروپیا

جلوہ فرما کل جو میخانے میں وہ مے نوش تھا — [مثل] جام و شیشہ دل بادید [ہ] ہم آغوش تھا

[شب جو] بزم [خوبرویوں میں ہوا اوس] مہ کا ذکر — [جوں] چراغ خانہ [مفلس ہر] ایک خاموش تھا

ہر آن ہم [غنی] ہیں عریاں تنی کی دولت — جامہ رکھے سو جانے دامن دراز کرنا

نالہ و شور و فغاں ہے تیری دمسازی سے [یار] — ورنہ جوں نے دل ہمارا محض بے آواز تھا
کسے دل خالی کریں جوں شیشہ ساعت عظیم — پر کدورت ہی رہا اپنا تو جو دم ساز تھا

[کل] چشم [خونفشاں سے] گلنار پیرہن تھا — دامن کا تھا جو تختہ یک تختۂ چمن تھا
کیجو عظیم کو بھی یا رب [غریق] رحمت — [آوارہ] جنو[ں] سا ایک صاحب سخن تھا
اور معنی بند ایسا ہندی زباں کا صائب — ہندوستاں سے لے کر مشہور تا دکن تھا
ایک دن جو گھر سے نکلا خط شعاع [آسا] — [بکھرا] ہوا بدن پہ ہر تار پیرہن تھا
دیکھا جو [و] فن کرتے جوں شمع پر ہو فانوس — [تربت میں دور] تن سے بالشت بھر کفن تھا

(ورق ۲۰۳)

پڑ گیا ہے [سایہ کس کی زلف] کا دریا [کے بیچ] — جسکے پیچ و تاب [سے] ہے [نت] پریشاں [موج آب]
منفعل ازبس ہوا آئینہ [او] سے کھا شکست — چین پیشانی سے اوسکے [ہے] نمایاں موج [آب]

زور فریاد[ی] پھرے ہے تجھ پہ اے خورشید رو[۱] — سر پہ [ہنہ کر لہو مل مونہہ کو] گھر گھر آفتاب

عقل [و ہوش] ایدھر کو دل کھینچیں اودھر وحشت جنوں — دیکھیے ہوتا ہے کس کے یہ در یکتا نصیب

بعد میرے ہوئی یہاں عشق کو تاثیر نصیب — مثل سیماب موے پہ ہوئی اکسیر نصیب

---

[۱] روز ۱۰۱۰.

روشن کرے ہے نام نگیں کرکے روسیاہ　　ہے ا[سمیں] بھی ہنر جو کرے اختیار عیب

[تم نے] تو مدت سے پٹکا اپنی [نظروں] سے ہمیں　　اشک ساں پہ [ہم ہوئے جاتے] ہیں دامنگیر آپ

جوں غنچہ اس چمن سے جو باندھا عظیم [رخت]　　پھر بیسرچہ تختہ دہم زیر پا چہ تخت
خال اوس کے زیر زلف ہے یہ یا کہ ہے عظیم　　مجسا شب [فراق] [ہیں] کوئی سیاہ بخت

کروے ہے [دلکو] زیادہ صفائی [سبک] مزا[ج]　　روشن ہے دیکھو آیینہ سے عیب خوب وزشت
خاک غبار [خاطر] و باد دم حباب　　آب شراب و آ[تش] رنگ گل بہشت
[چاروں] یہی عناصر موہوم کر بہم　　دل کی ہمارے صانع قدرت نے کی سرشت

خورشید صفت یہاں سر عریاں ہیں ہمارے　　طرہ کی ہوس کچھ ہے نہ [دستار کی حسرۃ]
اے زخم جگر سودۂ الماس سے ہو صاف　　رکھ دل ہیں نہ اب مرہم ز [نگار کی حسرۃ]

دیکھ نیرنگی ہمارے رنگ چہرے کی یہاں　　[کھل گئی] خور [شید کے مونہہ پر بھی] گھبرا کر سفیدت

جوں [شمع کب] چھپے ہے مرے سوز [جاں کی بات]　　سر کاٹو تو گلے سے ہو ر[وشن] زباں [کی بات]
بھر [عمر تمنے] سیدھی نہ اے مہرباں کی [بات]　　[حب] کی نکی تو کی ہے [سدا ہم سے یاں کی بات]
ہر بات میں نرالی ہے کچھ تیرے ہاں کی بات　　نکلی سوا نہیں نہ کبھی تجھسے ہاں کی بات
جوں تار ساز کب ہیں کہوں داستاں کی بات　　نکلے ہے اوس کے ہاتھوں پہ میری زباں کی بت
پیدا کرے جو نام کوئی تو مٹے ہے کھوج　　عنقا کے جی سے پوچھیے تا [م و] نشاں کی بات

سلہ پا ا۔ا۔ ا۔　سلہ پوچھئے ا۔ا۔ ا۔

ہوں سینہ چاک و [چشم] تراز بسکہ جوں قلم
بیٹھا ہوں [سر لیے تری] تقریر پر عظیم

آتا ہے گر [یہ غیر کے سن کر] بیاں کی بات
جوں شمع [سر] کے ساتھ ہے میری زباں کی بات

پلٹن چشم فرنگی زادہ دلپسر باندہ کوٹ
سر چڑھا جو روئے تیرے شانہ کو ہت [چھٹ] کیا
رس [بھر] ای آنکھیں [تو مینوشوں] کی ہوتی ہیں عظیم

نت صف مژگاں کے سنگیں [چلا کرتی] ہے چوٹ
[ہے] بجا جو شیخ لے ہے یہ تری ڈاڑھی کھسوٹ
چشم عاشق کا جو رس دیکھو تو ہے پانی [کی] پوٹ

(ورق ۲۰۴)

جوہر کے ہوتے دیکھ تہی دست ہے چنار
کب سوز دل بجھے ہے نہ یہ چشم تر عبث
[حیرۃ نے] دی نہ فرصت [نظا] رہ ایک پل
جوں برق آکے پاؤ نہ رکھا کہ پھر گیا

یعنی ہے یہاں کمال پہ [رکھنی نظر عبث]
جوں شمع پانگل مجھے رو رو [نہ] کر عبث
[جوں آینہ] میں چشم سراپا ہوں پہ [عبث]
مجھہ گرم رو کے [مت ہو مقابل شرر عبث]

رحمت تو [مرتبے] پہ مرے کر نگاہ آج

حرمت ہو [تیری کل جو کروں میں گناہ آج]

[سوز] ش عشق بتاں سے دل میں وہ بھڑکے ہے آنچ

[دیکھ] جسکو [کوہکن] پتھر کی بھی [نکلے ہے] کانچ

ہوں میں وہ مست ازل ساکن ظلمات کہ جو

حشر کو بھی نہ سنو کان سے آوازہ صبح

اسقدر پتھر نے کب پایا تھا یارو رنگ سرخ
یوں تری خاموشی میں تکتے ہیں پیارے لال[۲] [سب]

کوہکن کے خون کی دولت ہوا ہے سنگ سرخ
جس طرح آپس میں کتہ جاتے ہیں کرتے [جنگ] سرخ

لہ سیکنی ۱۰۱ * ۲ہ نعل ۱۰۱ *

ہو مکدر [دل زمانے] سے بنا یہ خشک سرد — [شیشہ ساعت نمط] خوں کی جگہ نکلے ہے گرد
خلق کی نظروں سے مل بیٹا [نہو عینک کبھو] — مردم میداں میں رہ نامرد [کب ہوتا] ہے مرد

شیخ شیخانی کو مت جل دے وہ سو نچری ہے رانڈ — [کر دیا] ہے [جنے] تجھے گاؤدی کو دن کو سانڈ
خاک دنیا پر جو مشت خاک پر (تو) لی ہے ڈانڈ — کھا کے سر جھگڑوں کا پھر خصموں موئی ہتی ہے رانڈ
اوس کے [خط سبز نے] عالم کو دکھلا باغ سبز — کر کے چار [آنکھیں] بنایا چار ابرو [مونڈ] مانڈ
علم تو کم ظرف کو لاتا ہے اولٹا جہل پر — عاقبت کتے کو گھی پچتا نہیں دیتا ہے چھانڈ

سوزش عشق لکھا چاہے ہے تو [کر] پہلے عظیم — صفحۂ د[ل] کا زر افشان شرر سے کاغذ

لا [نہ] دل [اپنا کہیں رو رو کے بیٹھنے] کیطرح — جو تیری مجلس میں ہم [پاویں کہیں اک بار یار]

جوں صبح چاک جیب ذرہ پھرے نہ آنکھ — یہاں [ہے بشکل مہر] نظر تار تار پر
ابھرے ہے مثل [شیشہ ساعت عبث فلک] — [آتا] غرور [پیچ نہ مشت] غبار پر
[فوارہ ساں] بلند ہے جن کا کہ حوصلہ — دریا دلوں کو تنکے ہیں مارے ہیں دھار پر
طور کر دیتا تھا جس کا شعلہ گر کہسار پر — اب شرر ہے خندہ زن اوس آہ آتشبار پر
گر گیا جوں اشک نظروں سے یہ میر گریہ آہ — برق تک مارے ہے چشمک میری چشم زار پر

[پاس] سخن بھی ہے یہاں ا[وس کی شان پر — مانند] خامہ دے جو سر اپنا [زبان پر]
[باقی ر]ہے گا ایک نہ قصہ جہان پر — [آ گئے] جو ہم بھی اپنی کبھو داستان [پر]
غم میں تیرے جو یوہیں اوڑ[اتے] پھرینگے خاک — پہنچے گی کوئی دن میں زمین آسمان پر
چھپاتی تو پہ کتنی اشک سے مانند آئینہ — افشا کیا نہ چشم نے راز نہان پر
لا[کھوں] ہی [مردے] یار نے یہاں تو دیے جلا — عیسیٰ بھی وہاں دھر[ے ہی] رہے آسمان [پر]

ورق ۲۰۵

[پاپوس] کو بھی یوں کوئی بیٹھے ہے مونہہ پسار — رکھیو سمجھ کے شمع قدم شمعدان پر
تاثیر آہ کو خم پیری نہ ہو جو شرط — ہو منحصر نہ تیر کا لگنا کمان پر
گھر میں بھی اپنے آیینہ ساں منتظر ترا — حیراں کھڑا [رہوں] ہوں سدا آستان پر
[نام] آوری جہان میں ہے باعث کلنک — نازاں [نہ جوں] نگیں ہو تو نام [و نشان پر]
جوں شانہ [سینہ] چاک ہوں لیکن سوائے شکر — گذرا کبھی نہ [شکوہ سر مو] زبان پر
تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار — آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

دل کے بھی غم سے ٹکڑے ہوے اپنے قال پر — جوں غنچہ جب زبان کھلی عر[ض حال پر]
نازاں عبث ہے اپنے تو حسن و جمال پر — کرتا ہے کوئی دن ہی میں پیدا یہ بال پر
ہر [استخواں] ہے شمع صفت مشتعل ہما — جلتے ہیں یہاں تک آتے فرشتے کے بال پر
رہتا [نہیں ہے دیدہ] بھڑکنے سے شمع کا — جی مت جلا پتنگ تو ایسی [چھنال پر]
کہتا ہے وقت خندہ یہ رخسار کا گڑھا — یعنی کہ جائے [بوسہ] ہی خالی ہے گال پر
فارغ ہے [کش مکش] سے یہاں کی شکستہ دل — [پہنچے نہ ہاتھ شانے کا چینی کے بال] پر
پھرتا بنے وہ کاسہ [گدائی کا لے] عظیم — پھرتے تھے مثل چرخ ابھرتے جو بال پرا

گر سنے گلشن میں پیارے یہ تری باتوں کی چھیڑ — غنچہ ساں مونہہ چڑ ہنے [گو گل بھی لیو]ے لب سکیڑ

سوزش سے مری [بسکہ] ہوئی منفعل آتش — شیشے میں نہیں مے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

ایں شعر را بعضے بہ نواب عماد الملک نسبت کنند عفی اللہ عنہ اما ایں بے بضاعت زبانی مرزا

سلہ ہوتا کبھی نہ تیر ۱۔۱ ٭

مرحوم شنیدہ کہ دہ غزل خود می خواند [و] ہم در دیوان دستخطی خود ثبت نمودہ واللہ اعلم بحقیقۃ ا[لحال]

۵

جھگڑا [چکا دو میرے جنو] ں کا تم اب کے سال
زنجیر کرکے [جو] ہر شمشیر سے [غرض]

روشن دلوں کو کور سوادوں سے ہو نہ ربط
کیا آینے کو دیدۂ تصویر [سے غرض]

بانگ و صلوٰۃ شیخ پہ ناداں نہ جائیو
یہاں کاٹنا گلو کا [ہے تکبیر سے غرض]

دیکھہ ہے ریگ [رواں] تک شیشہ ساعت [میں بند]
ہے صفائے دل ہی یعنی کرنے کو [تسخیر شرط]

شب سے گو اشک رواں [تا بسحر] کھتی ہے شمع
خونچکاں میرے سے کب دیدۂ تر رکھتی ہے شمع

ہے اوس کی گلی میں گذر آہ شب و روز
اوس راہ سے جاتے ہوے آویگی صبا تنگ

[یہ خاکساری] مجھے لے فلک تلک پہنچی
اوڑوں ہوں ابتو ہوا پر برنگ [نکہت] گل

دل جل کے بجھہ گیا ہے [کسے شوق با] غ و گل
جوں [شمع اب] نظر میں پر [ابر ہے داغ و گل]

بجھتی ہے آگ صبح کو ہر [شمع کی پر آہ]
تم پھر ہوے نہ پر کبھو اے دل کے دا[غو] گل

نہ غبار [باد] باندہ سانگ سانگ [کہیں] جل بھڑک کے تو [د] اغ دل
[ہمیں] ڈر ہے یہ کہ مبادا اب نہ دھویں میں گل ہو چراغ دل

[ہے خاک] در سے تری آرزو تیمم کی
بھرا اگرچہ ہے آب رواں سے خا [نہ دل]

لہ دونوں نسخوں میں موجود ہے۔ مگر وزن سے زائد ہے ٭

درد دل کہنے کا از بس ربط کم رکھتے ہیں ہم ۔۔۔ شکل خامے کے زباں [کو۵] قلم رکھتے [ہیں ہم]
[کم زبا]ں کہنے کو ہیں جوں خامہ ہم ظاہر میں یار ۔۔۔ ورنہ لسانی زباں [کی] بیش و[کم رکھتے ہیں ہم]
اشک ساں پھر گھر میں آنے کی نہیں رکھتے امید ۔۔۔ اے عظیم اوس کی گلی میں جب [قدم رکھتے ہیں ہم]

ورق ۲۰۶

داغ جگر کو مفید ہووے ہے مرہم کہیں ۔۔۔ لالہ صفت تب یہ جاتے جائیں جو مرہم کہیں

نگاہ یار سے ہو مست یوں ہشیار بیٹھے ہیں ۔۔۔ [کہ جوں] خورشید تنگے سر سر بازار [بیٹھے ہیں]
دکھاوے مے کے [گو] سو رنگ جوں قارورہ [کیا] حاصل ۔۔۔ ہم اس [مینائے گردوں پر توما] رے دھار بیٹھے ہیں
طلب پر بوسے کے زلفیں لگیں بل کھا کے [یوں کہنے] ۔۔۔ ہم اکثر ایسی باتیں سُن کے مونہہ پر مار بیٹھے ہیں
دماغ اب تو فلک پر ہے بتوں کا جو خدائی پر ۔۔۔ بشکل ماہ نو کھینچے [ہوئے] تلوار [بیٹھے] ہیں
جگہ کرتی ہے خاک رہ میاں شیشہ ساعت ۔۔۔ دلوں میں گھر بنانے کو سر بازار بیٹھے ہیں
فلک غرے سے ہے سرکش تو اپنا سر فروکب ہے ۔۔۔ اس اودہی [کھو] پری پہار[۶]سے ہم بیزار بیٹھے ہیں

شراب و خون دل اے یار یہ نہ ہو وہ [ہو] ۔۔۔ ہمیں ہیں دو تو [سزاوار] یہ نہ ہو وہ ہو

حال دل کہنے کی یارب ہم سے کیا تدبیر ہو ۔۔۔ جوں قلم پہلے [زباں کٹ لے تو] پھر تقریر ہو

[چھاتی پھٹیگی سلک] گہر ہر صدف کی دیکھ ۔۔۔ [موتی] پروتے یہاں نگہ اشکبار کو

اشک [یا] لخت دل آئے ہیں خبر کرنے کو ۔۔۔ خانہ بردوش چلے یعنی سفر کرنے کو
کم ہو اس [رشتہ] الفت کا سر رشتہ یارب ۔۔۔ سخت آفت ہے یہ سوراخ جگر کرنے کو

---

۵ یہاں کوئی لفظ رہ گیا ہے ۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ۔ قلم سے پہلے غالباً 'سر' ہوگا ۔ ۶ تارے ا.ا.

[خاکساری پہ سیہ چشموں کی] مت جاے دل　　سرمہ سا پھرتے ہیں یہ آنکھوں میں گھر کرنے کو

ق

[پرکدورت ہیں نہ] مانے کے یہ میخوار عظیم　　میکدے میں نہ انہیں کہیے گذر کرنے کو
[خاک] دیں مونہہ میں چوا شیشہ ساعت کی طرح　　پانی مانگی جو کوئی حلق کے تر کرنے کو

ہے جنون عشق سے از بسکہ پر جوش آینہ　　خاک مل مونہہ کو پھرے [ہے خانہ] بردوش آینہ
حاجت شرح و بیاں رکھتے نہیں روشن ضمیر　　واقف [ہر نہیک] دیدہ ہے گو ہے خاموش آینہ
کیوں نہ ہووے دل ہمارا پردہ [پوش راز عشق]　　خانہ حمام کا ہوتا ہے سر پوشش آینہ
سینہ صافوں [کو تونسبت عشق] سے تازی نہیں　　سنگ میں باہم شررسے تھا ہم آغوش آینہ

[لگ لگ ترے پاؤں سے جو رہتی (رہے) حنا بیٹھ]　　تیرے بھی میاں ہاتھ ہیں باندہ ا سکو [لگا] بیٹھ
سر کھینچ نکالا ہے مجھے جوں رشتۂ تسبیح　　سو گھر میں جنوں سے میں [رہا] سرکو چھپا بیٹھ
جوں قبلہ نما آہ ہیں آسودہ پس مر[گ　　گر] وش سے نہ سنگ بھی ایکدم نہ رہا بیٹھ

آباد رہیو [پیر] مغاں اب یہ میکدہ　　ہم بھی لبوں کو یہاں [سے] تر ایک بار کر چلے
خواہی پیالہ خواہ [سبو کھینچیو] کلال　　ہم تجکو اپنی خاک پہ [مختار کر چلے]

دم لے تنک تو چشم [تر انگشت] کے تلے　　آتے ہیں لخت دل نظر [انگشت] کے تلے
تار ستار ہن [گئی کثرۃ] سے اسے طبیب　　نبض مریض عشق ہر انگشت کے تلے

ہمارے اشک میں [ماچین] سے لے تا بہ چین ڈوبی　　یہ طوفاں بھی قیامت تھا کہ ہر [یک] سرزمیں [ڈوبی]
نگاہ ناتواں آنکھوں سے نکلی تھی کہ اشک آیا　　طولا رہ [گیا] جی میں [کہ ایسی] نازنیں ڈوبی

ورق ۲۰۷

نکل جاتے ہیں مثل شمعداں [پاؤں سے لے] سرتک
رکھیں ہیں غیر جنسیت کے ہم پر طاق پا بوسی

ہمارے اشک نے پائی [نہ تیرے در] لمیں [جا] ورنہ
سرشک شمع تک آخر کو ہو ہے شمع فانوسی

گو شام کے آنے کو [وہ] کہتا ہے عظیم اب
میں جانو کبھی آئے جو وہ [صبح] تلک بھی

ابھرے ہے [تو اسے] شیشہ [تبھی] اپنے دموں پر
نکلا ہے ترا ہاتھ [جو] پتھر کے تلے سے

[چھپتا ہے کوئی شمع] صفت سوز دل اپنا
سر کاٹو اگر تو ہو نمودار گلے سے

جلتی [ہے] شرح سوز سے میری زبان کلک
ہردم ملے ہے لے جو سیاہی دوات سے

میں آہ کیونکہ کہوں حال دل کہ مثل تفنگ
[صدا نکلنے سے] آگے دہن میں آگ لگے

دیکھے ہے تری چشم تو کہتا ہے یہ ساغر
پیمانہ ابھی عمر کا یا رب کہیں بھر جائے

جوں شیشۂ ساعت ہے فلک خانہ پر گرد
یوں دور سمجھ آپ کو کتنا ہی ابھر جائے

پتھر بھی نگیں سے ہے سلیماں ترے بہتر
جو اپنے پس مرگ [گہے چھاتی] پہ دھر جائے

غبار اب دونو دل کا ہو فرو جوں شیشہ [ساعۃ]
جو سرگوشی میں یک ساعۃ[1] تو [ہم سے ہو ہم] بیٹھے

نام کو کالک لگے ہے جا بجا کم بیٹھیے
لاکھ چوتڑ کو لگانے جوں نگیں جم بیٹھیے

قطرۂ نیساں کا موتی فی الحقیقت آب ہے
اشک جب آنکھوں سے ٹپکا گو[ہر] نایاب ہے

---

[1] ایک ۱۰۱ ۲۰

ہے کماں یا ماہ نو ابرو ہے یا محراب عشق یا [کسی عاشق کے پیا[رے] قتل کو شمشیر ہے
سرخ پہ تکمہ ہے یارب یا ستارہ [آتشی] [یا کسی] عاشق کا خوں اوس کے گریباں گیر ہے

پریشاں [ہیں حواس] اپنے سلیقہ دیکھ شانے کا کھلایا ہاتھ میں ناگن کو جس پر خشکد ستی ہے
مثال آینہ چھاتی بھری ہے تسپہ حیرۃ سے ہمیشہ چشم رو رو بوند پانی کو [تر]ستی ہے

جس طرح آتا ہے میم دہے اوپر ابر سیاہ اوس طرح لپٹے ہے تیرے موتہہ پہ زے ولام سے

رباعی

کی درد کی جو ذات مبارک پہ نظر [ہے] معنی لولاک کا پر تو اوس پہ
ہووے نہ اگر درد قسم ہے کہ [عظیم] [لڑکا نہ] تولد ہو ز بطن مادر

دیگر

نواب کے گھر میں گر خدائی ہوگی [اور عرش] بریں تلک رسا [ئی ہو] گی
جوں آینہ آب و ناں کے دھوکھے میں عظیم خلقت پہ یہی سد [اصفائی ہوگی]

دیگر

پوشاک پہن کے سج بنائی تو کیا جوں آینہ کی جو خود نمائی تو کیا
موہوم ہے جوں عکس نظر میں یہ شکل آئی تو کیا واگر نہ آئی تو کیا

نہ بند از مخمس ہجو میر انشاء اللہ خاں انشا

وہ فاضل زمانہ ہو تم جامع علوم تحصیل صرف و نحو سے جنکی مچی ہے دھو[م]
رمل و ریاضی حکمت و ہیئت جفر نجوم منطق بیاں معانی [کہیں سب زمیں] کو چوم

[تیری زباں] کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

ایک دو غزل کے کہنے سے بن بیٹھے ایسے [طاق] — دیوان شاعروں کے نظر سے رہے [یہ] طاق
ناصر علی نظیری کی طاقت ہوئی ہے طاق — ہر چند ابھی نہ آئی ہے فہمید [جفت و طاق]
ٹنگڑی تلے سے قدسی و عرفی نکل چلے

نزدیک اپنے آپ کو کتنا ہی سمجھو دور — پر خوب [جانتے ہیں] مجھے [جو ہیں] ذی شعور
وہ بحر کونسی ہے نہیں جس پہ یہاں عبور — کب میری شاعری [ہیں پڑے] شبہ سے [قصور]
بن کر قمل نکالنے کو تم خلل چلے

[موزونی] و معانی میں پایا نہ تم نے فرق — تبدیل بحر سے ہوئے بحر خوشی میں غرق
روشن ہے مثل مہر یہ از غرب تا بشرق — شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق
وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنو کے بل چلے

تھا زور فکر میں کہ کہوں معنی و مثال — تجنیس و ہم رعائت لفظی و ہم خیال
فرق رجز رمل نہ لیا میں نے گو سنبھال — نادانی کا میرے نہ ہو دانا کو احتمال
گو تم بقدر فکر یہی کر عمل چلے

ہے امتحان زور تو یہ پیش عقلمند — میرے سے تم قصیدے کہو یا کہ قطعہ بند
گو [ہجو] اوسمیں [ہو] میری لیکن ہو دلپسند — یہ بات ہے نرالی کہ دروازہ کرکے بند
دشنام گھر میں دیتے محل بے محل چلے

میرا سا شعر [کب] ہو پڑھے گو کہ نحو و صرف — ہووے بیاں معانی سے میرا بیاں نہ حرف
[منطق] سے کیا ہو نطق کا پایا نہو جو ظرف — [منقول] کی بھی عمر کی معقول ہے نہ صرف
ہیئت پڑھے سے اور ہی ہیئت بدل چلے

کم ظرفی سے تمہیں تو یہی آئے ہے امنگ — کیجے نمود خلق میں اب کمر سخن کی جنگ
اپنے تئیں تو [بخشئے] آتا ہے یار ننگ — اتنا بھی رکھے حوصلہ فوارہ ساں نہ تنگ
چلو ہی بھر جو پانی میں گز بھر اچھل چلے

ورق ۲۰۸

کیوں جنگ گفتگو کو تم اوٹھ دوڑے اس قماش　　کرتے جو بھاری پاینچہ ہوتا نہ پردہ فاش

[پر سمجھیں] کب یہ بات جو کندے ہوں [نا] تراش　　تیغ زبان کو میان (ہی) میں رکھتے تم اے کاش

ناحق جو تم ازار سے باھر نکل چلے

عظیم (۲)

دوم

سخن گوے نیک نہاد از بلدۂ عظیم آباد محبت و خوبی التیام مرزا زین الدین نام ازیں مطلع کہ منسوب است بدو معلوم می شود کہ وے شاعرے است خوش گو ؎

زلف نے جس کے تیں دکھائی شام　　پھر اوسے دوسری نہ آئی شام

عظیم (۳)

سیوم

مردے از دودمان کریم الملقب بہ شاہ محمد عظیم خوش طبع صاحب سخن [المتعارف] بہ شاہ [جھولن دے] عزیزے بود درویش نہاد از خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ بسیار بآزاد منشی و وارستہ روشی ایام عمر گرامی بکام دل بسر می برد و ہر چہ دلش میخواست میکرد و ہر کس کہ توجہ خاطر رو میداد در میخورد و پسر خود را بہ نشۂ نوشش موسوم ساختہ و با ایں [ہمہ] با غربا و مساکین نرد محبت باختہ خوش زندگانی نمودہ و بہ نہائت خوش [د] لی عمر گرامی بسر فرمودہ [بیشتر] اوقات [بعد] اداے فرائض واورا [مقرریہ] و امور ضروریہ درا رجوحہ میخفت و میگفت کہ ارجوحہ [اش] را پیوستہ [بجنبش] دارند و ازاینجاست کہ نام متعارفش مردم بر زبان بیشتر آرند مختصر کلام [شخصے] بود مغتنم و مردے بود با جود و کرم خیال شاعری بطور خود در سر داشت و [ہر] چہ بخاطر [عاطر] ش رطب باشد یا یابس میگذشت بہ بروں دادن آں ہمت می گماشت ازانکہ [میلش بیشتر بہ مثنوی] گفتن بود و افسانہ چند موزوں فرمودہ قصہ لیلیٰ مجنوں در بحر بوستان [شیخ شیراز] قدس [سرہ] برشتۂ نظم کشیدہ و دیگر انواع سخن بسیار کم از وے بہ تحریر رسیدہ شانزدہ شعر از [گفتہائے آں عزیز وافر] تمیز ایں حقیر سراپا تقصیر می نگارد منہ عفی اللہ عنہ در آرزوے کہ خدائی پسر

ورق ۲۰۹

خود بوے خطاب می گوئد کہ ؎

نشہ نوشا تو بیاہ کر بیٹھا   گورے مکھڑے کی چاہ کر بیٹھا

در لیلیٰ مجنوں گوئد کہ ؎

عرب زادیاں باغ و بستان سے   سیہ [انکھڑیاں نرگستاں] سے

در افسانۂ دیگر گوئد ؎

زہیں ایک مدۃ تلک چھان کر   کسی جنگلے میں پڑے آن کر

دریں جنگل بادشاہ و وزیر گنبدے طلسمات مشاہدہ نمودہ اند کہ بر در آں گنبد قفلے بغائت جسیم و مضبوط دیدہ دعائے کہ از قلندرے خدا دوست یاد گرفتہ بودند بر دم تبر زین دمیدہ تبر بر قفل زدہ گنبد طلسمات کشودہ اندرون گنبد باغے بنظر ایشاں در آمدہ الی آخر الحکایت در ایں باب گوئد ؎

[دعا پڑھ] کے مارا تبر قفل پر   پڑے جھڑ پڑی قفلخانے سے جھڑ

در تعریف باغ طلسمات گفتہ ؎

خیابان سب مشک و عنبر کی کہان   چمن در چمن زعفران [ارغو] ان

مہکتی ہے شبو کے پھولوں کی [بو]   چنبیلی ہے رابیل ہے ناز بو

گلاب اپنی باڑی میں دیتا ہے پاس   ہزارہ ہے لالہ کے گل آس پاس

[زبانی پری] درہمیں افسانہ بہ تعریف حسن و جوانی و ہر صفت آں بلا ر ناگہانی انشاد کردہ ؎

مجھے جنگلے کی خوش آئی بہار   مری گوری چھاتی پہ [پھولوں] کا ہار

لٹکتی تھی بدھی کمر گاہ پاس   مہکتی بدن میں تھی پھولوں کی باس

رہیں کھولے تھی بال اپنے بالی تھی میں   سج اپنی [نرالی] نکالی تھی میں

سیہ انکھڑیاں ڈورے چھوٹے تھے لال   نشہ چڑھ رہا تھا مجھے دھوند و کال

کھلی میری پشواز تھی تاش کی   مجھے اپنے جو [بن] پہ تھی عاشقی

لٹکتا تھا دامن قدم گاہ پر   کمر کھچی کھانچی تھی دلخواہ پر

[رما] لی تھی [سر] پر زری تار کی   تجلی برستی تھی دیدار کی

نہ رہتی تھی کاجل بن آنکھ ایک پل　　نہ بن آرسی دیکھے پڑتی تھی کل

در آخر این فسانہ[1] کہ در مرض موت خود گفتہ و ناتمام ماندہ بہ پسر خود خطاب نمودہ بطریق وصیت میگوئد ؎

عظیما نے آدھی کہانی کہی　　نشہ نوش کہیو جو باقی رہی

عظمت

تخلص عزیزے است اہل اللہ مسمی بہ شیخ عظمت اللہ کہ در ابتدا بہ سپاہگری ایام بسر می نمود و در آخرہا بہ ہدائت ازلی و رہنمونی سعادۃ لم یزلی بہ [تحصیل] علوم شریفہ و استحصال فنون رسمیہ اشتغال نمودہ و دامن ہمت بر زدہ بسعی ہرچہ تمامتر و بکوشش [بے] نہائت و جہد بیشتر از بیشتر اوقا[ت] عزیز شبا روزی عمر گرامی درین شغل سامی صرف فرمود تا رفتہ [رفتہ] سعی وے بجاے رسید واحدے از دانشمنداں و [فردے] از اہل علم گردید بہر کیف این دو بیت از زادہاے طبع آں بلند ہمت است ؎

جواب ہاتھ سے غم کے جیتے رہینگے　　مے عیش بھر عمر پیتے [رہیں] گے

میاں گر یہی دھاک ہے اوس کمر کی　　تو کاہیکو جنگل میں چیتے رہیں گے

این شعر اگرچہ سرقۂ شعر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی است اما [بطور خود] خوب بستہ۔

علی

ورق ۲۱۰

تخلص دو کس می شناسم

---

[1] افسانہ ا۔ا۔ د

علی (۱)

اول

شاہ ناصر علی مرحوم وے مردے بود نیک روش آزاد منش بیدار دل بخدا مشتغل تجرد دثار تفرد شعار عالی ہمت والا نہمت صاحب ہوش حقیقت کوش سالک راہ خدا رہ نورد طریق ہدا طبعش نہائت عالی و بغائت بلند فکرش خیلے متعالی و بسیار ارجمند خیال بندی وے زبان زد عالم نازک خیالی [وے] ضرب المثل اولاد آدم مولد و مسقط [الرا] سش قصبہ سہرند حضرت دہلی ویرا نشوو نما (...) دلپسند سلسلۂ حسب دلپذیرش [باو] لیاء کرام علیہم رضوان اللہ الملک العلام میرسد و سر رشتہ نسب [شریفش] بہ یعثوب الموحدین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ وسلام اللہ علیہ می پیوند د اشعارے در بعض اشعارش بداں رفتہ چنانچہ میگوید ؎

گر از حسب بپرسی من قنبریم قنبر وار از نسب بگوئی اولاد مرتضا ایم

از علو ہمتش چہ برطرازم کہ خامہ با وصف دو زبانی از تحریرش بسر در می آید و بسر نمی آید

حکائت

روزے حسب اتفاق آزادانہ بسیر دریا میرود در اثناء سیر بخیالش میگذرد کہ رداء شوخگین خود را شست وشو [دہد] وار ستانہ بگازرے استدعاے ما فی الضمیر میکند و در حین مطالبہ اجرۃ میگوید بالفعل ہیچ ندارم تا انصرام کار آنچہ بمن از [غیب] میرسد بتوارزانی است قضا را صاحب دولتے از طالبان وے ازاں روے جمن عبور نمودہ باوے در میخورد و نا دانستہ فقیر [را] نسبتہ بہ نسبت فقیر کہ الفقراء کنفس واحدۃ تفحص احوال خیریت مال و بود و باش تجرد قماشش شاہ ناصر علی شاعر می کند ایشاں تجاہل نمودہ میگویند کہ ناصر علی مردے آزاد بے سرو پا مثل ماست صاحبان عزوجاہ را از ملاقات وے کدام بہرہ حاصل آید حاصل کہ بعد الذی والذینا پردہ از روے کار بر می افتد و عجالۃ الوقت دو دست زر سرخ با [یشا]ں فتوح میرسد و بحکم الکریم اذا وعد وفا نصیب گازر می شود

دیگر

مشہور است کہ قصیدۂ در مدح امیر الامرا نواب ذو الفقار خاں مرحوم انشا کردہ کہ مطلعش

این است ؎

اے شان حیدری بجبین تو آشکار — نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

نواب مغفور بر استماع ہمیں مطلع التفات ورزیدہ گفت کہ ہمیں قدر کافی است کہ از عہدہ صلہ اش نمی توانم بر آمد تا بتمامی قصیدہ چہ رسد و مبلغ یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل اہرمن پیکر بطریق جائزہ تکلیف کرد شاہ عالی جاہ فیل سوارہ مبلغہا بندریج برحوضہ فیل می کشید و دو رویہ نثار کناں زر افشاں در کوچہ و برزن میگذشت تا بدر کلبہ خود رسید ہنگام فرود آمدن فیلبان معروض رائے والائے ایشاں داشت کہ بایں مسکین [ہیچ نہ رسیدہ] فیل بانعام وے رسانیدہ با خزائن علو ہمت نام خدا بر زبان راندہ واخل مسکن مالوف شد قصہ مختصر زبان دانان ایران زمین گو از ممر انصاف دشمنی حسابے از وے نگیرند اما حق این است کہ شعرش رنگے خاص دارد و گفتارش طرز خاص الخاص دیوانے مختصر و مثنوی موجز در نہایت متانت و غائت استنادی بزبان فارسی از وے یادگار صفحہ روزگار است گاہے [بتقریبے] شعر ریختہ ہم از طبع عالیش ریختہ چنانچہ در جواب شاعر شان علی المتخلص بہ ولی کہ بطریق طنز گفتہ بود ؎

اگر مصرع لکھوں ناصر علی کو — اوچھل کر جا پڑے جوں مصرع برق

گفتہ ؎

ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کو — باعجاز سخن گر اوڑ چلے تو

ورق ۲۱۱

دوم

علی (۲)

مغل زائے [خو] بی النیام مرزا علی نام وے مردے بود فرزانہ شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ این مطلع از وے است ؎

لہ دو روپیہ ا۔ا ۔ — سہ از ا۔ا۔

سمجھا کوئی دنیا میں ستمگار نہیں ہے　　　بے رحم جفا پیشہ و خونخوار نہیں ہے

عمدہ

تخلص لالہ سیتا رام برادر راجہ دیا رام پنڈت است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان نیک طینت عذب البیان نہائت با تمکنت و بغائت متین شاگرد انعام اللہ خاں یقین ایں دو شعر از گفتہائے اوست ؎

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولوں کی چادر کی　　　کہ میری نعش پر وہ سرو گل رخسار پہنچے گا

نہ اپنے مبتلاؤں پر غضب اے نوجواں رہیئے　　　انہوں کی دلبری کیجے انہوں پر مہرباں رہیئے

عنائت

تخلص شیخ نظام الدین مرحوم است وے از قاضی زادہائے قصبہ رٹول بود بنا بر تحصیل علم بحضرت دہلی وارد شدہ کسب علوم رسمیہ می کرد و بخانقاہ عارف زماں حضرت میر جہاں قدس سرہ اقامت داشت و دست انابت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ در شعر فارسی کہ بطور خود میگفت مسرور [تخلص] میکرد و از عنائت استاد صاحب ورائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفر اللہ عنہ در ریختہ عنائت تخلص یافت در آخرہا بضلعہ کالپی رخت سفر کشیدہ باستادی یکے از اولاد امجاد نواب غفراں مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر عز امتیاز یافت و در ہماں نواح برحمت حق پیوست قطعہ و بیتی کہ بطریق تلطف قطعہ عربی در منقبت حضرت امیر المومنین یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ گفتہ و بیادا ایں بے بضاعۃ ماندہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

بشارۃ دوستداروں کو علی حبہ جُنّۃ — کہ جن کی شان میں آیا قسیم النار و الجنۃ
عنایت دل سے کہتا ہے وصیؔ مصطفےٰ احقا — علی ابن ابی طالب امام الانس و الجنۃ

عیاں

ورق ۲۱۲

تخلص سید غالب علیخاں مرحوم المشہور بہ میر طراست ایشاں جوانے بودند از سادات گردیز بسیار قابل وسپاہی منش و خیلے خوش طبع و پاکیزہ روش شیریں زبان عذب البیان ہوشیار ستودہ کردار حدید الذہن دائم السرور تیز فکر صاحب شعور در آخرہا بہ تحریک قضا بدیار پنجاب رحل اقامت فگندہ بہمان نواح بروضہ رضوان خرامیدند والد ماجد ایشاں یعنی سید عوضؔ خاں [در] عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بسیار باشوکت و نہائت یا سروت (کذا) ایام بسرمی فرمودند بخشی گری سپاہ نصرۃ پناہ نواب غفران مآب مظفر خاں بہادر عز امتیاز داشتند و در ایام سلطنت مرزا احمد مرحوم خلف الصدق فردوس آرامگاہ نیابت صوبہ دار السلطنت لاہور از قبل نواب مغفرۃ ایاب معین الملک المعروف بہ میر منو بایشاں تعلق داشت در اوان ریاست حضرت عرش [منز]ل بافراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی از ترکتاز احمد خاں ابدالی رو داد مردانہ گلگونہ شہادۃ بر رو مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ بسیر روضۃ الجنان شتافتند مہین برادر سید غالب علیخاں عیاںؔ سید فتح علیخاں حسینی سلمہم الرحمٰن علایق دنیا را خیر باد گفتہ بمسند ارشاد پایۂ تمکین استوار کردہ زہد توکل را کار بستہ بروشے نشستہ اند کہ تحریر عشر عشیرش مقدور قلم حقایق رقم نیست کہ برشتۂ تحریر کشد حق تعالےٰ سلامت با[کر]امت داراد کہ ع

وجود مردم دانا مثال زر و طلا است

بالجملہ سید غالب علیخاں بہردو زبان سخن میگفت و در معنی می سفت اما میلش بفارسی بیشتر بود و فکر ریختہ بسیار کم می نمود این شش شعر از یادگار آں مرحوم است ؎

---

[1] وصی المصطفےٰ ا۔ ا، [2] عیوض ا۔ ا، [3] دارد ا۔ ا،

قتل خسرو کو کوہکن نہ کیا | وقت پر تو نے بانکپن نہ کیا
تیری [دولت] سے اس چمن [میں] بہا | ہم نے کیا کیا دوان پن نہ کیا
اس پہ موقوف کیا ہے شان [جنوں] | نہ کیا چاک پیرہن نہ کیا

کیا صبا لاتی ہے یاں پیغام جاناں متصل | پھاڑتے ہیں جو چمن میں گل گریباں متصل

چمن میں جب کبھو میں نالہ و فریاد کرتا تھا | میری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

مصرعہ اوّل ایں مطلع احسن اللہ خاں بیان را کہ ؎

میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم
دیکھ کر مجکو عبث مجلس سے اوٹھ جاتے ہو تم

بطریق طنز و خوش طبعی خوب تضمین نمودہ چنانچہ میگوید ؎

ہے عیاں جی میں بیاں سے کہئے یوں مجلس کے بیچ
میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم

عیش

تخلص مرزا حسین رضا[1] لکھنوی است وے سیدزادہ بود از شاگردان شاعر فصاحت افروز میر سوز مرحوم ایں دو شعر از وے است ؎

وہ اگر آوے پشت بام کہیں | میں بھی کرلوں اوسے سلام کہیں

---

[1] ۱۰۱ میں درج نہیں،

یہ غزل عیش ہے تصدقِ سوز — مجھسے ہوتی بھی انصرام کہیں

ورق ۲۱۳

عیاش

تخلص دو کس میدانم

عیاش (۱)

اول

غلام جیلانی خان سلمہ الرحمن المعروف بہ میاں بخشو پسر نواب معلے القاب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر عفی اللہ عنہ وے جوانے است خلیق شیریں زبان گرم جوش عذب البیان عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ حمیدولہا باخلاق حسن می نمائد بہ شیریں زبانی و [مہربانی] کس و ناکس را مشتاق لقای فرخ بقاے خود میفرمائد با قاسم [ہیچمدان سراپا] نقصان در ایام و[رو] دخود بحضرت دہلی باشتیاق ہرچہ تمامتر ملاقات نمودہ و باشفاق [کہ زیادہ] ازاں منصور نیست الطاف فرمودہ بالجملہ [ایں] ہفت بیت کہ از رشحہائے طبع دربار وے است در اینجا ثبت افتادہ [منہ سلمہ] ربہ

دل میں آتا ہے کہ اب [کیجیے] ترک اسباب — بے سر و پاؤں کو کیا ہے سر و سامان سے کام
خاکساری کا مجھے مرتبہ بس ہے عیاش — نہیں اس عاریتی منزلت و شان سے کام

اُڑا ہے ابر زور، زمیں سبزہ زار ہے — ساقی جو تو بھی آوے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں [د]م فراق میں تیرے میرے لئے — ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے
عیاش پاس کیا ہے جو تیرے کرے [نیا]ز — ایک نقد دل ہے سو تو وہ تجھ پر نثار ہے

کاٹ جو ابروئے خمدار ہیں تیرے ہے میاں — خنجر و تیغ کا کب اوسکے تئیں کاٹ لگے

جو ہیں اجلاف سو پہنے ہیں کتان و شبنم اور یہ اشراف پہننے گزی و ٹاٹ لگے

عیاش (۲)

دوم

خیالی رام وے از ہندو نژادان حضرت دہلی تازہ مشقے است کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این شعر منسوب بوے است ؎

جام ہے ہات میں [اور] شیشۂ مے زیر بغل
نہیں عیاش کو میاں بزم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

درطے این حرف ذکر دہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس غریب تخلص میکنند و مجموع اشعار شان [پنجاہ و چار] شعر است

غالب

تخلص بہادر بیگ خان مرحوم است پدر والا قدرش مکرم الدولہ [نیاز] بیگ خان بہادر طالب جنگ امیرے بود از امرای توران کہ در [ایام] دولت امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر عفی اللہ عنہ بشوکت تمام و حشمت [تام] ایام خجستہ آغاز خوبی فرجام بکام دل بسر می برد بعد رحلت والد ماجد خا[ن مرحوم] ہم از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب والا جناب عز [امتیاز یافتہ] اما بنابر گروش

دور دوار ناہنجار و عیش دوستی طبع کامرانی کردار دولت دیرینہ را کہ پدرش بہزار جر ثقیل و نصب صد ومدمہ بجود کشیدہ بود در ایام معدودہ رائگان و برباد داد در اخرہا بمرتبۂ ا [علی] ناداری رسیدہ بود کہ حضرت قدر قدرۃ نظر بر خانزاد پروری بنا بر رفع تکلیفش وجہے مقرر فرمودہ بودند اما حیف صد حیف کہ در ہماں نزدیکی رخت زندگانی بسرائے جاودانی کشیدہ بروضۂ رضوان خرامید انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام وے جوانے بود خوش خو پاکیزہ رو بغائت مؤدب نہائت مہذب یار باش خوش معاشش جان مروۃ و فتوۃ عین محبت و مودۃ کریم الطبع نیک نہاد سخی مزاج خیلے جواد معنی سماء وجود حقیقت نفع و سود یک چند مجلس مراختہ بدولت خانہ خود منعقد می ساخت و بضیافت مجلسیاں خاصہ شعرائے فصاحت بیان بانواع اطعمہ و اقسام اشربہ و انحای حلاوی و صد گونہ رقص می پرداخت بہر دو زبان سخن میگفت و بہر دو د[ست] در معنی می سفت شعر فارسی بسمع میر فرزند علی موزون می رسانید و [ر] بجنتہ ریختہ طبع دربار خود از نظر استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت عفی اللہ عنہ و دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق سلمہ[۱] اللہ الخلاق می گذرانید ملخص سخن ہیست و یک شعر از سخنہائے دلنشین آں جوان حسین نیک دین در اینجا ثبت [افتاد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

رق ۲۱۴

مت ہو خفا بغل میں گر تجکو یار کھینچا ۔۔۔ مجبور تھا نشے میں بے اختیار کھینچا

فرقت میں تیری شب کو زبس دل میں درد تھا ۔۔۔ گہ چہر[ہ] سرخ گاہ میرا رنگ زرد تھا

کبھو تو زرد ہے چہرہ کبھو ہے لال اپنا ۔۔۔ دکھائی دے ہے عجب دمبدم یہ حال اپنا
اگرچہ دلمیں تو رہتے ہو پر بظاہر بھی ۔۔۔ کبھو کبھو تو دکھایا کرو جمال اپنا

دل میں اپنے نہ کرو سوچ کہ کیا ہووے گا ۔۔۔ وو ہی ہووے گا جو قسمت کا لکھا ہووے گا

۱؎ اللہ تعالی الخلاق ۱۰ ۱ ۱ ،

دل تو دیتے ہوے وے بیٹھے ہم اوسکو لیکن　　سوچ رہتا ہے یہی دل میں کہ کیا ہووے گا
اپنے غالب کے تئیں نت کا ستانا کیا ہے　　کچھ بھلا بھی کرو پیارے کہ بھلا ہووے گا

رہتے ہیں آینہ کے ہمیشہ دو چار آپ　　تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

میں مر ہی گیا تھا سیمبر رات　　قصہ ہی ہوا تھا مختصر رات

قاصد اوسے آیا ہوں کبھو میں بھی بھلا یاد　　اب جس کی مجھے یاد میں یہاں کچھ نہ رہا یاد

[اے آ]ہ ذرا خدا سے ڈر کر　　اوس شوخ کے دل میں ٹک اثر کر
[بجلی] کے کڑکنے [کے] ہوں قرباں　　شب چھاتی سے آ لگے [وہ] ڈر کر

ہم نے لکھ کر اوسے حال سحر و شام تمام　　اپنے ہاتھوں سے خراب اپنا کیا کام تما[م]

زلفوں کے بال مونہہ پر اوسکے بکھر رہے ہیں　　کیا کیا خیال دل میں ہم اپنے کر رہے ہیں

[این شعر[1] . . . . . بے تفاوت حرفی در اشعار حجام مرقوم است]
ہے مجکو یہی سوچ کہ اس بزم میں آکر　　جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ
یکجا کوئی دو شخص [فلک] دیکھ سکے ہے　　پیارے جو تو آتا ہے تو ٹک مجسے جدا بیٹھ
ہوتی ہے کوئی جینے کی بے عشق بھی لذت　　چاہے ہے جو مزا اسکا کہیں دل کو لگا بیٹھ
منزل کو جو پہنچے ہیں یہ کہہ دیجیو اون سے　　ایک یار کوئی راہ میں ہے تھک کے رہا بیٹھ

---

[1] اصل نسخے میں یہ عبارت نہیں حالانکہ حجام کے ذکر میں یہ بیت اسکے نام پر بھی درج ہے۔ ملاحظہ ہو حجام کا تذکرہ، ج، اول، ص ۱۹۹

دیتے ترے کوچے میں کوئی غیر ٹھہرنے ۔۔۔ پر یار میں جوں نقش قدم اوٹھ نہ سکھا بیٹھ

قصۂ درد جو شب اپنا سنایا ہم نے ۔۔۔ یہاں تلک ر [و] ئے کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

ورق ۲۱۵

گرچہ اپنا نہ رہا ہوش مجھے ۔۔۔ پر ہوا تو نہ فراموش مجھے

غافل

تخلص ہوشیارے است از دودمان شان جلی المسمی بہ میر محمد علی گویند کہ وے از سادات ممالک جنوبیہ واز تلامذۂ شاہ قدرت اللہ قدرت و مرد نیک [ر] وش ستودہ منش صاحب شعور با فرح و سرور ور [د] مند محبت پیونداست ۔ بہرکیف شعرش پرکیف وسخنش بران سیف است این دوشعر از گفتہاے او وسفتن این دو درے بہا منسوب بدوست ؎

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بے خوابی رہی ۔۔۔ ایک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہا آنکھوں سے اشک ۔۔۔ بعد مرنے کے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غریب

تخلص سہ کس میدانم

غریب (۱)

اول

شاعرے از شعراے متقدمین از اولاد امجاد حضرت سید الاولین والاخرین علیہ من الصلوات افضلہا و

من التحیات اکملہا کہ میر عبدالولی نام داشت و در سخن گفتن بیشتر ہمت بایہام گوئی می گماشت این دو بیت از سخنان آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

اگر فرہاد میری جانکنی سنتا تو رو دیتا
یہ سارا کھودنا پتھر کا اپنے دل سے کھو دیتا

ہیں احساں مند ہوں زنجیر کا اس واسطے اتنا
جو دیوانا ہووے پر دستگیری سب کی کرتی ہے

غریب (۲)

دوم

شریفے از شرفاے حری الاحترام میر محمد [تقی] نام گویند کہ وے مردے بود سر بسر اہلیت وشخصے بود سراپا آدمیت شعرش رنگین است و گفتارش دلنشین این مطلع کہ بہ مطلع خورشید انور مثل گل نوبہاری خندہ میزند و ہر راست طبع صاحب درد آنرا بدل و جان می پسندد او راست عفی اللہ عنہ ؎

الٰہی مت کسو کو پیش درد انتظار آوے
ہمارا دیکھیئے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

غریب (۳)

سیوم

شیخ نصیر الدین احمد سلمہ اللہ الصمد وے مردے است قابل و قابل دوست با حلم وحیا سراپا مغز و پوست صاحب فہم و فراست حاوی عقل و کیاست نیک خو کشادہ رو خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب نیک رویہ صافی مشرب اصلش خطہ کشمیر جنت [نظیر] مولدش شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بیشتر شعر فارسی گوید گاہے رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی ہم پوید این غزل پنج بیتی [از واست] ؎

جس جا کہ قدم رکھتے ہی سر تن سے جدا ہو
جاتے ہیں اوسی کوچے میں ہم دیکھیے کیا ہو

مت چھیڑ تو اس زلف سیہ فام کو ناداں — دیکھا نہیں کاٹا کوئی کالے کا جیا ہو
بن نرگس شہلا نہیں اس باغ میں اوگتی — یہاں چشم سیہ کا کوئی مارا نہ دبا ہو
زلفوں نے تیری دل ہیں جو برہم کیے اتنے — مشاطہ کا شانے سے خدا[۱] ہاتھ جدا ہو
حال دل شوریدہ کہوں کسسے غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر

تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین خان کرڑ و ڑہ است وے از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ گویند کہ از مال و منال بہرہ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبہ کافی جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع سعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است این سہ بیت از گفتہای اوست و کشیدن این سہ نالۂ موزوں منسوب بدوست

تصور میں ہوا وسے دو بدو ھم — کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو [ہم]
کفن دے ہم کو دو آنسو بہانا — کہ بعد از مرگ پاویں آبرو ھم
نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر — چلے دنیا سے کیا پر آرزو ھم

غلام

تخلص کنور گوپال ناتھ پسر [دوم] راجہ رام ناتھ ذرہ است وے جوانے بود خوش رو نیک خو بحضور پدر تقرب تمام داشت و از یمن صحبت سراپا برکت خدیو گیہاں رفعت شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ بود و

---

[۱] جدا ہاتھ خدا ا، ا، [۲] حصہ ا، ا،

غزل طرح حضور والا را سرانجام داده [باصلاح] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق سلمہ اللہ الخلاق رسانیدہ بہ پایۂ سریر [سلطانی] معروض میداشت مدتے است کہ آنجہا [نی شد] ہ این نہ شعراز وے است ؎

جب تو ہو مجکو کیا ہی خوش آتی ہے چاندنی
دونی بہار مجکو دکھاتی ہے چاندنی

ناصح خدا کیواسطے ٹک منصفی سے بول
بے روئے یار کس کو خوش آتی ہے چاندنی

یہ دل ہیں تھا کہ ملیں گے تو کچھ کہیں گے حال
جواب ملے ہیں تو کرنا بیان بھول گئے

کیا پوچھتے ہو جور بھلا مجسے یار کا
دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا

جو ہم ہنر کبھو ہوں ہم غلام اوس ماہ طلعت سے
نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خط وے کہ نہ دے گوش پہ آواز ہوں قاصد
مژدہ تو مجھے یار کے آنے کا سنا دے

تونے تو غلام اوسے غرض خوب نباہی
اللہ اوسے بھی کہیں توفیق وفا دے

قطعہ

ابتدائے محبت جاناں
کیا بیاں تم سے کیجئے احباب

دل تو ویراں ہوا سراپا آہ
کیا کرے گا یہ عشق خانہ خراب

غلامی

تخلص شاہ غلام محمد مرحوم است وے درویشے بود آزاد اما خوش [طینت] نیک نہاد در

خاص بازار در دوکان شمع گرے بیشتر نشستہ می بود و سیر آیند و روند میفرمود و گاہے در تکیہ تسلیم شاہ مغفور ہم جہت تفریح طبع و ملاقات درویشان آزاد منشان خاصہ [بدریافت] صحبت بابرکت شیخ ظہور الدین حاتم کہ نسبت تلمذ بجناب فیض ماب آں استاد بیشترے از سخن سنجان عالم داشت میرفت طرز گفتارش بروبہ شعراے دورۂ دوئمی می ماند بہر حال ایں بے بضاعت سہ شعر از گفتہاے آں مبرور ثبت می نمائد منہ عفی اللہ عنہ ؎

اگر بیمار یہ جیتا تو رنجانے کے کام آتا — یہ مشتاقوں میں تھا اسے گبھرسانے کے کام آتا

کل جسکی نظر تیر سی گزری میرے دل سے — پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

جب تلک تھا گھر میں اپنے پیچ کھاتا تھا فقیر — ابتو کچھ باقی نہیں ہے کہہ تو کیا بیچوں خدا

غمگین

ورق ۲۱۷

تخلص میر سید علی پسر سیوم میر سید محمد مرحوم برادر زادہ سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی حقائق پژوہ معارف آگاہ صفدر شکوہ آصف جاہ نبیرہ حضرت دوزبان پیشواے انس وجان محبوب سبحانی قطب ربانی امام الفریقین غوث الثقلین قدس اللہ تعالے اسرارہم نبسۂ خواجۂ بے رنگ خدا دوست عالی فرہنگ پیش خرام سالکان راہ خدا رہ نماے طالبان طریق ہدا فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ است وے جوانے نیک زندگا [نی] کشادہ پیشانی خوش اختلاط مستحکم ارتباط یار باش محبت تلاش مخلص نواز مخالف گداز باعزو تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علی قدر حال خط نسق[1] می

[1] کذا در ہر دو نسخہ ،

نویسد [وکم] کم فکر سخن می گزیند [خو]ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد بہر حال ایں چار بیت منسوب بدوست ؎

میرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا ۔۔۔ بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے[1] سینے سے ۔۔۔ کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

میرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے ۔۔۔ نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سوار غوانی ہے

گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں ۔۔۔ جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

ایں شعر سرقہ طالب کلیم است اما بزبان خود خوب گفتہ

غمخوار

تخلص سید زادہ ایست فرخندہ آغاز مبارک فرجام میر[2]. نام وے نوجوانے است ذیبا منظر پاکیزہ سیر نہائت باادب ولیاقت مہذب سعادت مند دانا پسند ہوشیار ستودہ اطوار شگفتہ جبیں فرحت آگیں سپاہی پیشہ نیک اندیشہ خوشخو تازہ گو کہ مشق سخن از میاں غلام حسین شکیبا میکند وگاہ گاہ غزل طرحی سرانجام میدہد ایں چار بیت از گفتہہائے آں نوجوان سعادۃ نشان است ؎

آنسوؤں کے ساتھ آکر چشم میں دل رہ گیا ۔۔۔ نبھ چکا یہ قافلا جب میر منزل رہ گیا

کام آخر ہو گیا میرا بس ایک تلوار میں ۔۔۔ مرتے مرتے دل میں شوق رقص بسمل رہ گیا

---

[1] میرے ا ۰ ا ، [2] دونوں نسخوں میں میر کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

اوٹھ سکا کوہ غم شیریں نہ جب فرہاد سے
مارتیشہ سر میں رکھ چھاتی پہ ایک سل رہ گیا

ہیں ہنے حیران جمال یار کچھ تنہا نہیں
محو حیرت آینہ بھی ہو مقابل رہ گیا

حرف الفاء

ورق ۲۱۸

درے این حرف ذکر بیست و پنج شاعر اندراج یافتہ ازاں جملہ [چار] کس فدا تخلص میکنند و پنج تخلص است فدوی و دو عزیز بفروغ متخلص اند و دو بہ فراق و سہ بشر را فقیر و مجموع اشعار ایشان . . . . شعر است کہ منجملہ . . . . رباعی واقع شدہ

فارغ

تخلص لالہ مکند سنگھ کھتری است وے ہندو نژادے است اما مطیع الاسلام و خیلے محبت التیام در ایام سالف بہ توشک خانہ حضور سراپا نور بعہدۂ متصدی گری عز امتیاز داشت در ایں ایام تفرقہ فرجام از حضرت دہلی رخت سفر بربستہ بہ قصبہ بریلی رحل اقامت افگندہ کام و ناکام ایام زندگی بسر می آرد مرد قابل و خوش اختلاط است نسبت تلمذ بہ استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم وارد ایں چار دہ بیت از گفتہائے اوست ؎

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات
رہا ہے [آنکھوں سے] اشکوں کا ہار ساری رات

---

۵۱ کذا در ہر دو نسخہ ۵۲ مطلق د۔ا۔ ۵۳ ا۔د۔ میں 'است' درج نہیں '
۵۴ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۵۵ نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۵۶ بر د۔ا۔

جمائیاں جو تمہیں اسقدر اب آتیں ہیں — کہیں تو جاگے ہوا ہے گلعذار ساری رات
بتاں کے غم میں پلک سے پلک نہیں لگتی — کیا کریں ہیں ستارے شمار ساری رات
بس اب خموش ہو فریاد مت کر اسے فارغ — کہاں تلک تو کرے گا پکار ساری رات

آئی لپیٹ جو زلف کی تیری چلی چلی — گلشن میں باغ باغ ہوئی ہر کلی کلی
ہم دل جلوں کی بزم میں گر آئے شمع بھی — سن آہ شعلہ بار پکارے جلی جلی
اے مایۂ نشاط ترے غم میں خورمی — بزم دل حزیں سے پھرے ہے ٹلی ٹلی
مدت سے جستجو میں تیری مثل گرد باد — اوڑتی پھرے ہے خاک ہماری گلی گلی
فارغ بھی اسے محب بامید نجات حشر — ورد زباں ہمیشہ رکھے ہے علی علی

ابروے یار یہ کس پر ہے چڑھائی تیری — قتل کو بس ہے مرے چشم نمائی تیری
دور سے دیکھ مجھے چیں بجبیں ہو جانا — تاکہ کچھ کہہ نہ سکھوں بل بے رکھائی تیری
حسرتیں دل کی بڑھا نیند میری تلخ کی آہ — رات کو خواب میں کل شکل جو آئی تیری
دیکھ مکھڑے کو تیرے گل نے گریباں پھاڑا — آئینہ آب ہوا دیکھ صفائی تیری
بے طرح دام میں زلفوں کے پھنسا تو فارغ — نہیں آتی نظر اب ہم کو رہائی تیری

فدا

تخلص پنج کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں [پنج بہ تکملہ] مناسب می [انگا] رم و ازاں چار یار باقی [است]

سلہ رہے ہے ۱۰۱ ۔

فدا (۱)

اوّل

مرزا فدا حسین خاں المعروف بہ آغا حسین خاں ابن نواب ضیاء الدین حسین خاں عرف آقا مرزا و نبیرہ نواب الہ بردی خاں جہانگیری وے مغل زادے است در بلدۂ لکھنؤ نیاگانش را در رمل و قرعہ اندازی دستے بود گویند کہ مرد خوش اختلاط مستحکم ارتباط محبت مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است از گفتہایش یازدہ شعر در اینجا ثبت افتاد او راست ؎

غیر کی تم نے کی خوشی اور ہمیں خفا کیا
خوب کیا بھلا کیا خیر بہوت بھلا کیا

چاہت سے بے خبر ہے ہماری تو یار حیف
ہم چاہیں اور ہمیں تو نہ چاہے ہزار حیف

دو گرہ دلکو میرے [زلف] گرہ گیر کے ساتھ
میں دوانا ہوں مجھے [ربط] ہے زنجیر کے ساتھ

نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی
سچھ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی

ناکام لیا رہیں نے کچھ کام کر رہیں گے
بدنام ہوئے تو ... مگر تو بھی ایک نام کر رہیں گے

بیمار غم کا تیرے سب کر [چکے] ہیں چارا
دیدار یار تیرا اب دیکھنا ہے باقی

تیروں کا ان بتوں کے دل آماجگاہ ہے
یہاں آہ آہ کرتے ہیں وہاں واہ واہ ہے
وہاں ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے
یہاں کنج غم میں شکوۂ بخت سیاہ ہے

ہوں اسیر گیسوے پر پیچ ہیں آشفتہ سر
خواہ دیوانہ کہے تو خواہ سودائی مجھے

ایک سانس جوں حباب تن ناتواں میں ہے　　[اسیر بھی] درد عشق میرے [امتحاں میں] ہے

نہ پوچھو کچھ خبر دل کی گیا تھا ساتھ قاصد کے　　نہ پھر دل ہم تلک پہنچا نہ ہم ہی دل تلک پہنچے

فدا (۲)

دوم

صدر الصدور زماں مولوی محمد اسمعیل المخاطب بہ عاقبت محمود خاں وے جوانے است شائستہ نیک دین بسیار مہذب و بغائت با تمکین بہ تجلے خلیق و خوش اختلاط نہائت نیک خو و پختہ ارتباط تحصیل کتب متداولہ از خدمت سراپا برکت حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں غفرہ اللہ المنان فرمودہ از چندے خیال ریختہ گوئی در دماغش جا نمودہ اصلش از خطہ کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی ظہور نیا کانش ازاں جنت نظیر است وحصول تشخصش دریں قرار گاہ خوشدلی ازاں اشعار آبدار کہ آں صاحب وقار موزوں فرمودہ پنج شعر ایں ہیچمداں سراپا [نقصان] در اینجا ثبت نمودہ منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۱۹

سہ　یہ کس کے بال دیکھے تھے کمر تک　　کہ روتے ہم رہے شب کو سحر تک
ذرا پھر دیکھ لوں صیاد گل کو　　قفس لے چل مرا گلشن کے در تک

قاصد کہیں شتاب پھرے کوے یار سے　　آیا ہے جی لبوں پہ میرا انتظار سے
مانند خار خشک ہمیں اس چمن میں آہ　　نے کام کچھ خزاں سے نہ مطلب بہار سے
سیر چمن میں ہے مژۂ سرمہ سا مجھے　　موج نسیم کم نہیں خنجر کی دھار سے

فدا (۳)

سیوم

سخن گوے صاحب خرد شیخ عبد الصمد سلمہ ربہ وے بزرگے است نیک نہاد از سکنۂ قصبۂ فرید آباد

بحلیہ علم و حلم آراستہ بزیور ورع و تقوی پیراستہ خوش طبیعت شیریں کلام نیک طینت خوبی التیام محبت منش مروۃ بنیاد مودۃ روش فتوۃ نہاد حیا پرور کرم گستر صاحب زہد و توکل بری از ریا و تجمل عزت دوست دوست عزیزاں اخلاص طراز لجاجت دشمن دشمن متکبراں گردن فراز بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے دارد و خط نستعلیق و شکستہ می نگارد شعر فارسی و ریختہ ہر دو می گوید و بمیدان ہند و فارس فرس ہمت می پوید دیوان مردف مملو ہر گونہ سخن بطور خود بہر دو زبان کہ وارد بصفحہ دہر [ثبت] نمودہ بیروں ازیں مرثیہ و سلام بسیار گفتہ و دہ مجلس را بزبان ریختۂ خود نظم فرمودہ مختصر کلام داد شہر استادی قصبہ [فرید] آباد دادہ کہ بر سر ہر متصدی پسر و قانون گو بچہ و مانند انہا داغ استادی نہادہ در ایام دولت نواب کامگار خاں و غیرہ [بلوچا] ن قرخ نگر بسیار با کرّ و فر ایام بسر نمودہ کہ بہ اتالیقی یکے از سردار زادگان انجا متعین بودہ دریں ایام نافرجام کہ زمانہ سفلہ نواز و اشراف گداز افتادہ بہ توکل محض اوقات بسر میکند و بر ہیچ کس حاجت خود نمی برد بالجملہ مردے مستقیم الوضع قویم الطبع افتادہ ایں نہ بیت از زادہائے طبع منبعث ایں احقر بنوک قلم در دادہ منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۲۰

جو درد دل کا لکھوں یار کو میں سے کاغذ
تو اشک یہاں تئیں امڈے کہ بہ چلے کاغذ

زلف جوں ابر نہیں ماہ مبیں کا پردہ
ہے سیہ جامہ رخ کعبہ دیں کا پردہ

توسن یار کے جولاں سے جو سرمہ ہو گرد
چشم نظارہ کروں خانۂ زیں کا پردہ

بے غبار آئنۂ دل سے نمودار ہو مہر
سینہ خلق سے جو دور ہو کیں کا پردہ

جلوہ حسن اوس کا آئنے میں یوں محسوس ہے
شعلہ شمع فروزاں جوں تہ فانوس ہے

ہو نہ تسخیر پر یرویاں [کہ] ہے آسیب سخت
گو عزیمت بھی حصار فوج یکتا نوس ہے

رشتۂ تسبیح زاہد ہے یہ زنار مغاں
شورش ذکر ربائی نالۂ ناقوس ہے

چشم عبرت سے جو دیکھا ہے فدا خاک آخرش
تخت کیخسرو ہے گر یا تاج کیکاؤس ہے

خوان پر جنکے نہ تھا ایوان نعمت کا شما
ہے مزہ یہ اون کے خاصے پر چنے ہونے لگے

فدا (۴)

چہارم

چہارم پنڈت وے از مدت مدید بحضرت دہلی سکونت داشت از چندے بہ بلدہ لکھنؤ شتافتہ بعلاقہ وکالت رسالہ عبدالرحمن خان قندھاری در سرکار دولت مدار نواب معلی القاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر نوکر شدہ متعینہ بانس بریلی می ماند وبعمدگی ایام زندگی بسر می برد مرد ہوشیار ستودہ اطوار شنیدہ می شود گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ ومشق سخن از سرآمد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ بہرحال پنج شعر از گفتہائش مرقوم کلک سوانح سلک میگردد اور است ؎

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے — نہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

ہوا ہے قصۂ مجنوں اگرچہ شہر آشوب — ہمارے عشق کی بھی داستان باقی ہے

بہار حسن کی جاتی رہی اگر پیارے — تیری بلا سے کہ یہ عظم و نشان باقی ہے

کہا جو اون سے کہ میں دل تو کرچکا ہوں فدا — یہ بولے ہس کے ابھی تجھ میں جان باقی ہے

یک قطعہ بہشت ہے روے زمین پر — کشمیر جسکی سیر کے قابل زمین ہے

فدوی

تخلص پنج شخص می شناسم

فدوی (۱)

اوّل

شاہ محسن مرحوم وے فد[وی] قدیمی لاہوری الاصل است در عنفوان شباب رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی گشتہ رحل اقامۃ انداختہ توطن گزید ستار خوب می نواخت بیشترے از مغل زادہاے نوجوان

بدیں کار نسبت تلمذ بوے داشتند بسیار خوش طبع وکشادہ پیشانی شیرین زبان ونیک زندگانی بود حسب اشتہار شاگرد شیخ مبارک آبرو است در وقت اظہار آن مرحوم کہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان نمودہ تلمیذ میر شاکر ناجی شاید کہ شعر ش باصلاح ہر دو استاد ان وقت رسیدہ باشد بیست سال کما بیش منقضی می شود کہ جہان فانی را خیرباد گفتہ بسرائے جاودانی اقامت ورزیدہ خدایش رحمت کناد کہ مرد نیک نہاد بود این پنج شعر ازان آن مغفور است ؎

جو چاکر یار گھر آوے تجھے پھر کسر پاوے وہ
تو گھر آکے گئی دولت خسارۃ اسکو کہتے ہیں

کرے شیخی سے جو دعوۃ نہو دلخواہ پھر کھاتا
تو کھو کو اوسکے سفرے پر عداوۃ اسکو کہتے ہیں

یار ہم سے جو سدا چیں بجبیں رہتا ہے
نہیں معلوم بلا کون سی پیش آتی ہے

ورق ۲۲۱

[ورہ] ایام نو دولتی نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ گفتہ ؎

اور سب گردیاں [ہیجوڑی] نہیں
فدوی ایک یہ نجیب گردی ہے

بیبے از کسل سنگ کرٹوڑہ عرف کسلا رنجیدہ در ہجوش گفتہ ؎

نہیں اوس کو سوا لالچ کچھ اصلا
تبھی کہتے ہیں اوس بھڑوے کو کسلا

فیہ شئی لکن جاز فے اشعار الاولین

فدوی (۲)

[دوم]

مرزا عظیم بیگ [مہر] ور وے سوداگرے بود از سوداگران حضرت دہلی در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آرم] امرگاہ طاب اللہ ثراہ کہ بسیار کم و پر بامزہ میگفت این مطلع اوست ؎

یار پردے میں ہے اور عیش سے مانوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در سپے جاسوسی ہے

بعضے این مطلع را بہ گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک نسبت کنند و گویند کہ باصلاح سرامد شعرائے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سوؔدا این مطلع رسیدہ است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ این از عالم توارد است یا مرزا سوؔدا بنا بر اندراس نام عظیم بیگ سوداگر غضب نمودہ بنام بیگم مقرر ساخت

فدوی (۳)

سیوم

سید زادۂ خجستہ آغاز فرخندہ فرجام میر فضل علی نام وے جہان آبادی الاصل بود اما گردش دور دوار ناہنجار از چندے ویرا بدیار شرقیہ انداختہ بخاک مرشد آباد سپرد این پنج بیت از وے است ؎

آگ تلووں کو میرے لگتی ہے اس رشک سے آہ　　جب کف پا کو تیرے یار حنا لگتی ہے

دل چھین کے پوچھو ہو کیا کس کے حوالے　　اچھے ہو میری جان خدا کام نہ ڈالے

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو　　ہم کبھی کوئی مجلس [illegible] ساقی وانا یہ ہو وہ نہ ہو
دونو باہم کیونکہ ہوں فدوؔی تیری قسمت ہے یہ　　گاہ وہ ہو یہ نہ ہو اور گاہ یہ ہو وہ نہ ہو

ابر میں روئے یہاں تک جام کو　　نم نہیں آنکھوں میں باقی نام کو

فدوی (۴)

چہارم

بقال پسرے بود از نواح پنجاب کہ بنا بر سعادۃ ازلی و عنایت لم یزلی بہ تاثیر صحبت اسلامیان

[مغل زا] ربقہ اطاعت [دین] متین بگردن جان افگندہ بزمرۂ اہل اسلام درآمدہ خود را بہ مرزا فدوی نامی ساخت و شوق شاعری بہم رسانیدہ شاگرد [صابر علی] شاہ صابر شد نہایت پرگو است قطعہ بندہاے طولانی گفتہ غلطی ہاے فاحش در شعر میکند اما بنابر کثرۂ مشق خوب ہم در کلامش [یافت می شود] قوۃ شعرگوئی بسیار داشت و مناسبت تام بدیں فن شریف با [و دست] بہم دادہ اما جاہل محض و کندہ ناتراش پاجی مزاج لوطی طبع بیہودہ و یاوہ بود با ایں ہمہ با سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا طرف شدہ بہ ہجوہایش پرداختہ ؎

زہرۂ مردی نہ و با شیر مرداں در مصاف | رتبہ کا ہے نہ و [در جلوہ] با سرو سہی

مرزا ہم چند ہجو رکیک وے کردہ تشہیرش فرمودہ مشہور عالم ساختہ ؎

با من از جہل معارض شدہ نا منفعلے | کہ گرش ہجو کنم ایں بود ش مدح عظیم

بہرکیف [آں] کس ناکس یک چند در سرکار دولت مدار نواب امارۂ انتساب امیر الامرا ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ در بادہ گیراں نوکر شدہ و بتقریب شاعری تقریب نواب مغفور بہم رسانیدہ و باشارہ آں مہر و ریوسف زلیخاے استاد نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی را قدس سرہ بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ دہ بیت از زادہاے طبعش در اینجا مرقوم قلم حقائق رقم گردیدہ منہ عفی عنہ ؎

ورق ۲۲۲

[illegible] تجا بہ جفا باعث | کچھ تو ہیں [illegible] تو بھلا باعث

[illegible] | [illegible]

ایک تقصیر بھی تو ثابت [illegible] | بے جہت رہتے ہو خفا باعث

گر تیغ نگہہ سے تو کرے وار فلک پر | چل جاے فرشتوں میں بھی تلوار فلک پر

آنسو نہیں ہیں دیدۂ تر میں بھرے ہوے | موتی ہیں آبدار صدف میں دھرے ہوے

اک شی کی تیرے تیغ سے سورج ڈرے ہوے | پھرتا ہے اپنے مونہہ پہ سپر کو دھرے ہوے

خالی کرا انکو دل کے نشانے پر ایک بار | ترکش تیری نگہ کے ہیں دو نو بھرے ہوے

یہ سرو نہیں باغ میں ہے آہ کسو کی | نرگس نہیں تکتا ہے چمن راہ کسو کی

نے ہمیں تاب خموشی ہے نہ یارائے سخن | بات بھی تجھسے جو کہتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے
کسکو جینے کی توقع ہے بھلا اے فدوی | عمر آخر ہوئی پیمانہ ہی بھرتے بھرتے

ٹلتے ہیں کوئی ہاتھ چلے یا زباں چلے | ہم داد خواہ ساتھ ہیں او سکے جہاں چلے

پنجم

فدوی (۵)

جوانے بود مغل زا سعادۃ آما از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد خوبی القیام مرزا بھچو بیگ نام در افراط تفریطے کہ بحضرت دہلی [بہ ہنگامہ] افاغنہ ابدالی رو داد بعظیم آباد افتاد و ہمانجا تو طن گزیدہ بجوار رحمت حق پیوست خدائش رحمت کناد مختصر کلام عزیزے بود خوشرو عاشق مزاج سپاہی پیشہ با سرور و [ا] بتہاج در اخر ہا بہدائت سعادۃ سرمدی و رہ نمونی نیک بختی ابدی بدست حق پرستے یکے از اہل اللہ صاحبدل خدا شناس کامل وسنت بیعت درداده بحلقہ درویشاں درآمدہ بمشغولی حق درساخت و در مجالس درویشاں اہل سماع درآمدہ برقص و وجد صوفیان صافی می پرداخت نیا کانش بخدمت سوانح نگاری عز امتیاز داشتند نسبت تلمذ بہ شاہ گھسیٹاے عشق دارد اغلب کہ دست ارادۃ ہم بخدمت سراپا برکت ایشاں دادہ باشد بہر حال ایں بیت بیت از گفتہاے آں ہدائت نمودہ مولے است ؎

گلہ آپس [میں] ایسا بھی کبھو تھا | تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا

دل میں کس بات کا ملال گیا | یار تیرا کدھر خیال گیا

کیا تسلی کر گیا تھا یار اس دل کو میرے | یہ تو کچھ جاتے ہی او سکے اور گھبرانے لگا

تجھسے ہوتے ہیں دردمند جدا — گو کرے کوئی بند بند جدا

کون اوسے یوں کہے کیوں قتل عالم کو کیا — کیا کسو کا ڈر پڑا ہے جی میں آیا سو کیا
گالیاں کیونکر نہ دیوے تونے فدوی چھیڑ چھیڑ — ایک تو وہ تھا ہی اوس کو اور بھی بدخو کیا

جوں شمع سر سے گو کہ بلا رات ٹل گئی — دیوانے ذکر آج کا کر کل کی کل گئی

وہ کافر ہماری شب تار ہے — جسے دیکھنا صبح کا عار ہے

ساتھ پھرتے ہیں بہوت مائل لگے — دیکھتا کیا ہے انہیں قاتل لگے

چل ساتھ کہ حسرۃ دل محروم سے نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

قطعہ

شب ہجراں کی اور تو فدوی — ہم کو تقریر کر نہیں آتی
پر یہ وہ رات ہے کہ جسکی ہمیں — صبح ہوتی نظر نہیں آتی

رباعی

یارو ملے اب کوئی کسی سے کس طور — منصف ہو ذرا دل میں کرو اپنے غور
جوں آئنہ کس کام یہ خاطر داری — مونہہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ اور

دیگر

گلشن میں کہاں یار جسے دیکھیں گے — بن اوس کے تو ہرگز نہ اسے دیکھیں گے
قاصد نے تو ملنے کی توقع کھو دی — کیوں پھڑکے ہے آنکھ اب کسے دیکھیں گے

ورق ۲۲۳

دیگر

کل تجکو تو ساری رات سوتے گزری　　ہم کو تیرے پاس بیٹھے روتے گزری
القصہ نہ پوچھ جی ہی جانے ہے میرا　　جوں شمع جو کچھ کے اکذا صبح ہوتے گزری

یک رباعی محمد میر اثر علیہ الرحمۃ [اللہ الاکبر] ہم دریں معنی است اغلب کہ از عالم توارد است کہ نسبت سرقہ بیکے ازیں دو درویش طبیعت ایں خیراندیش رخصت نمی دہد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دیگر

کیا ملیئے یہ آشنا گھڑی کے ہونگے　　آخر دشمن پھر اپنے جی کے ہونگے
ان سنگ دلوں سے کیا توقع فدوی　　یہ کس کے ہوئے ہیں جو کسی کے ہونگے

فراغ

تخلص طالب علمے است از طلباے حضرت دہلی کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر [استفادہ] ہ کتب فارسی و صحائف عربی از خدمت سراپا برکت جناب فضیلت انتساب مولوی محمدی بسمل غفرہ اللہ تعالے می نمود و بہ تعلیم صبیان ایام زندگانی بسری فرمود و کم کم بفکر شعر ریختہ می گرائید و از نظر فیض اثر آں حضرت میگذر [انید] نامش از صفحہ خاطر قاتر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان باوصف کثرۃ ملاقات بنا بر مرور دہور و مضی اوان و شہور حک شدہ حاصل کہ مرد اہل و بصلاح و تقوی آراستہ و پیراستہ بود درہماں زمان بساط ہستی در نور دیدہ و بروضہ رضواں خرامیدہ خداش رحمت کناد کہ مرد رحیم و صاحب تکریم عظیم بود بہر کیف ایں پنج شعر از آں مرحوم است ؎

آتی ہے میرے اشک سے بوئے عرق گل　　ہے بسکہ نظر میں گل رخسار کسی کا

کب چشمۂ کوثر سے مرا کام بر آوے　　مدت ہے کہ ہوں تشنہ دیدار کسی کا
روتا ہے فراغ آج تیرے کوچے میں پیارے　　دل توڑ[سیے] اسطرح نہ زنہار کسی کا

[یہی ہے جی میں کہ گر ہو سکے تو تا دم مرگ]　　کبھو نہ اوسکی محبت کو دل [سے کم کیجے]

✓ خانقہ میں [شیخ کو] غیر از ریا کچھ کام نہیں　　امرد غنچہ دہن وہاں بھی سروں کا پھول ہے

فروغ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

اوّل

فروغ (۱)

مردے از عالی خاندان مسمی بہ میر ثناء الدین حسین خاں تیک نہاد [والا] نژاد از سکنۂ خیر بنیاد حیدرآباد این قطعہ و و بیتی وے کہ در مدح مشیر الملک گفتہ و بمن رسیدہ در سلک تحریر کشیدہ

قطعہ

قبلۂ فیض ہے مشیر الملک　　دل ہے خوش جس سے سب خلائق کا
ہے بہار کرم وہ دریا دل　　جس سے تازہ ہے روحدائق کا

دوم

فروغ (۲)

سیدزادہ فصیح زبان مسمی بہ میر روشن علیخان نیا کانش بنابر قرب و قدامت حضور سراسر نور بعہدہ معاشی

ورق ۲۲۴

ایام بکام دل بسر می برند خود شس ہم موافق [بعزت است] نہایت خلیق و مؤدب و بغائت خوش طبع و مہذب واقع شدہ در مشق سخن بہ شاعر فصاحت مشحون میر نظام الدین ممنون نسبت تلمذ دارد ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

بن تیرے ہوش ہم کو پیارے کبھو نہ آیا — ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کاوش ہی دل کی تجکو مژگان یار آئی — سوزن صفت یہ کرتا گاہے رفو نہ آیا

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن — گھر میں کبھو ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فرحت

تخلص سیدزادہ ایست نوجوان سعادۃ نشان محبت التیام میر امیر علی نام کہ بغائت سعادتمند نیک روش و بغائت ارجمند و خوبی منش دبسیار مؤدب و خیلے مہذب واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ میکند و ایام فرحت انجام خود بہ سپاہگری بسر می برد ایں بیت و یک شعر از زادہائے طبع منیع آں سیادۃ شعار مودت دثار است منہ سلمہ ربہ و مدعمرہ ؎

اشک آنکھوں سے میری گرنے لگے تارے سے — شب زنخداں کا تیری یاد جو وہ خال کیا

دیکھیئے کبتک حسرت دل اوس دشمن جاں کی فرقت میں

شور و فغاں اور واویلا اور گریہ و زاری کیجے گا

ابتو ذرا بھی قدر نہیں بندے کی تم کو صاحب من

یاد رہے پر بعد ہمارے یاد ہماری کیجے گا

ہجر جانکاہ سے ہو یا تو رہائی یارب — یا سما جاؤں میں پھٹ جاے زمیں کا پردا

تو نے فرحت کو قضا کیوں نہ بنایا شبنم — تا یہ ہوتا کسی گلرو کی جبیں کا پردا

دیکھ اوس سرو صنوبر کو چمن میں فرحت طرح آتی ہے مجھے اپنے طرحدار کی یاد

جی چاہتا ہے اوس لب جاں بخش کو بدل رکھتا ہوں میں بھی چشمۂ کوثر سے ارتباط

توڑ کر لیجا نہ مرقد پر مری جس تس کے پھول وہاں اوگے ہیں انتظاری میں تیری نرگس کے پھول
قیس کا غم کیجیے یا کوہکن کو روئیے اب کریں چالیسواں اوسکا بھلا یا کسکے پھول
تو جو یوں سیپارۂ دل پر جھکی جاتی ہے آہ بلبل خوشخواں چمن میں سچ بتا ہیں کس کے پھول
اس روش روندا چمن کو آج اوس گلرو نے آہ غنچے سب کملائے اور مرجھائے سارے پن کے پھول
نقد جاں جسنے دیا تھا ایک بوسے پر تمہیں فاتحہ پڑھنے چلو ہو ہیں اوسی مفلس کے پھول

بستر گل ہے نہ درکار نہ پوشاک ہمیں آپ ہم خاک ہیں کیا چاہیئے ہے خاک [ہمیں]

سوتے ہو کس نیند تم کہتے ہیں کل کوچ ہے حضرت دل اب تلک بے سر و سامان ہو

گل میری تربت پہ تم غیروں سے مت بھجوائیو فاتحہ پڑھنے کو میری جان آپ ہی آئیو
ہے میری یہ ہی دعا ہو وصل ہیں میرا وصال یا الٰہی ہجر کا پھر داغ مت دکھلائیو

نہ کیجے آشنائی بیوفا سے اگر کیجے تو ثابت آشنا سے
لگا اب تیغ بسم اللہ کہہ کر اگر میں مرگیا تیری بلا سے

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے قیامت تیرے قامت سے بپا ہے
نہ دن کو چین ہے نے شب کو آرام خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہے

سوز دل شمع رخاں کو جو سنایا ہم نے　　آپ بھی روے اور اونکو بھی رولایا ہم نے

فرقت

تخلص عطاء اللہ خان است وے برادر زادہ محمد یعقوب خاں عرف میاں کلو خواص حضور پر نور وجوان سعادت مند ارجمند ہوشیار ستودہ اطوار است نیاگانش اکثر بخواصی سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم عز امتیاز داشتند خودش نیز بیشتر برکاب شہزادگان ایں دودمان عالیشان سفرہا گزیدہ ورنجہا کشیدہ و بدیار مغربیہ و جنوبیہ رسیدہ وراحتہا دیدہ از چندے برفاقت یکے از فرزندان نواب غفراں مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر بنواح کالپی ایام حیات مستعار بسر می برد وگاہ گاہ بطور خود فکر شعر میکند و خیال خود سری در سر دارد و بروبیہ ایں وقت کہ بدیار شہر [قبیہ روا] ج یافتہ ہمت می گمارد بہرکیف ایں دو شعر منسوب بوے است ؎

میرے گھر کے پاس آکر جو وہ بدگمان اولٹا
تو ادہر زمین اولٹی اودھر آسمان اولٹا

شعلۂ آہ کا ہے کس کے اثر پتھر میں　　کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر میں
چشم بد دور نہ بن ٹھن کے پھرا کیجئے یوں　　کام کرجاتا ہے ایجان نظر پتھر میں
سنگدل کہنے سے کیوں مانو ہو تم اتنا برا　　کیا گنا جاتا نہیں لعل مگر پتھر میں
ایک دل ہے یہ اوسی کا کہ نہیں اوسکو خبر　　ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر میں
حیف وہ دل کہ نہو عشق کی گرمی جس میں　　اور یوں ہاے نہاں رہوے شرر پتھر میں
تو نے پتھر کی زمیں زور نکالی فرقت　　تیشۂ کلک سے دکھلائے ہنر پتھر میں

ا۔ خوب ۱۰۱۰

شعلہ ہماری آہ کا کس دم علم نہیں ۔۔۔ آتشکدے سے آہ یہ دل اپنا کم نہیں

ہاتھ دل پر رکھے سے کیا ہووے ۔۔۔ دل ہی جب ہاتھ سے گیا ہووے
جی دھڑکتا ہے بات بھی کرتے ۔۔۔ کہ مبادا کہیں خفا ہووے

فراقی

تخلص دو مرد میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالےٰ بہ تکملہ می نگارم و دیگرے کنور پریم کشور ابن کنور انند کشور ولد راجہ جگل کشور سخن فروش است جدش جش طوی پدر وے بیتے نمودہ کہ تا الیوم بحضرت دہلی از احدے سر انجام نیافتہ تا بہ بلاد دیگر خود چہ رسد قطع نظر از خرج مبلغہاے خطیرہ کہ تحریرش بطول طویل میکشد بدلجوئیہاے خلق بحسن خلق بمرتبہ اعلےٰ ہمت گماشت عامے کہ بنا بر ہمت خداداد از ضیافت وے ابا آورد بکلبہ اش تشریف ارزانی داشتہ گفت کہ بمجلس شادی برادر زادہ خود قدم رنجہ فرمائند کہ محفل سور و سرور بے حضور سراپا نور برادراں نورے ندارد زہے گروش دور دوار ناہنجار بد کردار ہماں کدخدا را دیدم کہ لباس [فقر] در بر کردہ بمؤمن آباد برندابن رخت اقامت افگندہ فقیرانہ ایام زندگانی بسر می برد اگرچہ اظہار اسلام بہر کس نمی کرد اما بلاشک و شبہ مومن بود بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان خاکپاے مومنان نیک ایمان ما فی الضمیر خود میان افگندہ آب در دیدہ گردانید و طلب مغفرۃ از جناب حضرت غفار نمودہ از چندے آنجہانی شدہ خدایش رحمت کناد و ایں پریم کشور فراقی جوانے حسین و خلیق و متواضع و با ادب و مہذب شیریں گفتار پسندیدہ کردار ہوشیار موزوں شعار است شعر فارسی و ریختہ ہر دو میگوید از چندے بمرشد آباد کہ جدش وکالت آں صوبہ داشت املاک وے را کہ بداں مکان فراوان است فروختہ اوقات گزاری میکند بہرکیف ایں یک شعر از گفتہاے اوست ؎

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے ۔۔۔ گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

ورق ۲۲۶

فراق

تخلص دو عزیز می شناسم

فراق (۱)

اوّل

کیقباد جنگ وے از امرائے نظام الملکیہ و رُؤسائے ممالک جنوبیہ [است] گویند بثروۃ[1] وشوکت ایام بسر می برد و شعر ریختہ اکثر موزوں میکند این شش بیت از وے است ؎

ہیں داغ میرے سینے کے ننگ پر طاؤس	نے[2] بلکہ یہ سب [باعث] رنگ پر طاؤس
ہم خاک پہ لوٹیں ہوں رقیبوں کو میسر	مخمل کی وہ توشک وہ پلنگ پر طاؤس
ہے چشم ہر ایک داغ کی دل کے مرے روشن	کیا ہو ہے طرف دیدہ [تنگ] پر طاؤس
اوس شوخ رنگیلے کو (کذا) کماں قوس قزح سے	ہو بو قلموں تیر برنگ پر طاؤس
ہر رنگ [جلا] مرغ دل اب آتش غم سے	غیر اوس کا ہوا صید خدنگ پر طاؤس
گر سینہ پر داغ فراق اپنا دکھاؤں	ہوں شیفتہ اوسکے جو ہیں رنگ پر طاؤس

فراق (۲)

دوم

جولانے فتوۃ دثار مروۃ شعار موّدت گزیں محبت آئین سراسر حیا سر بسر وفا یکسر مہربانی جملہ قدردانی شیریں زبان ملاحت بیان فصاحت قرین بلاغت آگین معنی ورع و تقوی مضمون پارسائی و اتقا جادو طراز سحر پرداز صاحب انداز شریف مالک طرز لطیف دوست یکرنگ سراپا دانش و فرہنگ جسم محبت راجان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمن وے از افاغنہ لودہی کہ جد کلان ایشان از بطن دخترے از سادات شریف

---

[1] بسروۃ در ہر دو نسخہ ، [2] "ہیں" بدلہ

النسب بود و برادر زاده استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفرہ من لالہ البدائت والنہائت و مرید شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ رحمۃ اللہ القدیر و عفی اللہ عنہ القلیل والکثیر و سخن خود بیشتر باصلاح شیخ بزرگوار و عم والاتبار خود رسانیدہ و برخے از اشعار آبدار از نظر سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ہم گزرانیدہ از علوم ضروریہ بقدر کفائت بہرہ یاب و در فن طبابت حذاقت انتساب است اکثرے از تازہ مشقان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از سخن سنجان حضرت دہلی بہ تتبع وے موزونی سخن بر روے کار آرند و ازانجا کہ محبت و مودۃ وے با قاسم ہیچمدان (سرا) پانقصان نہ باں مرتبہ ایست کہ بحیطہ تحریر در آئد و قلم وقائع رقم با وصف دو زبانی از عہدہ تسطیر آں بر آئد عنان شبدیز خامہ الفت شمامہ را ازاں جولانگاہ منعطف نمودہ[۵] بہ [مضمار] ترقیم نبذی از اشعار عشق اشعار ریختہ طبیعت صفوۃ شعارش کہ ہمگی دو صد و ہفتاد و دو گوہر آبدار و لولو شاہوار است برشتہ سلک آراستہ کلک خود میکشم منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۲۷

کروں کیا وصف میں صیاد تیری خوش نگاہی کا
ہر ایک دام نگہ میں جال ہے [بس] پشت ماہی کا
متاع دل فراق ارزاں ہے یوں بازار خوباں میں
کہ جیسے مال بکتا ہو کسو مفلس سپاہی کا

قتل کا انکار گر تو نے کیا تو کیا ہوا
یہ ترا دست نگاریں ہم کو دست آویز تھا

ہمکو بتخانہ تمہیں کعبہ مبارک ہو شیخ
ہم اودھر جائینگے اور آپ ایدھر جائیے گا

گلزار کہاں کے یہ چمن زار کدھر کا
دیکھوں ہوں تماشا میں گل زخم جگر کا

[ہر] ذرہ میں [جلوہ ہے تری] جلوہ گری کا
ہر شیشے میں یہاں رنگ جھلکتا ہے پری کا

---

۷ ساختہ ۱۰۱ ۰

توسن ناز پہ یہانتک بت بے باک چڑھا　　گیند خورشید کی دی بر سر افلاک چڑھا

ق

خرق افلاک پہ مت بحث ابدھر دیکھ حکیم　　اوج گردوں پہ نہ تو طائر ادراک چڑھا
صاف عینک سے گذر جاے ہے جوں نور نظر　　بام افلاک پہ یوں صاحب لولاک چڑھا

فراق اپنا ارادہ قصر دل کے ہے بنانے کا　　محل کی فکر ہے ہم کو نہ غم دیوا [نخا] نے کا

دل غرق ہوا لخت جگر بہ گئے سارے　　ایک قافلہ اس اشک کے طوفان میں ڈوبا
اوس لعل کے ہونٹوںپہ پسینہ [جو] بہے ہے　　آیا ہے مگر شہر بدخشان میں ڈوبا
یہ شیشۂ دل تجکو نہ دینا تھا ستمگر　　پھوٹے مرے طالع کہ تری شان میں ڈوبا

داغ دل رکھتے ہیں گو ہووے نہ پر کا تکیا　　یعنی کافی ہے سپاہی کو سپر کا تکیا
زانوے یار پہ سر یونہیں میرا رہنے دے　　ہمنشیں میں نہیں گرسر سے یہ سر کا تکیا

دل کے ٹکڑوں کا پر[یو]ش نہیں انبار لگا　　تیرے کوچے میں یہ ہے آئنہ بازار لگا
ہاتھ سے عشق کے میں سخت اذیت کش ہوں　　دل میں ہے تیر لگا پاؤں میں ہے خار لگا

نہ بیگانہ پھرا وہاں سے نہ کوئی آشنا آیا　　عدم کے جانیوالوں کو ولادر پیش کیا آیا

خونچکاں نخچیر کیا تڑپھے ہے اس انداز سے　　پاس سے ٹک دیکھ تو ظالم میرا دل ہوے گا

بارے فرمائیے میں تم سے یہ پوچھوں ہوں فراق　　آپ اب آئے کہاں سے ہیں کیدھر جائیے گا

نہ لخت دل کو جدا تار اشک سے کر چشم — کہ یہ امام ہے اس موتیوں کی سمرن کا

رات کو میری بغل میں آ چھپا بے اختیار — سایہ سے اپنے جو اوس رشک پری کو ڈر لگا

گالیاں ہیں کہ پھول جھڑتے ہیں — ذکر یہ مہربان سے کس کا

ورق ۲۲۸

کیف سے آنکھوں کے تیری [چو] رمیخانہ ہوا — جام کیا ٹوٹے کہ شیشہ دیکھ مستانہ ہوا

تجھسے برابری ہے غلط آفتاب کو — میزان حسن میں اوسے تولا تھا کم ہوا

تیکھا ہے، نکیلا ہے، طرحدار ہمارا — اے سرو چمن دیکھ یہ ہے یار ہمارا

چین دن کو نہ رات کو ہے قرار — اس دل بیقرار نے مارا

اے کاش یہ بلائیں سر اپنے سے ٹالتا — زنجیر زلف کو نہ گلے بیچ ڈالتا
دل تھامتا کہ چشم پہ کرتا تیری نگاہ — ساغر کو دیکھتا کہ میں شیشہ سنبھالتا

داغ ہجراں جو دیا مجھکو سپہر بے مہر — اسے تو شمع شبستاں ہی بنایا ہوتا
کشتۂ ناز کا [تا] بوت لئے جاتے ہیں — تونے بھی اوٹھ کے ذرا ہات لگایا ہوتا
قدر و منزل نہیں یہاں دل کی تجھے خانہ خراب — وہاں جو ہوتا تو یہی عرش کا پایا ہوتا
شعلہ آہ جو آنسو نہ بجھاتے تو فراق — اونے تو خیمہ افلاک جلایا ہوتا

ہر چند یہ چاہا جو کبھو اوسے نہ بولو — بن بولے یہ کم بخت میرا دل نہیں رہتا

خبر دیتا تھا کس کے وصل سے شوق ہم آغوشی — کہ میرا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

سایہ مار سر زلف سے اپنے ڈر کر — رات کو یار [بغل بیچ میرا] ے آن [چھپا]

سرشک چشم پہچا اوس گلی تک رشک ہے مجکو — کہ دل افسوس ہے وہاں تک نہ تو پہچا نہ میں پہچا

عش عش کیا بہت ہی صنعت گر قضا نے — نقشے کو تیرے جسم رشک بہار کھیچا

اللہ رے نزاکت چولی مسک گئی سب — دست خیال نے جو دامان یار کھیچا

دل میں بستی ہے میرے فندق [پا] اوسکی فراق — خوں سے لبریز ہے یا رنگ حنا سے شیشا

کون سا معشوق ہے جسکو نہیں عاشق کا غم — خیمۂ لیلی سدا مجنوں کے ماتم میں رہا

نظروں ہی میں دل اوڑا گئے تھے — پرہم نے بہت شتاب دیکھا
گردی ہے خدا نے تجکو نعمت — اوروں کو بھی نان و آب دیکھا

یہاں تلک مجسے وہ بھڑکے ہے غزال وحشی — کل جو نکلا میں ادہر سے وہ اودھر سے نکلا

فکر میں تعمیر کے منعم نہ مر تو رات دن — گھر کسو کے دل میں کر [یا] عاقبت خانہ بنا

لہ بھڑکے ہے مجسے وہ غزال ا ۰ ا ۰ ۵۲ "نا" اصل نسخہ۔

کسی سے تمکو لگ چلنا کسی سے یار [ہو جانا] ستم ہے یہ کہ ہم چھیڑیں تو پھر بیزار ہو جانا

فراق کرتا ہے اشکباری لبوں پہ اوسکے ہے آہ جاری
یہ ساری جائے ہے بے قراری کوئی یہ کہدے کہ یار آیا

دل اوسے جو ہیں مانگا آئینہ اوٹھا لایا دیدے کی صفائی سے کیا بات بنا لایا
اسباب سفر میرا اٹک ووش پہ لے چلنا رہ جا تو نہ کر جلدی اے باد صبا لایا
کس سحر سے کس فن سے کس پیچ سے کس ڈھب سے سچ کہیو فراق اوسکو کیونکر تو [منا لایا]

چٹکی اور چھیڑ یہانتک رہی بس کیا کہیئے رات اوس شوخ ستمگار نے سونے نہ دیا

ن ۲۲۹

اللہ رے صفا تیرے ساعد کہ جسکو دیکھ پائے خیال وہم بھی یہاں آ پھسل گیا
آنے کو نہیں راضی ہوا تھا وہ رشک گل پاؤں کو جو ہیں ہات لگایا مچل گیا
حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف نکلا ادہر وہ گھر سے ادہر جی نکل گیا
[جنے منو دکی] وہ نظر سے گرا فراق جو اشک موں نہہ چڑھا سو وہ ماٹی میں رل گیا

جذبۂ الفت کا بندہ ہوں کہ مجنوں تھا جہاں آنکہ وہاں ناقۂ لیلیٰ کا محمل رہ گیا
ق
دوش بوے گل پہ آیا ہوں جریدہ رشک گل جو میرا اسباب تھا سب رشک محفل رہ گیا
دل رہا طاقت رہی صبر و توانائی رہے کارخانہ جابجا منزل بہ منزل رہ گیا

دیتا ہے دن کو چین نہ شب کو قرار آہ کیا جانیے کرے گا دل بے قرار کیا

پیری میں اوٹھا پردۂ غفلت کو [تو] دل سے رکھے ہے مسافر کو ضرر وقت سحر خواب

دل کو لے خوب کی وفا صاحب — آفریں باد مرحبا صاحب

کل اوسکی زلف کو ہم یاد کر بہوت روئے — عجب مزے سے ہوئی ہمکو شام بر لب آب

رنگ گل [ہے] باعث نشو و نمائے عندلیب — وا شدہ ہر غنچہ ہے مشکلکشائے عندلیب

ترسیں ہم اور رہے آئینہ تیری لوٹے بہار — حیف بخت افسوس طالع ہائے قسمت یا نصیب

[انتفاع] عشق بے تابی ہے اور بے طاقتی — مزرع الفت کا دیکھا ہم نے [حاصل اضطراب]

دل فراق اوسکو نہ دینا تھا بس آگے گیا [کہیں] — بات گر کہئیے بھلی اوسے برا مانے ہیں آپ

یا رب یہ کس کے ہات سے شیشہ ہوا ہے چور — اتنک شکست دل کی نہیں کچھ خبر درست

پاؤکو میرے اشک سے دھویا کرو سدا — صندل ملا کیا نہ کرو درد سر کے وقت

چراغ و شمع مرے گھر میں گو نہوں تو نہ ہوں — جلا کرے ہے دل داغدار ساری رات

شوخ گو تیرے گیا رنگ حنا [ہات سے چھوٹ] — دعوی خون نہ جاویگا پر اس بات سے چھوٹ

شب فرقت میں آنسو ہی گرے نے چشم سے پٹ پٹ — نہ پہلو سے لگا پہلو نہ کروٹ سے لگی کروٹ
بلائیں اوسکی زلفونکی نہیں تو پیار سے لیتا — کرشانے انگلیاں تیری نہیں اب بولتیں چٹ چٹ
رہیگی پردہ مینا میں کب تک دختر رز تو — مثل مشہور ہے جب ناچنے نکلی تو کیا گھونگٹ

میرا دل لے چوک کے پھر کس لیئے بوسہ نہیں دیتے — سبب موجب غرض کچھ وجہ بھی تکرار کیا باعث

کیا ہے نالۂ بلبل نے بے دماغ مجھے — میرے مزار پہ کیوں کی یہ گلفشانی آج

سبزۂ خط [نے] کیا دونا تیرا اظہار حسن — خط تیرا [کشاف] ہے تفسیر قرآں کی طرح
ہر ادا و ناز میں ہے نوک چوک اوسکے فراق — کھب گئی جی میں ہمارے یار کی بانکی طرح

ادھر زلفیں بناتے ہو اودھر دشنام دیتے [ہو] — بھلا صاحب یہی ہے کیا نماز شام کی تسبیح

بوسہ جب مانگوں ہوں پھر پھر کے یہی کہتا ہے — دور ہو مجکو یہ آتی نہیں تکرار پسند

ق

گھر سے کل نکلا جو وہ مست خرام ناز حسن — دیکھ کر اوس کا بسنتی جامہ و دستار زرد
خلق کے چہرے پہ بس اوڑنے لگیں مہتابیاں — ہو گیا رستہ مکاں کو پہ در و دیوار زرد

نالہ کیا جو ضبط تو آنسو ٹپک پڑے — کس کس کی آہ پہنچے[۱] خبر یک نہ شد دو شد

نام دھرتے ہو سبھی خوبان عالم کو بھلا — ہے تمہیں بھی مشفق من کس قدر کتنا گھمنڈ

ورق ۲۳۰

اتنے بیزار جو بندے سے ہو تم صاحب [من — خط آزادی] مجھے [لکھ] دو منگا کر کاغذ

---

۱ پہنچی ا۔ ا۔ ب

سینے سے کل نکل ہی چلا تھا شتاب سے　　پر ہاتھ رکھ لیا ہیں دل بے قرار پر

نہیں چھٹنے کے بعد از مرگ [بھی پابند] الفت کے　　سواد زلف لیلیٰ سے یہ لکھد و خاک مجنوں پر
کمیت [فکر کمر] ہی ہو گیا یہاں تک لنگا پو کی　　نہ آیا زینہار اوس کی کمر کا ہاتھ مضموں پر

میرا سینہ جواب یکدست گل مہدی کا تختہ ہے　　یہ کس پائے نگاریں کی لگی ہے لات چھاتی پر
برا کرتے ہو آئینے کو اپنی چھب دکھاتے ہو　　یہ نامحرم لگا بیٹھے گا پیارے ہات چھاتی پر
نہ کیونکر سانپ لوٹے اپنی چھاتی پر کہ وہ گل رو　　رکھے ہے ہار کو پھولوں کے ساری رات چھاتی پر

مکھڑے کے دیکھتے ہی غرض جی نکل گیا　　طاقت کسے رہی جو کرے عرض حال پھر

اے چشم نہ گریہ اس قدر کر　　میری بھی طرف تو ٹک نظر کر

ہماری طرح تجکو بھی سدا بے چین رکھے گا　　کرے گا کیا مرے دل کو تو اے آرام جاں لیکر

آیا دل شگفتہ مجھے یاد تو رویا　　[چھاتی سے بہت غنچہ] تصویر لگا کر

صانع نے آپ اپنے لیے ہاتھ چوم چوم　　[عش عش کیا بہت تیری] تصویر کھینچ کر

جفا کے پردے میں ایک گونہ پیار ہے آخر　　برا بھلا ہے پھر اپنا وہ یار ہے آخر

یار کا حسن جو میزان خرد میں تولا　　ہے کئی درجہ یہ ان شمس و قمر سے بہتر

۵ا آپ ہاتھ لئے اپنے -ا۔ا۔

لے چل

اشک کا تار بندھا ہے تو مجھے یار نہ چھیڑ
ٹوٹ [جاوے] نہ کہیں موتیوں کا ہار نہ چھیڑ

[مہ جبیں باندھ] کے نکلا جو کمر آخر روز
مہر نے ہاتھ سے دی ڈال سپر آخر روز

آرام دل جلوں کو محبت کے ہے کہاں
شاد [اب پھلجھڑی ہے نہ شا] خ [انار سبز]

[دیتا] ہے بات بات میں تو مجھکو گالیاں
یہ بھی ہے کوئی طور بھلا بد زبان بس

عکس عارض نہیں دُر ہاے بناگوش کے بیچ
متصل لگ رہی ہے آب گہر سے آتش

آرام ہے شب کو نہ مجھے چین ہے دن کو
یارب نہ ہو الفت کا گرفتار کوئی شخص

ایک دل جس کے طلبگار کئی کیا کیجے
زلف و ابرو و لب و [دندان] و زنخدان عارض

پہونچے ہے کوئی خط ترے خط کی بہار کو
دیکھے [ہیں نوخطوں] کے ہیں چندیں ہزار خط

فراق مجسے تو کیفیت شراب نہ پوچھ
کہ ہم نے خوب اوٹھاے ہیں چشم یار سے حظ

کیا عجب ہے لوگ [تیرے] گرد ہوں جانا نہ جمع
شمع پر دیکھا نہیں رہتے ہیں نت پروانہ جمع

مہوش میرا جو شب کو کبھو ہو حضور شمع
مانند رنگ گل وہیں [اُو] ڑ جاے نور شمع

ورق

؎ پہنچی ۱۰۸۱ +

روشن دلوں کا دو نو جہاں سے ہے جی بجھا [پابند] جامہ ہے نہ [اسیر کفن] چراغ
مانند لالہ پوچھ نہ ہم دل جلاوں کا حال آتش سے غم کی [ہے یہ سراپا] بدن چراغ

گریاں ایدھر ہے شمع ساں خنداں اودھر دہ شکل [گل] [داغ دل و زخم جگر] ایک اسطرف [ایک] اوسطرف

ہیں کھویا گیا ہوں کہ جاؤں کدھر دہن کی طرف یا کمر کی طرف

کیا کروں جوش جنوں سے ہمنشیں ناچار ہوں خود بخود کچھ دل کھچا جاتا ہے ویرانے کی طرف

ورق ۲۳۱

میرا دل لے لیا پھر کیوں مجھے بوسہ نہیں [دیتے] ایدھر لاؤ نہیں جھوٹی ہیں اس تکرار سے واقف

[چراغ لاؤ نہ گل] چڑھ [اؤ ہماری تربت پہ آپ ہی] آؤ
کہ تم ہی گل ہو تمہیں چمن [ہو] تمہیں ہو شمع مزار عاشق

عشق کی سرکار میں موتی ہی بٹتے ہیں مدام مردمان چشم کی [ہوتی] ہے نت تنخواہ اشک

زلف کا سو [واچڑھا] رہتا ہے چھاتی پہ میری رات کو نیچے ہے اوس کا مجکو کابوس خیال

[کھویا] گیا ہے دل کسی بلبل کا ظاہرا ڈھونڈے ہے اپنے ہاتھ میں لیکر چراغ گل

مت مونہہ لگا رقیب سیہ فام کو تو اب کچھ بھی بھلا ہے ربط کہ باہم ہوں زاغ و گل

فراق ناتواں کو کوچۂ دلدار تک لے چل بٹھا کر دوش پر اسکو صبا گلزار تک لے چل

فراقِ خستہ جاں اتنی نہیں حامی کوئی بھرتا ۔۔۔۔ کہ لے چلتے ہیں ہم تجکو ترے دلدار تک لے چل

دل کو میں ہر چند سمجھایا سمجھتا ہی نہیں ۔۔۔۔ آ پڑا ہے مجکو یارو سخت دیوانے سے کام

خانہ بخانہ دربدر و کو بہ کو پھرے ۔۔۔۔ [ہاتھوں] سے تیرے ایدل خانہ خراب ہم

ہر غنچہ میں بو ہے تیری ہر گل میں تیرا رنگ ۔۔۔۔ تسپر بھی تری شکل و شمائل نہیں معلوم
کیا جانے کدھر کشتی لگی لخت جگر کی ۔۔۔۔ دریاے سرشک اپنے کا ساحل نہیں معلوم

ہیں رکھ کے ہاتھ جو سینے [پر اپنے] دیکھوں ہوں ۔۔۔۔ بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم

گل منتظر و دیدۂ نرگس نگراں ہے ۔۔۔۔ عاشق ہیں ترے سرو خراماں ہمہ تن چشم

خواب سے چونکا جو اوسکو دیکھ حیراں رہ گیا ۔۔۔۔ گاہ موندوں تھا کبھے کھولوں تھا سو سو بار چشم

اوسکی صورت تو ذرا میں [دیکھ] لوں خانہ خراب ۔۔۔۔ پھوٹ پھوٹ اتنا نہ بہ دم لے ذرا [illegible] چشم

جب سے دیکھے ہیں ترے دست حنائی نے ۔۔۔۔ خون روتا ہوں پڑ [ا] پنجہ مرجاں کی قسم
کوچہ یار کو فردوس بریں سمجھے [ہیں] ۔۔۔۔ باغ [جنت کی قسم رو] ضہ رضواں کی قسم

نسیم سحر اوس کا کوچہ نہ جھاڑ اب ۔۔۔۔ ابھی وہاں سے کشتے اوٹھا [نے بہت ہیں]
قسم ہے میرے سر کی اے چشم تر تو ۔۔ ق ۔۔ نہ تھبنا کہ [آنسو] بہا [نے] بہت ہیں
تن زار کا بار ہے شمع آسا ۔۔۔۔ ابھی کھوج اوس کے مٹانے بہت ہیں

تونے کیں چہرے پہ زلف آرائیاں — میرے کیا کیا جی میں لہریں آئیاں
جنکا دھڑکا تھا مرے جی میں فراق — ہجر کی [راتیں] وہی پھر آئیاں

ہزاروں گل کھلے اس باغ میں اور سینکڑوں کلیاں — کھلا ایکدم نہ [دل] اپنا گئیں جی سے نہ بیکلیاں

لڑکھڑانے میں بلا کافر کے کچھ [انداز ہے — ٹھوکریں اوس مست کی دیکھیں] غرض مستانیاں

زلفوں سے دل لگا کر جوشش جنوں خریدا — [پاؤں] میں تجکو ڈالا زنجیر اپنے ہاتھوں

[ہونٹوں] پہ جان آئی ہے پہنچو شتاب سے — گر تم نے دیر کی تو مری جان ہم کہاں

حال دل سب تمہیں سنا دینگے — ابھی آنے تو دو بحال ہمیں
چلو گالی نہ دو نہ ٹھکرا دو — نہیں [بھاتی یہ] چال ڈھال ہمیں
دل کو لے جوڑے میں چھپا یا ہے — ق — آ گیا [ہے یہ اب خیال] ہمیں
آپ ہیں ایک بال باندھے چور — سب و [کھا دیجے] بال بال ہمیں

یاران عدم کو کوئی کہدے کہ سدھاریں — آہستہ چلے آتے ہیں ہم کو نہ پکاریں

خط تو اوس کو لے چلا ہے پر کسی عنوان سے — ڈھب ملے تو ساتھ لے چل نامہ بر میرے تئیں
میں تیرے پاؤں پڑوں زنجیر تو پاؤں نہ پڑ — جانے دے لے جاے یہ وحشت جدہر میرے تئیں

اظہار کر کے الفت اوس غنچہ لب کو کھویا — کم بخت کیوں ہوئی یہ میری زبان دشمن

[کیا ہے] لشکر غم نے گذر اب کشور دل پر — کوئی ساقی سے کہدینا کہ ہاں اب جاداری [ہو]

تکلیف [کیوں کرے] ہے چاک جگر پہ ناصح — میں ہاتہہ کاٹ ڈالوں تجھے اگر رفو ہو

اوس مہ جبیں کے روبرو آیینہ تو نہ ہو — ہم صاف مونہہ پہ کہتے ہیں بے آبرو نہ ہو

ورق ۲۲۳

رہنے دے کوئی دم تو ہمیں [کوے] یار میں — مت چھیڑ لے صبا مرے مشت غبار کو

کہے ہے شو[خ] دکھلاؤں جو ناز دل ربائی کو — ابھی آدھی نگہ] پہ مول لوں ساری خدائی کو

[دو]ش ہوا پہ بار نگہ اوس کی چشم کا — کرتا ہے صید طائر رنگ پریدہ کو

[نہ] دندان سفید اوسکے [مسی د یان میں] دیکھو — کھلی ہے موتیا[1] لالہ و نافرمان میں دیکھو
غرض [ہر ایک] میں واجب ہے تیرا رنگ آ[پیارے] — کہاں نیرنگیاں ہیں یہ گل امکان میں دیکھو
نہیں [مژگان] خون افشاں ہیں تار اشک یہ مردم — لڑی ہے موتیوں کی پنجہ مرجان میں [دیکھو]

[وقت] بوسے کے شکر لب رہے دشنام کی چھیڑ — خالی بھاتی نہیں گپ چپ کی مٹھائی مجھکو

بشر تو کیا دل آہن کو آگے موم کرتی تھی — خدا جانے ہوا کیا ان دنوں آہ سحر تجھکو

مرے جس رنگ سے چاہے تو لے اوس دست رنگیں کے — نگی گر ہاتھ مل ڈالوں گا پاؤوں سے حنا تجھکو

---

[1] موتیا یہاں لالہ نافرمان ا. ا.

دل فراق اوسسے جو مانگا تو کہا ناز سے یوں　　　ہانجی بس ایک یہی دل اسے توڑ رہنے دو

ٹکڑے کیا ہے شیشہ دل کیوں مرا بھلا　　　مونہہ سے تو پھوٹو چپکے ہو کیا کچھ جواب دو

[ابھی کاٹیں گے سار] سے ہات یہ دندان حسرت سے
ذرا دو انگلیاں مسی کی تم اوس کو [لگا] نے دو

جی نکلے عشق میں دل تو بھی نہ آہ کیجو　　　اوس پر نظر نہ [کیجو] مجھ پر نگاہ کیجو
دل اتنی بیکلی پر گلہ ہے ترک الفت　　　اس برتے پر کسی سے پھر جاکے چاہ کیجو

نہیں آتی ہے غم سے نیند میں سوتا ہوں جس پہلو　　　نہ اس پہلو نہ اوس پہلو نہ اوس پہلو نہ اس پہلو
یہ کنج [فقر] بہتر ہے میاں اکسیر اعظم سے　　　زر خالص سے وہاں کے مارتا [ہے یہاں کا مس پہلو]
[جگر میں درد ہے ایدھر] اودھر ہیں آبلے دل میں　　　الٰہی سخت حیراں ہوں کہ اب سوؤں میں کس پہلو

مجکو دیکھا جو اونے بھر کے نگاہ　　　نکلی بے اختیار [دل سے آہ]

ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے میراوہ ماہوش　　　قطرہ قطرہ میں جھمکتا ہے پڑا [دریا] کو دیکھ

تجھ سوا غیر کو ہم چاہیں گے امکان ہے یہ　　　افترا محض غلط [جھوٹ] ہے بہتان ہے یہ

جہانتک صاف طینت ہیں اسیر زلف خوبا [ں ہیں]　　　نمایاں موج دریا سے بھی ہے زنجیر کا نقشہ

ئے تو ١٠١ *

اے چشم تجھسے آگے ہی تھا نام نم کے ساتھ — سو بات ہی گئی وہ گیا جام جم کے ساتھ
ق
بے جود بحر لطف خدا گوہر مراد — ملتا ہے گو ہو مشفق عالی مقام سا [تھ]
ظلمات سے لے آے سکندر کو تشنہ لب — تھے با وجود خضر علیہ السلام ساتھ

نازو انداز سے جوں اونے رکھا ناک پہ ہا [تھ] — ہم گئے بیٹھ وونیں ر[کھ] دل [غمنا] ک پہ ہا تھ
لشکر حسن نے کیا تاب و [تواں غارت کی] — بلکہ کہتے ہیں پڑا [شعلہ] ادراک پہ ہا تھ
[بخدا برق نمط وو ہیں تڑ پھ] کر بھاگا — جا پڑا رات کو جو اوس بت بیباک پہ ہا تھ

اپنی ہی چھاتی ہے کہ اوس گل کے — داغ پر داغ کھائیے ملئے

ہر گل و [ہر] غنچہ مرآت جمال دوست ہے — ایک مکھڑا جس کی خاطر ہیں یہ آئینے کئی

دامن تلک گیا تھا ٹک اوسکے یہ دست وہم — اللہ ری نازکی وہیں [چم] لی مسک گئی

سن مرا [حال یہ کہتا ہے نہ ٹک سونے دے] — نید تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے

[حکیم صا] حب بلا ہے گرمی میری [نہ نبض] و ل پہ ہات رکھیے
مجھے یہ ڈر ہے نصیب اعدا کہیں نہ تم کو بخار آوے

کہا کسی نے جو پروانگی ہو مجرے کی — یہاں فراق بھی اے رشک ماہ ہو جاو [ے]
کہا یہ سن کے کہاں خیر کیا مضائقہ ہے — کہو او [سے] بھی کہ دم گاہ گاہ ہو جاوے

ورق ۲۳۴

سلہ یہہ ا ۰ ا +

رات دن یہ رفیق رہتا ہے　　[اے ہیں تیرے] خیال کے صدقے

آنکھوں نے بھی اوس شوخ سے یہاں راہ نکا[لی]　　[ساتھ] اپنے ڈبویا مجھے کیا چاہ نکالی

جو مرجاؤں [چراغ و] و شمع کی تکلیف مت کیجو[1]　　خراماں ناز سے مرقد پہ آنا تو صنم خالی
تیرے پاے نگاریں کا ہوں اے رشک چمن کشتہ　　بجای گل مر[ای] چھاتی پہ رکھدینا قدم خالی

سنتے ہی میرے قصہ غم[2] کو میاں سپچلے　　کیا ایسی نید ہے ابھی بیٹھو کہاں چلے
تم گالیاں دو مجکو تو میں چٹکیاں نہ لوں　　پیارے کسو کا ہاتھ کسو کی زباں سپچلے

عشاق کی [صفوں کو پل] میں اولٹ پلٹ دے　　مکھڑے سے گردوپٹہ وہ رشک ماہ اولٹے

[یہی رہ رہ] کے اب مجکو فراق افسوس آتا ہے　　کہ کس بے رحم پر عاشق ہوا [یہ کیا کیا تو نے]

آمد یہی گر اون کے رہی پارۂ دل کی　　لو شیشہ گروں کی لگی دوکان ٹھکانے

اوس مہجبیں سے رات کہا میں نے اے فراق　　پیارے شتاب آ تو کہ جاتی ہے چاندنی
ق
زلفیں اوٹھا وہ مکھڑے [سے] بولا کہ واہ واہ　　کچھ آپ کو تو بہوت خوش آتی ہے چاندنی

درد دل ہوتا ہے پیہم دیکھیے کیسی بنے　　جی رہے یا جاے ہمدم دیکھیے کیسی [بنے]

---

[1] کیجو ا۔ ا ؛　　[2] قصہ جانسوز کو سپچلے ا۔ ا ؛

[چار یاروں] سے ہٹی بنیاد جہاں ہے قائم　　　یعنی ہر جسم میں ہے آگ ہوا گل پانی

آبلے دکھلاے جب اوس دل رنجور نے　　　دانت میں تنکا لیا خوشہ انگور نے

چشم بدمست سے غارت دل و جاں کیجے خیر　　　کشت امید چراگاہ غزالاں کیجے

تجھ بن کے خوش آئے ہے یہاں بادۂ گلگوں　　　پانی بھی جو اوترے ہے تو دشوار [گلے سے]

ہاتھ سے دست جنوں کے پیرہن صد چاک ہے　　　کب تلک یارب کروں ہیں [بخیہ کاری ایک سی]
ٹکڑے ٹکڑے جیب کیا دامن ہے سارا چاک چاک　　　سوزن خار جنوں تو ہاری باری [ایک سی]

کہتا اگر ہمارا ایسا برا لگے ہے　　　کاہیکو کوئی چھیڑے کیوں بولے کوئی ہم سے

ہاتھ جوں پکڑا لگے کہنے کہ بس چلتے رہو　　　یہ زبردستی نہیں بھاتی حکومت آپ کی

گلبدن لی خبر بھلی دل کی　　　مارے ڈالے ہے بیکلی دل کی
سوز سے شمع کے ہے روشن بات　　　کیا کہے یہ زباں جلی دل کی

[جور و جفا] اوٹھاویں کس واسطے بھلا کیوں　　　پیارے غلام ہیں ہم [اے واہ کیا کسی کے]
[زنجیر] یہ [دو] اسنے آپ ہی سمجھ رہیں گے　　　[پاؤں پڑے ہے] ناحق تیری بلا کسی [کے]

ط ہی سے ۱ ۰ ۱ +

ورق ۲۳۵

دل نہ دینا تھا تجھے آفت جاں کیا کہئیے صرف یہ ہم نے غلط فہمی و نادانی کی

ہماری آہ سے پتھر بھی آگے موم ہوتا تھا خدا جانے ہوئی کیا ان دنوں تاثیر آتش کی

نہیں کرتا کوئی بے درد علاج گریہ حضرت درد سے پوچھوں گا دوا رونے کی

فراق خستہ جاں کا حال ٹک [اٹھو چلو] دیکھو بنائے کیا ہو [زلفیں چہرہ] گلفام پر بیٹھے

شیخ صاحب بھلا خدا سے ڈر [و] دخت رز سے غلام رہتا ہے

شعلۂ برق اوس کا سایا ہے دل تڑپھنے ہی کو بنایا ہے

قیمت بوسہ میں دل لے چکے پھر جھگڑا کیا ہو چکا یار جو سودا وہ بھلا پھرتا ہے

بوسہ [لیا] ہے کنے جھوٹی قسم نہ کھاؤ بہتان ہے غلط ہے تہمت ہے افترا ہے

[سرشک] چشم سے اپنے بعینہ مژہ جو ہے سو پھولوں کی چھڑی ہے
خیال [زم] لف [ہیں] کیونکر نہ روؤں اندھیری شب ہے ساون کی جھڑی ہے

ہزاروں دلکو اوس زلف [سیہ] نے مار رکھا ہے وہ تسپر بھی پریشاں خاطر و دلگیر رہتی ہے

خاک ہو پہنچیں ہیں دامن تئیں دامن نہ چھٹک کیا بلا اس میں بھی کچھ شان چلی جاتی ہے

چشم تر برس جلدی کچھ بھی تجھکو غیرت ہے　　رو برو مرے ہووے ابر نوبہاری ہے

شائد کہ کسی زلف میں ہوگا میں گرفتار　　اے خواب پریشاں تری تعبیر یہی ہے

دل کے پرزے ہی کترتا ہے ہر ایک بات میں تو　　[کیسی] قینچی کی طرح تیری زباں چلتی ہے

کیوں خاک سے ہماری کاوش صبا کرے ہے　　[رہنے بھی دے چمن میں] مت چھیڑ کیا کرے ہے

برنگ موج کیا کیا جی میں اپنے [پیچ تاب آیا　　لب دریا] پہ اونے بال جسدم کھول کر باندھے
نہیں حلقوں میں زلفوں کے تیری [یہ] عارض تاباں　　پھرے ہے ساتھ اپنے تو لیئے شمس و قمر باندھے
دہن کے وصف میں حیراں ہیں تیرے نکتہ چیں سارے　　کمر کا کیا کوئی مضموں تری اے سیمبر باندھے
دہن کا فکر اوسے ہو جسے شوق عدم ہووے　　وہ مضمون کمر باندھے جو مرنے پر کمر باندھے

جاے تحسین اوسکی گالی ہے　　چاہ کی بات ہی نرالی ہے

بعینہ اشک کی یوں بوند مژگاں پر جھمکتی ہے　　کہ جیسے تار میں قندیل شیشے کی لٹکتی ہے
کناری سے نہ جوڑا باندھ کر نکلا کرو گھر سے　　[اندھیری رات ہے سر پہ پٹی بجلی چمکتی [ہے]

فصل گل آئی نہیں خانہ زنجیر کے بیچ　　اپنے دیوانے کو کہدو ابھی آرام کرے

رباعی

مت کر تو فراق آہ و زاری ہر دم　　گریہ سے نہ آستین و داماں کر نم
لکھ صفحہ سینے پہ محمد کی ثنا　　پتلی کو بنا دوات مژگاں کو قلم

دیگر

مطلوب نبی ہیں اور علی طالب ہیں   کیوں [نکر] نہوں وہ ابن ابی طالب ہیں
جوں نور و نگاہ مرتضیٰ و احمد   دیکھا تو ایک جان و دو قالب ہیں

دیگر

کہتے ہیں لوگ جی سنبھل جاویگا   اسلوب محبت کا بدل جاوے گا
پر ہمکو تو یہ ہجر میں سوجھے ہے فراق   روتے روتے ہی جی نکل جاوے گا

دیگر

کہتا تھا میں [جان سے کہ] اے جان حزیں   محبوب کے غم سے تو بہت ہے غمگیں
اللہ کرے کہ وہ شتابی آ جاسے   دل بول او [ٹھا] وہیں کہ آمیں آمیں

دیگر

بے تابی دل بھی کیا بلا لائی ہے   لوگوں نے جدی جان مری کھائی ہے
گر اوسے نہ ملیے تو ستم ہے جی پر   ملیے تو غم و درد ہے رسوائی ہے

دیگر

پہلے تو وہ ربط و آشنائی کیجے   باتوں باتوں میں دلربائی کیجے
پھر آخر کار اے ستمگر بے رحم   یوں چھین کے دل کو بیوفائی کیجے

دیگر

نت آنکھ [میری اوسے لڑی رہتی ہے]   پہروں بندھی آنسو کی جھڑی رہتی ہے
گھڑیاں کی یہ چشم کٹوری ہے مگر   دن رات جو [پانی میں پڑی رہتی ہے]

مستزاد

شبنم گلے لگتی ہے گلوں کے باہم — با دیدۂ نم
بلبل کہتی ہے ہو کے نالاں ہر دم — با درد و الم
شبنم یہ مزے لوٹے اوڑاوے یہ بہار — اپنے یہ نصیب
ہم جور و جفا او[ٹھا]ویں اور کھاویں غم — اے واے ستم

فغاں

تخلص اشرف علیخان مرحوم است وے کوکلتاش بادشاہ جم جاہ احمد شاہ خلف الصدق حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ و بسیار عمدہ معاش و[تہا]ت یار باش و خلیے ظریف الطبع لطیف مزاج سراسر سرور سر بسر[ابتہا]ج بود شعرش پختگی تام دارد سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بسیار ستائش دیوانش میکرد بنا بر[ا] فراط و تفریطے کہ در ہنگامہ آرائی افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد بدیار شرقیہ [شتافتہ رحل اقامت] انداخت و بحسن سلیقہ کہ داشت بسران فرنگ درساخت و درہماں نواح رشتہ زندگانی وے در [گسست] و بجوار رحمت حق درپیوست ایں چہل و پنج بیت از گفتہاے آں مغفور است مدّ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۲۳۶

ساقی میں نہیں آپ سے کچھ چشم تر آیا — دل دیکھتے [ہی] ابر کو ناچار بھر آیا

مت قصد کر صبا تو دل داغدار کا — [ظالم] یہ ہے چراغ کسی کے مزار کا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار — مرتے ہم اگر سایہ دیوار نہ ہوتا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار
مرتے ہم اگر سایۂ دیوار نہ ہوتا

مجسا گرفتہ دل بھی کبھو شاد ہوئیگا
یہ خانماں خراب بھی آباد ہوئے گا
اس سال ہم قفس مرے آزاد ہوگئے
مجھپر بھی مہرباں کبھو صیاد ہوئے گا

ایسی نگاہ کی کہ میرا جی نکل گیا
قصہ مٹا عذاب [سے چھو]ٹے فلل گیا

تجکو روزی ہو مری جان دعائیں لینا
مجکو ہر شب تیری زلفوں کی بلائیں لینا

اگر عاشق کوئی بندا نہ ہوتا
تو معشوقوں کا یہ چرچا نہ ہوتا
گریباں چاک کر روتے کہاں ہم
اگر یہ دامن صحرا نہ ہوتا

جز اشک و آہ و سوختگی عاشقی کے بیچ
تو نے ہمیں بتا تو فلک اور کیا دیا

رات جو غیر تیری بزم میں اے یار رہا
[یہ فغاں] سر کو پٹکتا پس دیوار رہا
نہ اوٹھا پردۂ غفلت نہ تجلی دیکھی
دل مرا منتظر جلوۂ دیدار رہا

مسکرانا ترا کیا کم ہے میاں تیغ نہ کھینچ
کیا مرا جی نہ نکل جائیگا اس آن کے بیچ
یاد کر گوشہ داماں کو اوس ظالم کے
سخت اولجھا ہے مرا ہات گریبان کے بیچ

لکھ دیجو نامہ بر در و دیوار یار پر
گذرا جو کچھ الم دل امیدوار پر
ممکن نہیں کہ غیر نہو ویں رکاب میں
تجکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر

عاجز ہوں تیرے [ہاتھ سے] کیا کام کروں میں
کر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

مبتلائے عشق کو اے ہمدمؔ شاد کہاں
آ گئے اب تو گرفتاری میں آزادی کہاں

گر روز جزا داغ شب ہجر دکھاؤں
تو صبح قیامت کے تئیں شام کروں میں

تا حشر بھی کم ہو گی نہ ظالم [تپش] دل
کافر ہوں اگر گور میں آرام کروں میں

جاتا ہے فغاں قافلہ [ہم نفساں] کل
کچھ راہ کے چلنے کا سرانجام کروں میں[۱]

ہیں منتظر جلوہ دیدار کھڑا ہوں
پردے سے نکل تا پس د [یو] ار کھڑا ہوں

تقویت ہے داغ سے میرے دل بیمار کو
اے فلاطوں کیا مرض کہتے ہیں اس آزار کو

اس مبتلا کی چشم کہاں تک پر آب ہو
اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

جم جم پلائے دوست [تجھے] جام مے مدام
تو [مست رہ] فغاں ترا دشمن خراب ہو

فغاں ہم نے سنا ہے یوں کہیں مائل ترا دل ہے
خدا آساں کرے [بندے] محبت سخت مشکل ہے

مفت سودا ہے پھر آیا ر کہاں جاتا ہے
اے مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے

کج کلہ تیغ بکف چیں بابرو بے باک
یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے

ورق ۲۳۷

بھول کر پاؤں فغاں گل پہ نہ رکھیو زنہار
[ان پھپھولوں] کا مزا خار بیاباں جانے

---

[۱] کذا ، [۲] ا ، ا ، میں یہ بیت موجود نہیں ۔ "ہم نفساں" پروفیسر محمد شفیع کے قلمی نسخہ دیوان فغاں سے لیا گیا ہے ،

نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے　　دل گرفتہ کو ظالم کبھو تو وا کیجے

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا　　تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی
آخر فغاںؔ وہی ہے اسے کیوں بھلا دیا　　وہ کیا ہوئے تپاک وہ الفت کدھر گئی

بھر لیجیو دامن میں فغاںؔ لخت جگر تو　　ہم خانہ بدوشوں کا [سرانجام] یہی ہے

ترے فراق میں کیونکر یہ دردناک [جیے]　　مرے [تو] مر نہیں سکتا جیے تو خاک جیے

وہ چاہے یا نہ چاہے فغاںؔ اوس کو چاہیئے　　اپنے کیے کو اسے میرا[1] صاحب نباہیئے

یہ فن کسے نہیں آتا کہ دل میں راہ کرے　　فغاںؔ میں اوسکے تصدق ہوں جو نباہ کرے

ملا بھی خاک میں تن دل کی آرزو نہ گئی　　عجب یہ گل ہے کہ مرجھا گیا [پہ] بو نہ گئی
یہ خاک وہ ہے تیمم کریں ملک جس سے　　مرے مزار پہ شبنم بھی بے وضو نہ گئی

کون کہتا ہے کہ حلاجوں کا یہ دستور ہے　　کلمہ حق جو کوئی بولا وہی منصور ہے

قطعہ

کیا حال پوچھتے ہو فغاںؔ کا سنا نہیں　　خانہ خراب عشق نے دنیا سے کھو دیا
اوسکی وصال و ہجر میں یونہی گذر گئی　　دیکھا تو ہنس دیا جو نہ دیکھا تو رو دیا

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ＊ [2] ا. ا. میں اس قطعے کے پہلے اور چوتھے مصرعے کو ملا کر بیت کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا اور تیسرا مصرعہ غائب ہے ＊

دیگر

رنگ کیوں زرد ہے واللہ اعلم　　آہ کیوں سرد ہے واللہ اعلم
چشم کیوں تر ہے خدا [ہی] جانے　　دل میں کیوں درد ہے واللہ اعلم

دیگر

ہم نے شب فراق میں سنتا ہے اے فغاں　　کیا کیا مزے سے حسرتیں دل کی نکالیاں
یہ تھا خیال خواب میں دیکھیں گے روز وصل　　آنکھیں جو کھل گئیں وہی راتیں ہیں کالیاں

فقیر

تخلص سہ کس میدانم

فقیر (۱)

اوّل

میر شمس الدین مرحوم وے عزیزے بود شیریں مقال بسیار [صاحب کمال] خوش فکر عالی منش نیک سیرۃ پاکیزہ روش فصاحت بیان بلاغت نشان بر غوامض عروض وقافیہ بہائت تیز نظر از نکات صنائع و بدائع خیلے باخبر رسائل [کثیر] ہ دریں فنون شریفہ از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است و دیوانے فارسی مملو انواع سخن در غائت جودۃ و نہائت خوبی در کارگاہ [ہستی] بر روے کار بیروں از یں ہمہ کرامات ائمہ اثنا عشر سلام اللہ [علیہم و رضی اللہ عنہم] بفصاحت تمام و بلاغت مالاکلام در رشتہ نظم کشیدہ و [بنا] بریں [نیک] عمل بخیر و سعادۃ ابد و ازل وا رسیدہ بر محاورۂ ایرانیاں مرتبہ اعلی اطلاع داشت و برویہ ایشاں در سخن طرازی ہمت می گماشت سخن سنجان ایران زمیں از و حسابے بر میداشتند و شعر و شاعری و یرا بے سقم و مسلم الثبوت می انگاشتند اگرچہ بسیادۃ خود را بعالم می نمود اما تحقیق آنست کہ شیخ عباسی بود حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بطریق

سلہ کذا

طبیعت برزبان [کر] امت توامان می آورند کہ عباسیان ہمہ چیز بجبر وقہر از بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا ورضی اللہ عنہم ربودہ ہمیں یک سیادۃ باقی بود کہ میر شمس الدین فقیر پسند فرمود مختصر کلام بعزم بالجزم زیارۃ حرمین شریفین زادہما اللہ تعالے شرفاً و تعظیماً کشتی سوارہ بسفر حجاز شدہ بود کہ در اثناء طے راہ دریا قضاء الٰہی غریق بحر رحمت نامتناہی نمود انا للہ و انا الیہ راجعون ملخص سخن اگرچہ ریختہ گوئی دوں مرتبہ آں شہ سوار عرصۂ سخنوری وشہباز اوج ہنرگستری است شعر ریختہ ہم [ازطبع] وقاد ش گاہے ریختہ ایں دو شعر منجملہ آنہاست ؎

دم کا آنا حباب ہے گویا — زندگی موج آب ہے گویا
خال اوسکی بیاض گردن کا — نقطۂ انتخاب ہے گویا

دوم

ورق ۲۳۸

فقیر(۲)

مولوی فقیر اللہ مرحوم وے طالب علمے بود از قصبہ گلاوٹی کہ در حضرت دہلی بمعلمی ایام بسر می برد وسودائے عزیمت خوانی و احضار اجنہ ہم در کاخ دماغش پیچیدہ بود در [ایام] سالف شعرش را میر قمر الدین منت عفی اللہ عنہ اصلاح می نمود [اشعار رطب و] یابس وارد و ازاں جملہ ایں سہ شعر کہ باین ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد ؎

[آہ تونے] تو کئی بار ہلایا ہے فلک — زیادہ گستاخ نہ ہو عرش کو پہچے گی دھمک
طور ہستی سے ترے نالے اٹھیں ہیں اس طور — ہوش موسے کا جسے دیکھ کے جاوے بے شک

روتے روتے جو مرے دیدۂ تر بیٹھ گئے — ایسی برسات ہوئی آہ کہ گھر بیٹھ گئے

سیوم

فقیر(۳)

بزرگے از خاندان حرمی الاحترام میر فقیر اللہ نام وے عزیزے است بسیار سنجیدہ ونہایت پسندیدہ

نیک خصائل پاکیزہ شمائل از شعرائے پایۂ تخت سلطانی و سخن سنجان باریافتگان حضور پر نور خاقانی در بھاکھا مہارتے وارد گاہے بہ تکلیف احبا شعر ریختہ ہم بر روے کار می آرد ایں پنج بیت از گفتہائے وے است سلمہ ربہ ؎

میرے سحاب چشم کو نیساں پہ ہے شرف — ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشاں نہیں
دونو جہاں کو طالب حق جانتے ہیں ہیچ — ہمکو تو بیم دوزخ و میل جناں نہیں

وہ حسن صندلی نظر آوے اگر مجھے — دونو جہاں کا پھر نہ رہے درد سر مجھے
صافی دلوں کی دید کو مانع نہ ہو حجاب — عینک سے ہو دوچند نظر پہ نظر مجھے
بیٹھے ہی بیٹھے ہستی کو اپنی کیا فنا — جوں شمع ہے وطن میں ہمیشہ سفر مجھے

فگار

تخلص مرزا قطب علی بیگ مرحوم است وے [ہندوستان زادے] بود بسیار پرگو اما نیک خو نہائت زباں آور ولساں لکن بغائت خوش گپ و شیریں زبان پر وضع وار وخیلے ستودہ اطوار اشعار آبدار اساتذہ بکثرۃ یاد داشت و در محافل و مجالس بموقع خوانی ہمت می گماشت بیشتر اشعار دیگراں بنام خود [میخود] اند و سخن سخن سازاں بے تحاشا مالکانہ بہ زباں می راند و گاہے بطور خود و فکر ریختہ می کرد و خود را بہ زمرہ شعرا می شمرد از چندے رشتہ درگستہ برحمت [حق در پیوستہ] بہرکیف ایں دوازدہ شعر کہ منسوب بوے است ایں احقر ثبت فرمود و دو شعر دیگر کہ ازان فرصت الہ آبادی است و وے از خود می گفت درینجا قلم انداز نمود ؎

اے شیخ تو مسجد میں ہے وعظ غلط کہتا — گنبد تو لرزتا ہے منبر کا خدا حافظ
دریا میں اٹھیں لہریں طوفان ہوا برپا — کشتی تو تباہی ہے لنگر کا خدا حافظ

سلہ بنائی ۱۰۱ +

ق

آیا ہے گدھے چڑھ کر کعبے کی زیارۃ کو — دنیا میں یہ نوبت ہے محشر کا خدا حافظ
مت کہہ تو [فگا] ر آگے یہ راز نہاں رکھ جا — مہتر کی یہ نوبت ہے [کہتر] کا خدا حافظ

ہجراں کی سرگذشت کا کیا دیں حساب ہم — [کرتے] ہیں اپنے کہنے سے آپ ہی حجاب ہم
سو [دے] کو میرے شیخ تو ساقی سے کچھ نہ پو [چھ] — [دنیا و] دیں کو بیچ کے پی لیں شراب ہم
کس کے کہاں کے کون ہو کیا ہو بتا ئیو — کوئی اگر جو پوچھے تو کیا دیں جواب ہم
ایکدم کے ہمکو آنے کی ہرگز نہیں امید — کب کر سکے ہیں دعوی ہستی حباب ہم
بنتے ہی نقش چشم کے رونے سے مٹ گیا — تھے ہی ازل سے پوچھو تو خانہ خراب ہم

اوڑتی سی خبر یار کے آنے کی سنی ہے — ہو جائے اگر راست تو اللہ غنی ہے
کوکب نہیں میاں چرخ پہ سوفار سمجھنا — یہ [سقف] سبھی آہ کے تیروں کی چھنی ہے
مت پوچھ فگار اب تو مرا مسکن و ماویٰ — مانند بگولے کے سدا بے وطنی ہے

ورق ۲۳۹

فیض

تخلص فیض علی فرزند ولبند سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر است وے جوانے است طبع موزوں محبت مشحوں کہ مشق سخن از پدر والا قدر خود میکند وسودائے شاعری خیلے در دماغ خود می پزد بہر کیف ایں ہفت شعر از وے است سلمہ اللہ تعالے ؎

گل کھا موئے جنہوں کے لیے جسم زار پر — دو پھول بھی نہ لائے کبھو وہ مزار پر

دور میں ساقی ترے آنکلے ہیں مے نوش ہم — جام خالی دے ہے کیا اتنے نہیں بیہوش ہم
شوق میں تیرے کنار و بوس کے اے بحر حسن — موج کی مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش [ہم]

نہیں معلوم کس رشک قمر کی راہ تکتے ہیں — کہ ساری رات آنکھوں میں گنا کرتے ہیں تاروں کو

خدا جانے کہ تجھسے فیض کیا ہے اوس کو بیزاری — جہاں دیکھا تجھے اوسنے پکارا اپنے یاروں کو

یہ ترک چشم ترے مست ہیں جواں دو نو — کہ سو رہے ہیں تلے سر کے رکھ کماں دونوں

نہ مانی تونے میری اپنی ضد اے بیوفا رکھی — کہیں ہم کس سے جاکر اب ہماری تونے کیا رکھی

فیاض

تخلص مردے است درست میثاق مسمی بہ عبد الرزاق از سکنۂ خیر بنیاد حیدرآباد کہ بسیار نیک نہاد و بغائت پاکیزہ بنیاد خیلے یار باش و خوش اختلاط [و] نہائت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ ایں دو بیت ازاں است ؎

بعد آداب و نیاز اے قبلہ گاہ — عرض یہ فدوی کی ہے اب بید رنگ
ایک دکن کو کن کہ ہندو سند تک — ہو قلمرو ہیں تری روم و فرنگ

حرف القاف

ورطے ایں حرف ذکر چہار دہ شاعر کہ ازاں جملہ دو شخص قائم تخلص می کنند و دو عزیز قربان اندراج یافتہ و جملگی اشعار اینہا . . . . شعر است کہ منجملہ آں . . . ^[۵] رباعی واقع شدہ است

۵؎ دونوں نسخوں میں تعداد اشعار کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے ۔

قائم

تخلص دو کس میدانم

اوّل

قائم (۱)

شیخ قائم علی وے مرد معلمی پیشہ از قصبہ اٹاوہ است کہ در ابتدا امیدوار تخلص میکرد وے بحکم قضا و قدر رب الارباب در ایام دولت نواب غفراں ماب احمد خاں بہ رہبری شوق فراو[اں] بنا بر دیدن سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بوساطت مقبول نبی خاں مقبول سلمہ رب العقول خلف الصدق انعام اللہ خاں یقین علیہ رحمۃ رب] العا[لمین] بمبارک بنیاد فرخ آباد خود را رسانند و غزلہاے چند در حضورش بر خواند وے عفی اللہ عنہ بمقتضاے [طبعی] وطبیعت جبلی بدیہہ بر زباں راند کہ ؎

ہے فیض سے کسی کے یہ نخل ان کا باروار　　اس واسطے کیا ہے تخلص امیدوار

آں بیچارہ اگرچہ ارادہ تلمذ داشت اما منفعل گشتہ مراجعت نمود و زمزمہ ایں بیت بزبان حال میفرمود ؎

از در دوست ندانم بچہ عنواں رفتم　　ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

وقائم تخلص ساخت و بہ شاگردی ہیچ کس نہ پرداخت بہرکیف ایں شش شعر از گفتہاے اوست ؎

جس زمیں پر کہ وہ گلپوش نگار آجاوے　　گر خزاں کا بھی ہو موسم تو بہار آجاوے

ورق ۲۴۰

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ　　جو دم خوشی سے گذرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل میں بسر کی ہے زندگی　　جو دم ہے [تن] میں جان سو ہی دم ہے واہ واہ

روز و شب پھرتے ہیں کوچے میں ترے ولدار ہم　　ہو کہیں قسمت کہ پاویں ایک نظر دیدار ہم

رباعی مستزاد

دیکھا جو میں ایک طفل فرنگی [گورا[1]] سنگین نگاہ
پلٹن سے نگہ کی ملک دل کو توڑا بے جرم و گناہ
میں نے یہ کہا ظالم صاحب سے تو ڈر اس پہرے میں
شرما کے لگا کہنے ہو تھوڑا تھوڑا دل کیا پرواہ

ایں رباعی مستزاد را بعضے بہ [2] نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

قائم (۲)

دوم

قیام الدین علی مرحوم [قائم تخلص] از قصبہ چاندپور است مدتے در حضرت دہلی اقامت گزیدہ در آخرہا قاضی قصبہ امروہہ شدہ[3] بعد نصبش بدیں منصب شریف یکدو مرتبہ بشاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد رسیدہ بملاقات اصدقا و اکابر شہر فائز گشتہ مراجعت نمود و از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمود در بدو شوق ریختہ گوئی از خدمت استاد صاحب ورائت ہدایت اللہ خاں ہدایت علیہ رحمت لالہ البدایت والنہایت استفادہ سخن میکرد چنانچہ چند شعر بزبان قصباتیاں از طبع زادش بیاد آں اوستاد والا نژاد بود بعد چندے بجناب فیض مآب مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد روح اللہ روحہ توسل جست و از مربی قدیم بحدے انحراف ورزید کہ قطعہ در ہتک شان آں تجرد نشان انشا کرد کہ یکسر بوے بے سعادتی میدہد و معہذا سرقہ شعر محمد طاہر غنی است قطعہ قیام الدین علی قائم ؎

شاعری کا اسے آیا ہے بہت سا غرا جو یہ کہتا ہے وہ اوستاد زماں سنتے ہو
امر ہووے تو ہدایت کو کروں میں سیدھا واں سے ارشاد ہوا یوں کہ میاں سنتے ہو
راست ہوتے ہیں کسی سے بھی کہیں کج طینت تیر ہوتی ہے[4] کہیں شاخ کماں سنتے ہو

---

[1] اصل نسخے میں 'زادہ' ہے ۔ [2] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ [3] شدہ بود۔ [4] بھی ۔ا۔

شعر محمد طاہر غنی ؎

کج را بہ تکلف نتواں راست نمودن   کے تیر تواں ساختن از شاخ کمانہا

وایں اوستاد درویش نہاد ہم بمقتضاے بشری اگرچہ باوطرف شدن مناسب نبود ایں قطعہ در شانش گفتہ ؎

چشم انصاف سے دیکھو تو میاں قایم تم   چاہیئے یوں کہ ہدائت [کو اب] استاد کرو
اور جو کچھ شاعری کا دل میں تمہارے ہو گھمنڈ   کہہ چکے ہم تو غزل [بارے] تم ارشاد کرو

پہر حال در آخر حال بخدمت سرآمد سخن سنجان فصاحت آ! مرزا محمد رفیع سودا در پیوست و بنا بر خباثت اصلی از شاگردیش ہم پہلو تہی میکرد مرزا ساقی نامۂ در ہجوش گفتہ کہ بعد انابت و رجوع وے آں ہجو را بنام شاعر خیالی فوقی تخلص قرار داد قرار داد بلخص کلام ازینہا در گذشتہ و چشم از حق ناپوشیدہ میگویم کہ وے رحمہ اللہ تعالے شاعرے بود فصیح زبان شیریں بیان فصاحت آئین بلاغت آگیں صاحب گفتار استوار مالک اشعار آبدار بلبل خوشنوا عندلیب وستا نسرا دیوانے مختصر مشحون اکثرے از انحاء سخن وار دایں عاصی بانواع المعاصی [illegible] قطعہ ہجو استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمۃ [من لالہ البدائت والنہائت] از انہا در اینجا می نگارد و منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۲۴۱

پڑھکے قاصد خط میرا اوس بدزباں نے کیا کہا   کیا کہا پھر کہہ بت نامہرباں نے کیا کہا
غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے   پر سنا ہوگا کہ ہم کو اک جہاں نے کیا کہا

جلوہ چاہیے ہے اوسے اوس بت ہرجائی کا   یہ پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا
صحن صحرا کو سدا اشک سے کرنا چھڑکاؤ   بس دوانا ہوں میں قائم تری مرزائی کا

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا   پر دیکھیو لیتا ہو جو تو نام کسی کا

جو کوہکن تجھے قوۃ ہی آزمانا تھا   عوض پہاڑ کے شیریں سے دل اوٹھانا تھا

فہرست میں خوبان وفادار کی پیارے — دیکھا تو کہیں اوسمیں تیرا [نام] نہ پایا

ہر گلی کوچہ ہے رستے کا پراچہ کی دوکان — دھجیاں ہو کے اوڑا بسکہ گریباں میرا

بے دماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا — مرتبہ عشق کا یہاں حسن سے بھی دور گیا

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا — اوٹھ جاے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو ورنہ جام مے کشو — ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

دن کو ملیے گا یا شب آئیے گا — بندہ خانے میں پھر کب آئیے گا

ہو گر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت — تم سلامت [رہ] ہو بندے کے خریدار بہت
ہمدگر جب خفگی آئی تو پھر جھگڑا کیا — تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرحدار بہت
قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تیری — مر چکے ہیں اسی آزار کے بیمار بہت

آج خالی سی کچھ لگے ہے بغل — دل گرا شائد اضطراب میں رات

اٹھی نہ آنکھ خط میں تری چشم دیکھ کر — سبزی پیے ہے کون مئے ناب کے حضور

بھلا اے ابر مژگاں اب تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
بہار عمر ہے قائم کوئی دن — اسے جوں گل پیالے کاٹ [ہس] کر

پی کے مے تم کہاں رہے شب باش — واہ وا رحمت آفریں شاباش
سینہ کاوی بھی کام ہے کچھ اور — کوہکن بود مرد سنگتراش

آج آپ مرے حال پہ کرتے ہیں تاسف　　اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
اسے گریہ پس قافلہ دل نام ہے ایک یار　　یہ خستہ بھی نبھ جاے جو ایکدم ہو توقف

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن　　بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہیں

جوں شمع دم صبح کو یہاں سے سفری ہوں　　ٹک منتظر جنبش باد سحری ہوں

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں　　کبھو روئے تھے سو خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

مجھے اس اپنی [مصیبت سے] ہے فراغ کہاں　　کسی سے چاہوں جو صحبت رکھوں دماغ کہاں

شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجکو　　جسکے میں ہاتھ لگا اوس نے جلایا مجکو

راہ پینڈے میں جو رکھتا ہوں اوسے گھیر [کبھو]　　ہس کے کہتا ہے کہ اب جانے دے چل پھیر کبھو

دل مرا چھین یہ کہتا ہے وہ دلبر قائم　　جی جہاں چاہے تمہارا مری فریاد کرو

خوناب دل سے ہاتھ ملا کر تو جا ئیے　　پہنچے گئے ہیں آپ نے اکثر حنا کے ساتھ

جی میں جو کچھ تھی خوشی سو تو گئی یار کیساتھ　　سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

میں دوانا ہوں سدا کا مجھے مت قید کرو　　جی نکل جائیگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

ورق ۲۴۲

یونہی طوفان طراز ہے جو چشم — تو پھر آفت جہان پر آئی
کھل گیا آپ ہی آپ کچھ قائم — کیا بلا اس جوان پر آئی

قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھیں کس کس [سے] اب بگڑتا ہے

توفیق جو بوسے کی نہیں گالی ہی دے لو — کیا خوب ہے رکھ چھوڑنی تنخواہ کسو کی
پھولوں کی چھڑی ہے یہ ترے ہاتھ میں گلرو — یا لخت جگر سے ہے گندھی آہ کسو کی

گہہ پیر شیخ گاہ مرید جواں رہے — اب تک تو آبرو سے [نبھی] ہم جہاں رہے
صبر و قرار و ہوش و دل و دیں تواں رہے — اے ہمنشیں یہ کہہ تو بھلا ہم کہاں رہے
مسجد سے شیخ تونے نکالا ہمیں تو کیا — قائم وہ میفروش کی اپنے دکاں رہے
صیاد شور نوحہ کچھ آنے لگا ہے کم — یاروں کے دور ہم سے مگر آشیاں رہے
تو تو چلی بہار پہ اون کی بھی کچھ خبر — جو سر بجیب غنچہ نشگفتہ ساں رہے
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار — کیا ہے برا کہ مفت میں اک شعر خواں رہے

یوہیں جو یہ چشم تر رہیگی — آخر کو خراب کر رہے گی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جز رسی ہیں کیا سخن ہے
یہ صحرا ہے بھلا دیکھیں تو یارے — جنوں کیسا ترا دیوانہ پن ہے
وہ گویا زخم ہے چہرے کے اوپر — جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے

نہ ہم فلک کے کبھو ریو و رنگ سے چھوٹے — پڑے بھنور ہیں جو کام نہنگ سے چھوٹے
نہ اوسکی زلف سے چھٹنے کا قصد کر قائم — کوئی سنا ہے کہ قید فرنگ سے چھوٹے

سلہ بتا تو سہی ہم ا، ا، ن

خوگر دردہوں ہیں کرتے ہیں درماں میرے — آہ کیوں درپے جاں ہیں یہ عزیزاں میرے

یارب کوئی اوس چشم کا بیمار نہ ہووے — دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
صورت میں تری گر نظر آوے ملک الموت — پھر مرگ کسی طرح سے دشوار نہ ہووے

وہ بھی کیا دن تھے کہ جی کو لاگ اوسکے ساتھ تھی — میں تھا اور کوچہ تھا اوسکا اور اندھیری رات تھی

شکوہ نے غیر سے نے یار کی بیزاری سے — جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے

مردن دشوار ہیں [یہ] جان [کی] تقصیر ہے — حسرت دل سو طرف سے اوسکی دامنگیر ہے
گرم رفتن ہوکے شعلہ قید میں آتا نہیں — موج آتش گو سراسر صورت [زنجیر ہے]

روز و شب ہے حالت انجام مے نوشی مجھے — کسکی آنکھوں نے دیا پیغام بیہوشی [مجھے]
[گو] بظاہر تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا — ہے تصور سے ترے ہر [دم ہم آ] غوشی مجھے
منحصر ہے شرح سوز دل پہ میری زندگی — [شمع] ساں مرتا ہوں گر یکدم ہو خاموشی مجھے
شب ہی [کی بد مستیوں] سے ہوں میں ابتک منفعل — آج تو کرتا ہے [پھر تکلیف مے نوشی] مجھے

پھرے زمانہ [جہاں] تنک ہی [ہم سے یا نہ پھرے] — کسی کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

[دل مرا دیکھ] دیکھ جلتا ہے — شمع کا کس پہ دل پگلتا ہے
ہمنشیں ذکر یار ہی کچھ کر — اس حکایت سے جی بہلتا ہے

ورق ۲۴۳

شب تن زار ملا آہ کے سررشتے سے — سوزن گم شدہ جوں آئے نظر رشتے سے

سلہ دل ۱۰۱۰

گریہ کو قاؔ [ئم تھنیا] مژگاں ابھی ہوگئے [نہ خشک] دیر تک ٹپکے ہیں باراں کے شجر بھیگے ہوے

دل ڈھونڈتا سینے میں مرے بوالعجبی ہے ایک ڈھیر ہے یہاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

شب غم سے میری جان اوپر آن بنی تھی جو بال بدن پر تھا سو برچھی کی انی تھی
شب گریے سے وابستہ مری دل شکنی تھی جو بوند تھی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تھی
قائمؔ یہ غزل طرز کیا ریختہ ورنہ ایک بات لچر سی بزبان دکھنی تھی

ق

نواب پالکی میں تری ہے وہ زرق برق چشم ستا [رہ خیرا] ہو جس کے خیال سے
اس لطف سے غلاموں کا کہنا ہے [بانس] پر طرّے ٹکے ہیں مہر کے گویا ہلال سے

رباعی

نواب جہاں طعام پکتا ہے ترا چاول ہے پچوڑنے کی گروں صافی
مطبخ ہے یہ اسقدر ترا گم جس کے تحصیل ہو سانبھر کی نمک کو کافی

دیگر

کیا پشم ہیں دنیا کے تو یہ اہل نعیم عزت نہ کریں اپنی جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجے سجدہ محراب نہ ہو خم جو برائے تعظیم

دیگر

کب باغ ارم ہے اس مکاں سے بہتر جس کی ہے ہر ایک[1] جہاں سے بہتر
جو پھانک ہے رنگترے کی یہاں کے قائمؔ ہے وہ لب شیریں بتاں سے بہتر

---

[1] یہاں ایک سہ حرفی لفظ مثلاً 'ادا' یا کچھ اور رہ گیا ہے ۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے ۔

دیگر

شیطاں کیتک یہ نفس بہکتے پھرنا
ہر مرد کے ذائقے کو چکھتے پھرنا
داداکو تو سجدہ نہ کیا نخوت سے
اور پوتوں کے آگے... رکھتے پھرنا

دیگر

روٹی کے لئے کہاتے تو میر جی میر
کہیے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
پر میر ہووے یہ اوس طرح کے جیسے
ساگوں میں کو تہہ میر راگوں میں خمیر

دیگر

کیا کہئیے کہ گرمی کے یہ دن کیسے ہیں
مفلس کی تسلی کو تو ہیں جیسے ہیں
گم[بھول کے] جاپڑے ہے خصیوں پہ ہات
دارائی کے درمیاں ہیں دو پیسے ہیں

دیگر

قاضی شیخی ہے یہاں تو گاڑھی تیری
تدبیر پر اور ہم نے کاڑھی تیر[ی]
گو حشر کو دامن کو نہ پہنچے گا ہاتھ
واللہ کہ ہم ہیں اور واڑھی تیری

قاضی

تخلص قاضی عبدالفتاح است سلمہ ربہ وے از سادات ضلعہ قصبہ سنبھل و قاضی زادہاے آں نواح است مرد طالب علم خوش اختلاط صاحب انصاف نیک ارتباط دیدہ شد بقصور ریختہ گوئی معترف است میگفت کہ ما مردم بیرونجات را بزبان اردوے معلی چہ مناسبت بنابر عادۂ مستمرہ باین امر اقدام می نمائم بیشتر شعر فارسی از ہر گونہ میگویند گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں می کنند شاید قیام الدین علی قائم در ہجو ملیح ہمیں قاضی رباعی گفتہ باشد کہ بود باش ہر (دو) بیک ضلع واقع شدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ عفی عنہ این دو بیت رباعی کہ حضور ایں سراپا قصور خواندہ بود تحریر نمود ؎

دنیا میں تو ہمنے کچھ نہ حاصل دیکھا
دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی — مانند سراب عین ساحل دیکھا

قاصر

تخلص جوانے است مغل زاد شجاعت آما سپاہی منش ہوشیار لشکری روش پختہ کار بار باش نیک معاش نقطن التیام مرزا بیر علی نام از چندے ترک سوداے سپاہگری نمودہ بسوداگری ایام بسر می برد شعرش باصلاح دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسد از چندے بہ بلاد شرقیہ اقامت گزیدہ کہ بوطن مالوف معاودۃ نمود و بحسب اظہار مردم شعرش رامیاں غلام ہمدانی مصحفی اصلاح فرمود اگرچہ وے اباے کلی ایں معنی بہیان می آرد و خیال خود سری در سردارد بہر کیف ایں ہی و ہیچ شعر [اوراست] منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۴۴

سہ نالہ کیجے جو کبھو سوز نہاں سے پیدا — شمع سا [ں چاہیئے] ہو شعلہ زباں سے پیدا
قاصر اس صفحۂ آفاق پر اب ہم نے کیا — صورت نقش نگیں نام نشاں سے پیدا

کل اس بہار سے وہ گلبدن نظر آیا — کہ وقف دے ہمیں رنگ چمن نظر آیا

دلا چھیڑا ئیو تو تیر دلستاں کی گرد — کہ جھاڑتے ہیں سبھی اپنے میہماں کی گرد

شب خیال زلف مشکیں مجکو کس کا آ گیا — سر بسر جو میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

[ہم برا] سے آگے نہ کبھو غیر کا تو دل رکھنا — سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
سخت جانی ہے گلوگیر ترے بسمل کے — ہاتھ تھا تجکو دم ذبح نہ قاتل رکھنا
تیری ابرو [سے مہ عید] نے سیکھی ہے یہ طرز — نیم نظارہ پر اک خلق کو مائل رکھنا

کھل گیا کس [غرقۂ] الفت کا مدفن آب پر — نخل فوارہ ہوا جو سایہ افگن آب پر
تا نہاں چشم صدف نظارۂ عالم کرے — کیا ہوا نے موج کی چھوڑی ہے چلمن آب پر

کیوں نہ عاشق کے رہے روز لڑائی سر پر — توپ کی آپ نے اوڑھی [ہے] رضائی سر پر

دل میں اوس بت کے میرے نالے اثر کیونکر کریں — یہ بہ رنگ شعلہ اس پتھر میں گھر کیونکر کریں
طالب دیدار کو سیری گل تر سے نہ ہو — وقف کام تشنگاں آب گہر کیونکر کریں[1]

کیا سوز جگر اپنے کو تحریر کروں میں — جل جائے زباں میری جو تقریر کروں میں
تو حشر میں ہو دست و گریباں تو دل اپنا — اس شرط پہ آمادہ تقصیر کروں میں
[ہے] جی میں کہ ہو [جس] میں رقم حسن کی قیمت — اوس فرد کو سر دفتر تقدیر کروں میں
[پھر جا] جب زنداں کو وہ قاتل مجھے سونپے — خواہش کی نظر گر سوے شمشیر کروں میں
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا — یوسف کے مقابل تری تصویر کروں میں
اوس رشک پری کے جو ملے ہاتھ کا توڑا — اپنے دل دیوانہ کو زنجیر کروں میں
تقدیر کو خواہش ہو مری خواہش دل کی — اب جی میں ہے تا صر کہ وہ تدبیر کروں میں

کس رنگ سے گلشن میں کروں گل پہ نظر میں — اب غنچہ صفت باندھ چکا رخت [سفر] میں

خوب لگ چھاتی سے ملتا پھر ہمارا ہو نہ ہو — ہے شب [وصل] آج کیا جانے دوبارا ہو نہ ہو
فرش مخمل پر بھی اوس بن مجکو [نیند] آتی نہیں — بستر گل خار ہے جب تک وہ ہم بستر نہ ہو

کہتا پھرا ہے خار کو پابوس آبلہ — ہوتا ہے ہر قدم پہ یہ پابوس آبلہ
برگشتگی بخت نے نوبت میری یہ کی — معکوس پا بہ خلق ہوا کوس آبلہ

---

[1] ا۔ا میں یہ بیت درج نہیں ؎

کیوں نہ رکھوائیں جنازے پر اب اپنے کو ہم
دل میں جاتے ہیں لیئے حسرۃ [بد] ار چلے

ہیں وہ [میکش] ہوں مغاں چاہیئے چالیس قدم
ساتھ لاشئے کے میرے خانہ خمار چلے

ظلمت زلف بتاں میں نہ گذر پیک نگاہ
اوس مسافر کو خطر ہے جو شب تار چلے

اوس گل کی بوے کا کل [گذ] رے اگر چمن سے
بہر تماشا نکالیں غنچے زبان دہن سے

کیوں نہ وہ آہ شرر افشاں اثر پیدا کرے
صورت گلریز جو ہر دم شرر پیدا کرے

وہ ہوشربا جسدم وا کردہ نقاب آوے
موسیٰ کا تو کیا مونہہ ہے یوسف کو نہ تاب آوے

نگاہ آرزوے ہمکناری سے جو مرجھاوے
جسے کیا ربط کیا خانہ کی وہ گلبدن جانے[1]

خدا جانے تمہیں کیا ننگ ہے اب یہاں کے آنے سے
وا اگر نہ مجھ تک آسکتے ہو پیارے ہر بہانے سے

اپنے داغ دل سے خورشید قیامت زرد ہے
روبرو میرے فغاں کے شور محشر سرد ہے

اے دست تصور تجھے تا شانہ کروں قطع
جو گردن جاناں پہ تو پیچیدہ نہ ہووے

قاسم

ورق ۱۲۵

تخلص ایں [ہیچمدان] سراپا نقصان خاکپاے طلباے جہان خوشہ چین شعراے صاحب زبان عاصی بانواع المعاصی کمترازہردانی و قاصی نامہ سیاہ یکسر گناہ سید ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری است غفر اللہ [لہ ولو]

[1] یہ مصرع دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے ؂

الدیہ واحسن الیہما و الیہ سلسلہ علیہ نسب آباے کرام واجداد ذوی الاحترام کہ یکے از ایشاں سید اسمعیل
غوربندی است قدس سرہ و دیگرے سید فاضل [گجراتی] روح اللہ روحہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار
ایں بزرگوار در گجرات حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ والغفران بمحلہ آہنگران واقع شدہ و تا الیوم [مر] جع
خاص و عام آں دیار است یزار و یتبرک بہ بجناب امامت انتساب حضرت [امام] موسیٰ [رضا] سلام اللہ
علیہ و علی آبائہ الکرا[م میرسد] اوقات شریفہ [ہمگی ایں بزرگا] ن بہ ترک و تجرید و توکل و تفرید و درس و
تدریس و تعلیم و تعلم بسر می شد و ایں احقر اگرچہ از بدو شعور بخدمت سراپا برکت اہل علم و صاحب دل مانند
زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس [اللہ سرہ] و مرجع طلاب جہان مولوی خواجہ احمد خان نور اللہ مرقدہم
شتافتہ کسب علوم عقلیہ و اکتساب فنون نقلیہ می کرد اما بنا بر عدم مساعدۃ ایام و ناموافقت بخت نافرجام بر
جادۂ اجداد عالی مقام نتوانست رفت یک چند از خدمت با رفعت شریف الحکما رئیس الاطبا خلاصہ فضلاے
زمان حکیم محمد شریف خان مدظلہ و سلمہ ربہ استفادہ فن شریف طبابت نمودہ ایام بسر میکند و ہم از ابتدائے
سن تمیز خیال شاعری در سر [وارد و] استحصال طرز ایں فن جلیل القدر دراں اوان از جناب ہدایت انتساب
استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان [ہدایت] عفی اللہ عنہ نمودہ تا الیوم ہفت ہزار بیت تخمینا [از]
انواع سخن رطب و یابس در دیوان فراہم آمدہ و بیرون ازیں مثنوی در بحر مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ قریب
سہ ہزار و پنجصد بیت در قصہ معراج حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و [مثنوی دیگر در] بحر بوستان
شیخ شیراز بہ بخشد و یرا خداے بے نیاز قریب پنج ہزار و دو صد بیت در کرامات حضرت ذو لسانین امام
الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ بر صفحہ روزگار ثبت نمودہ و عزم بالجزم نظم غزوہ بدر
پیش نظر دارد و بشرط خیریت و مساعدۃ زندگی انشاء اللہ تعالی از کتم غیب منصۂ ظہور جلوہ گر میشود ملخص
کلام از کلام نقص انتظام خود ... [۵] ... بحکم بودن ضرورۃ خار با گل و خس و خاشاک در گلستان با اشعار
عالی مرتبہ بزرگان دریں روضۂ فردوس توامان مندرج می سازد و باللہ التوفیق و علیہ التکلان ؎

جہاں میں آن کر یار و زمین و آسماں دیکھا — وہی آیا نظر ہم کو غرض ہم نے جہاں دیکھا
تمنا ہے یہی قاسم کہے یوں خلق بعد اپنے — جہاں [سے کس] مزے سے یہ محمد گو اوٹھا دیکھا

ورق ۲۳۶

قرار و صبر اور تاب و طاقت نہوں مسافر تو کیا کریں پھر — پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

[۵] دونوں نسخوں میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ،

ترے ہاتھوں دل میرا داغ ہے نہ سرخوشی نہ فراغ ہے　　نہ وہ دل رہا نہ دماغ ہے غم عشق تونے یہ کیا کیا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیراں ہوئیگا　　زلف کو شانہ نہ کر کافر پریشاں ہوئیگا
شب پس دیوار سن میری فغاں بولا وہ ہائے　　[ہونہ] ہویا [ردوہی] کم بخت نالاں ہوئیگا

کیا مرے قتل کا دیوینگے جواب آپ بھلا　　جس گھڑی حشر کو دیوان عدالت ہوگا

پاؤوں تلک جو پہچا تصویر لکھتے لکھتے　　مانی نے ہاتھ اپنا بے اختیار کھیچا
پتھرا گئیں کل آنکھیں پر راہ تکتے تکتے　　اوس سنگدل کا میں نے یہ انتظار کھیچا

چھین کر دل جو مرا گو نتھ رکھا کاکل میں　　آپ کے سر کی قسم آپ نے احسان کیا
[illegible] ہر مژہ ہے بوند ہو کی دیکھ　　عشق نے کیا سب جیبوں پہ چراغان کیا

یاد کرتے ہی تو آیا بزم میں اے شمع رو　　کیا بڑی ہے عمر تیرا ہی ابھی مذکور تھا

[اندو] ہ دو عالم سے چھڑایا مجھے تو نے　　بندہ ہوں میں اے وحشت دل تیرے کرم کا

ہزار افسوس اے دل کل نہ تھا تو آپ میں ورنہ　　کھلے بندوں کھڑا تھا باغ میں گل [پیرہن] تیرا
[گریباں] پہاڑ سر کو پھوڑ نعرے مارتا قاسم　　چلا دشت جنوں کو واہ رے دیوانہ پن تیرا

خط پشت لب جاناں کو دیکھا تو نے اے قاسم　　دوا چشمہ حیواں میں کیا سبزہ لہکتا تھا
ہے تپ الفت نہایت اوسکو مزمن باغباں　　بلبل بیدل کو [ظالم جلد قرص گل کھلا]
گل کرے گا حسن ہر یک سے باندازِ دگر　　طفل غنچوں کو ذرا دن دیکھ لے بلبل کھلا

ہوا جب خوب رکتی ہے گھٹا البتہ برسے[1] ہے　　گھٹا ہے بیطرح [اب دل یہ] ہے آثار رونے کا

یہ کہئیے اب کہ بھول پڑے آج کسطرف　　اسطرف بارے آپ کا کیونکر گذر ہوا

سب پیغمبر سے مالامال [ہے د] ل [دوستو]　　اندنوں معمور ہے بارے مدینا عشق کا

جی ہے آنکھیں ہیں کلیجہ ہے بغل ہے دل ہے　　جونسا بھائے مکاں کیجیئے اوس میں ڈیرا

بل بسے تیری کاوش اے جوش گداز عشق ہائے　　[بچ رہا] جو استخواں گلنے سے وہ شانہ ہوا
[دور] گل گذرا کہیں جلدی قدح دے ساقیا　　یعنی اپنی عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

سقف گردون کہن مسمار تھی ایک پل میں آہ　　خیر گذری نالہ کل آکر [دہا] ں تک رہ گیا
کچھ قلم ہی کے نہ تنہا ہونٹ چپکے ہمنشیں　　وصف لب میں قاسم شیریں زباں تک رہ گیا

بوسۂ خال لب لعل بتاں نے دوستاں　　کر رکھا ہے دل کو بندہ اپنے کالے تل کھلا
اے کنار عاشق اس لڑکے سے مت اغماض کر　　طفل اشک سرخ اب تجسے گیا ہے ہل کھلا

دل [نہیں یہ کہ ہل اشکو] ں سے ہوا ہی نکلا　　ساتھ ٹانڈا لیے اپنے [ہے] نکا ہی[2] نکلا
یاد میں اوس قد موزوں کے ہر ایک نالہ و آہ　　دل پہ درد سے ہو مصرع آہی نکلا

میری بھی آہ جوانی [تھی] نہ تھا دن کوئی　　کہ یہ سر اور در خانۂ خمار نہ تھا

ہم تو عشاق میں قاسم کو بھلا سمجھے تھے　　تم جو کہتے ہو برا خیر [بر] ا ہووے گا

[1] برستی ا. ا.　[2] کذا

خون ہو رشک سے دل عاشق جانکاہ کا [آہ]　　پانو پڑ پڑ یہ ترے رنگ حنا نے چاہا

گردن ڈھلک رہی ہے اور آنکھوں میں دم ہے آہ　　بیمار چشم کی ترے حالت عجب - ہے اب

اللہ رے جور حسن بتاں جسکے ہاتھ سے　　یوں دادخواہ با سر عریاں ہو آفتاب

دل کی نہ پوچھ کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے　　آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

غیریوں لوٹیں بہار حسن دلبر ہے غضب　　[ہم سہیں] ظلم و ستم اے وائے قسمت یا نصیب

باغ حسن یار میں گلچیں نہ ہوں ہم ہے غضب　　اور بہار رنگ گلشن یوں اوڑائے عندلیب
پھول پھول اب بیٹھتی ہے شاخ گل پر یہ نسیم　　بندہ رہی ہے کیا گلستاں میں ہوائے عندلیب
توتیاء چشم گل گرد خیاباں ہے صبا　　دیکھ لے کحل البصر ہے خاکپائے عندلیب

ورق ۲۴۸

محرم آب رواں پر ہے باں آب حباب　　مٹ گئے دیکھ صفا جنکی سر آب حباب
ناف کے گرد پھرا یہ دل پہ آبلہ یوں　　جمع باہم ہوں پھریں جوں سر گرداب حباب

لو چلے ہم خوش رہو کاکل سنوارو بیٹھکر　　اپنی زلفوں کی طرح کیوں اتنے بل کھاتے ہیں آپ
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر　　ایسی ایسی باتوں کو مونہہ پر پھلا لاتے ہیں آپ

موسم گل ہے جنوں ہے جوش پر جانے دو اب　　[بن دو] دانے کو نہ چھیڑو ورنہ پھر سیانے ہیں آپ

خیال زلف میں رویا کیا میں ہمدم آہ　　برنگ ابر سیہ زار زار ساری [رات]

کریں اب تجسے ہم کچھ اور[ڈھب کی] بات کیا طاقت ۔۔۔ تیرے پائوں تلک پہچے ہمارا ہات کیا طاقت

شکست شیشۂ دل کی یہ ہے آواز اے ساقی ۔۔۔ میرے نالوں سے ناداں خندۂ قلقل کو کیا نسبت

بت آزر کو کیا دیتے ہو اوس بیباک سے نسبت ۔۔۔ مغاں پتھر کو دو مت شعلۂ اوراک سے نسبت

کہاں اے واے اب وہ دن کدھر وہ وصل کی راتیں ۔۔۔ سرک سونے پہ رہتی یار سے کیا کیا ہمیں کھٹ پٹ
نہ گھر تعویذ تربت کا مری خارا شکن بس کر ۔۔۔ لگی ہے آنکھ سو نیدے کہیں [ظالم نہ کر] کھٹ کھٹ

ہجوم آہ ہے اور فوج طفلاں ساتھ ہے قاسم ۔۔۔ چلا [تو اوسکے کوچے] سے ہے با این شان کیا باعث

اودھر ہی اب لگی رہتی ہیں آنکھیں رات دن قاسم ۔۔۔ تکا کرتا ہے تو کیوں رخنۂ دیوار کیا باعث

ہم کہتے نہ تھے کل لب میگوں کے نہ موںہہ لگ ۔۔۔ [کھینچا نہ ولا اوسکا بھلا] تو نے خمار آج

ہاے کیوں جلد کھلیں تم سے گلا ہے آنکھو ۔۔۔ [ایک مدت میں ہیں] دیکھا تھا اوسے خواب کے بیچ
قوۃ ضعف سے کوچے میں رہا کل اوس کے ۔۔۔ یوں بھی ہوتا ہے کبھو عالم اسباب کے بیچ
سر کھلے ناز سے [انداز سے] جوڑا باندھے ۔۔۔ کل وہ خورشید کھڑا تھا شب [مہتاب کے بیچ]

بوسہ تو در کنار ٹک ادھر تو دیکھیے ۔۔۔ کچھ یاد ہے کیا تھا بھلا کیا قرار صبح

دیکھیے کیا اب کے ہو اس جیب و داماں کیطرح ۔۔۔ پھر لگی ہم کو خوش آنے کچھ بیاباں کی طرح
چشم نرگس سرو قد گلبرگ لب غنچہ دہن ۔۔۔ جلوہ گر ہے یک قلم تجھ میں گلستاں کی طرح

دل میں چبھتی ہے مرے دنرات پیکاں کی طرح ہے غرض کیا ہی نکیلی تیری مژگاں کیطرح
حال چشم زار و اشک تر نہ پوچھ اے ہمنشیں برسے ہیں دو دو پہر یہ ابر باراں کی طرح
اس ملاحت سے ہے یہاں شور محبت جلوہ گر بھر رہا ہے زخم دل سارا نمکداں کی طرح
پھول بیٹھے باغ میں تو رشک آتا ہے مجھے گل میں کچھ ملتی ہے بلبل میرے جاناں کی [طرح]
[تختۂ گلزار سینا] آب جو سیل سرشک یہ نئی ڈالی ہے ہم نے باغ و [بستاں کی] طرح
موجب طوفاں سرشک و باعث محشر فغاں طرز گریہ وہ غضب اور یہ ستم نالے کی طرح
لڑکھڑاتا [جھومتا ساغر] بکف آتا ہے یہ دیکھیو اے میکشاں اس میرے متوالے کیطرح

قسم[1] ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم کہ شب تھی کاکل مشکیں سے مو بمو گستاخ

جب تجھے جانتے[2] ہم اے دل کہ ہو دلدار پسند ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند
زلف جنجال مژہ قہر قیامت قامت کیا کیا تو نے یہ اے دیدۂ خونبار پسند

اوس زرد پوش بت کا میں کشتہ ہوں بسکہ آہ چھاتی پہ میری چاہیئے سنگ مزار زرد

آنسو گرے پر آہ نہ آیا وہ لعل لب اوسے لٹے گئے گرہ سے گہر یک نشد دو شد
طاؤس اب ہوا ہے یہ تو پردہ آپ کا داغی غلام تھا ہی قمر [یک نشد دو شد]

عو ر پر پہنا پری کو نام رکھتا رات دن واہ رے تیری شکوہ اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہو [وقت بوسہ کیوں نہ شکر خند] با مزہ باہم ملیں تو ہوتے ہیں شیر و شکر لذیذ

---

[1] ا، ی، میں یہ بیت درج نہیں، [2] کذا،

[پھٹے ہے قیس کی] چھاتی مرا چاک جگر دیکھے
خدا جانے کرے گا عشق اب اور امتحاں کیونکر

چلی جاتی ہے شب باقی گھڑی دو چار ہے ظالم
بہت ہٹ ہو چکی [اب] مان لے میرا کہا بس کر

تربت سے اوٹھا پھینک دو اسطرف عزیزو
تعویذ ہے چھاتی پہ مری سل کے برابر

چا[ندنی ہیں] بیٹھ مت مونہہ سے اوٹھا ظالم نقاب
داغ ہوگا دیکھ یہ ماہ درخشاں سر بسر

بات ہی اور نہیں تم کو سوائے دشنام
آپ کی چلتی ہے کچھ بہت زباں میرے پر

ورق ۲۵۰

نہ ہونا مبتلا زنہار کوئی چشم سے گوں پر
سواد مردمک سے لکھ رکھو یہ خاک مجنوں پر
سرا ہر مژہ تم قطرۂ خوناب مت سمجھو
چراغاں ہے یہ اسے روشندلاں دریائے جیحوں پر

عاشق نہ ہو جیو کوئی روئے نگار پر
لکھو یہ دوستاں مری لوح مزار پر
سچ دھج نہ پوچھ اوس بت بیدیں کی ہمنشیں
باللہ کہ آج ہے وہ قیامت [بہا] ر پر
یہ تیرہ بختی اپنی غنیمت سمجھ دلا
خال سیہ کو دیکھ لب لعل یار پر
کس واسطے ہیں کیوں تجھے دل دوں بتا مجھے
کیا اعتماد ہے ترے قول و قرار پر

بخل نظارہ نہیں دیدۂ تر سے بہتر
اور جو مرضی ہے یہی آپ کی تر سے بہتر

کچھ نہ بیٹھی شکل تعمیر شکست دل درست
[قاسم] اپنے سے کیئے ہرچند میں نے توڑ جوڑ

ابر تر او سکے نہ مونہہ چڑھ[1] ابھی دم لے تھم جا
برسر جوش ہے یہ دیدۂ خوں بار ہنوز

[1] لگ ۱۰۱.

طلعت ماہ وشوں کے ہیں یہ کشتے جن کی ، تربتوں پر ہے کھچی چادر مہتاب ہنوز

درد دل میں نے بہت آج چھپایا لیکن کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ تر آخر روز
ہاے لے لے کے مزے کھاتے ہیں عاشق یارو شام غم غصہ سحر خون جگر آخر روز
وعدے اپنے پہ کبھو تو مرے گھر آ ظالم نصف شب وقت گجر شام سحر آخر روز

اژدہام داغ وگل ہے اور ہجوم یاس آہ ہاے تس پر بھی لگے ہے دل کی آبادی اوداس
کیوں نہ دل وحشت سرا معلوم ہو بن صبر ہاے ہے مقرر ہمنشیں لگتا ہے گھر خالی اوداس

ہے قمر میں محتبس عکس رخ عالم تمام یہ صفاے دل بھی اے مہرو ہے تسخیر وقفس

شیخ وزاہد وہاں نہ ہوں تو [لطف جنت ہے کہ ہے سیر گلزار ارم] بے زحمت [اغیار خوش]

[ہے عشق میں اوس شوخ] کے یہاں خشک [تر آتش دل آتش واشک آتش وخون] جگر آتش
سینے [میں اس انداز سے بھڑکے] ہے دل اپنا مانگے ہے او [سے دیکھ] کراب [الحذر] آتش

ہے اشک و سوزش سے غم کی یہ دل گہے باب [و] گہے باتش
ہو جیسے انجام مرغ بسمل گہے بآب و گہے بآتش
طراوۃ و رنگ لعل [توشیں اس آبداری] سے دیکھتا ہوں
ہو جیسے جوہر [شناس] مائل گہے [بآب و گہے بآتش]

جب آوے پیار میں تب مسکرا کے گالی دے نئی طرح کا میں دیکھا یہ کچھ یہاں اخلاص ورق ۲۵۰

ہوں مست چشم پر لب مے گوں کا ذوق ہے
ہے مجھ تنک شراب کو رطل گراں کی حرص

اے بتاں کیجے قبول اب زلف کے مارونکی عرض کافرو مانو کبھو توان سیہ کاروں کی عرض
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر اب بھڑا دو لب سے لب ہے یہ گنہگارونکی عرض

کارسازی میں دیا ہیں تجکو تا ایساں غرض ہاے پر نکلی نہ تجسے اے لب جاناں غرض
مسکرانے سے ادا سے ناز سے انداز سے جوں بیتے لینا میاں تجکو دل حیراں غرض

آب ہوں لعل و گہر داغ ہوں خورشید[و] قمر
[کھولے] گھونگٹ سے جو تو بالب خنداں عارض

سربسر قول تیرے اے بت خود کام غلط دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

بوسہ لیا ہے ہم نے دغا سے سنتے ہیں آج ہرچند اونے کی لب میگوں کی احتیاط

تار نفس کو ربط ہے نوک مژہ سے آہ شریان جاں کو یعنے ہے نشتر سے ارتباط

کرشمہ عشوہ تغافل حیا نگہ چشمک ہیں دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے [حظ]

ہر آن آہ و نالہ ہر دم فغان و زاری
ہیں عاشقی میں یہ بھی دو تین چار کیا حظ

چوں بلبل اوسکے روبرو شور و فغاں نہ کر   نازک دماغ گل ہے وہاں اے زباں لحاظ

مہروسے میرے آنکھ لڑاتی تھی رات کو   کس شعلہ خو سے اٹکی ہے دیکھو شعور شمع

ہے آنسووں میں اس دل بیتاب سے چراغ   روشن ہے سیل اشک میں کس آب سے چراغ
کیونکر نہ گل ہو شمع رقیبان تیرہ روز   جلتا ہے آج کل مرے پیشاب سے چراغ

جلوہ گر ہو جیسے آیینے میں فانوس و چراغ
ہے دل پر داغ یوں سینے میں فانوس و چراغ
وہ بھبھوکا سا بدن وہ سبز جوڑا ہائے رے
جلوہ گر ہے جس طرح مینے میں فانوس و چراغ
وہ دوشالہ پوش بت چمکا تھا نور سے [شب]
یا خدایا تھے یہ [پشمینے] میں فانوس و چراغ

داغوں سے دل جگر کے اور اشکوں سے چشم [کے]
گھر بیٹھے ہم کو یہاں ہے صبا سیر چار باغ
دشت جنوں کو دیکھیو قاسم تو آج کل
جوشش بہار اشک سے ہوتا ہے نار باغ

کون یہ دل سوختہ گذرا ہے گلشن میں نسیم   لگ رہی ہے آگ سی [کچھ] یہ گلستاں کیطرف
موجب جمعیت خاطر ہوا ہے ان دنوں   دیکھنا قاسم مجھے زلف پریشاں کیطرف

ورق ۲۵۲

دیکھیے تیغ ستم سے جانبری ہو کس طرح   ہے [گیا] دل بھی مرا کم بخت قاتل کی طرف

دیکھے ہے زلف چہرۂ گلفام کی طرف — یہاں کفر کو بھی میل ہے اسلام کی طرف

کافر خدا سے ڈر ٹک دامن کو مت جھٹک یوں — برباد دے نہ ناحق مشت غبار عاشق

ہوا تھا جوں توں کے یار مہرو [ہے] یہ بھی قاسم بھلا کوئی خو
نشے میں دیکھ اوس کو بڑھ چلا تو بس اب گیا اعتبار عاشق

شیشے میں پری رہتی ہے جس رنگ سے یارو — یوں موج تبسم سے گئی دل میں سما برق

اللہ رے فرہاد تری گرمی عشق آہ — اٹھتا ہے دہوا سا سر کہسار سے ابتک
ہمدم لب جاناں سے ہے دیکھو نے قلیاں — ہم تکتے ہیں مونہہ بیٹھے گنہ گار سے ابتک

سرگشتگی دل سے یہ دیتا ہے نشاں آہ — چکر ہیں کلال آج جو ہے کوزہ بسر خاک

ہے یہی رونا اگر قاسم تو اب شام و سحر — لے نکلتے ہیں دل بیدل کو بھی ہمراہ اشک

دستار بسنتی سے کرے سیر چمن تو — صد چاک ہو کیونکر نہ قبائے گل صد برگ

ٹک چشم غور سے گل نرگس کو دیکھنا — یارو وہ شوخ چشم ہے چشم و چراغ گل
ہے خط [سبز] و خال سیہ روے لالہ گوں — بیٹھے بہم ہیں یا کہ یہ طوطی و زاغ و گل

گھبرا کے نکل جائے گا جی یوہیں کسی روز — کچھ رہنے لگی اب ہمیں اکثر تپش دل
وہ آئے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے — مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل

باللہ کہ آج اوس بت کافر کے شوق میں   نکلا پڑے ہے سینے سے بے اختیار دل

شعلے سے کوہ طور کے روشن ہے داغ دل   شمع حرم سے کم نہیں اپنا چراغ دل

میرے رونے پر نہ ہنستا کیونکے وہ جوہر شناس   سلک گوہر میں نہ تھا کچھ اس در غلطاں کا مول
ایک [سر] مو بھی کلاہ فقر سے ہرگز نہ دوں   چاہے گر گردون دوں اس افسر خاقاں کا مول

ہیں روسیہ و خستہ جگر مثل نگیں ہم   اے واے کہ تسپر بھی نہیں خانہ نشیں ہم

واے خوش بختی نصیب دشمناں ہوں گالیاں   دوستاں ہوں اوس لب [شیریں] سے یوں مایوس ہم
دسترس ہاتھوں تلک ورد حنا کو ہو تیرے   واے قسمت چوری چوری بھی نہوں پابوس ہم
دل ہی گلدستہ [نہیں] داغوں سے اسے محو چمن   کھا کے گل دستوں پہ ہیں رشک پر طاؤس ہم
چتر شاہی کی ہوس دل میں نہیں قاسم ہمیں   ہیں کسو کے سایۂ دیوار سے مانوس ہم

دیدہ قربانیاں رہنے سے وا پیدا ہے آہ   لے گئی یعنی جہاں سے حسرت دیدار چشم
اوس خور محشر سے چشم دید ہو قاسم اگر   تاقیامت قبلہ رو بیٹھوں نہ کھولوں یار چشم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ   لوٹے بہار حسن نہ ہوں کامیاب ہم
ہے اب کہ سر [تو] ہو تری گرمی عرق سے مہر   مکھڑے سے اوس پری کے اوٹھاویں نقاب ہم
کب نیند آئے بالش کمخواب پر ہمیں   کرتے رہے ہیں آپ کے زانو پہ خواب ہم

---

۵۱ کذا

ورق ۲۵۳

جوں کاکل آشفتہ پریشاں ہوں ہم اے وائے جمعیت خاطر سے وہ زلفوں کو سنواریں
ہے [قہر] کہ حسرت زدہ حسن تو ہم ہوں اور آیینہ لوٹے ترے مکھڑے کی بہاریں
بوسے کے اشارے پہ وہ کچھ ہونٹوں ہیں کہکر مونہہ پھیر کے بولے انہیں کہدو کہ سدھاریں

ہے اگر یہی مرضی ہم چلے پر اس دل کو [؟] ہینے دو کہ عاشق کی کچھ رہے نشانی یہاں

آہ کے ساتھ ہی تاثیر ہوئی اوس کو آج واہ رے سرو کہ [جس] سلے یہ ثمر جھڑتے ہیں
گال رومال سے پونچھے ہے وہ مہ رو دیکھو ہے یہ مضمون نیا شمس و قمر جھڑتے ہیں

آتش داغ جگر سے پھل گیا سینا تمام یہ ملا نخل محبت کا ثمر میرے تئیں
چشم کے بہنے کو رووؤں یا طپش کو دل کی آہ وہ اودھر دست ہے مجھے دکھ یہ ایدھر میرے تئیں
وحشت عشق بتاں شب لے پھری اے دوستا کو بکو خانہ بخانہ دربدر میرے تئیں

دل پہ رکھنے کی یہ ہے تاثیر سیدھے ہاتھ میں درد ہے اوکا فرلے پیر سیدھے ہاتھ ہیں
صورت اوسکی جیب سے دیکھی دوستو حیرت سہی دست جیب ماتھے پہ اور تصویر سیدھے ہاتھ ہیں

گئے وہ دن کہ دو دو پہر تک مجھ ساتھ باتیں ہیں
بس اب خاموش گریاں ہیں ہوں اور ساون کی راتیں ہیں

غم درد رنج محنت آفت ستم قیامت فرقت میں تیری دیکھیں بندہ نواز ساتوں

سلہ کے ۱۰۱ پ

ہیں دور سے گل صد برگ اوسے دکھا قاسم ‏ ‏ ‏ ‏ جتا دیا دل بیدل کا حال پردے میں

الہی محرم آب رواں ہیں اوسکے پستاں ہیں ‏ ‏ ‏ ‏ کہ مستی سے ہیں خوش بیٹھے یہ دو سرخاب پانی ہیں

ہزار حیف کہ تو آپ ہی نہ تھا قاسم ‏ ‏ ‏ ‏ نہا رہا تھا وہ گل بے حجاب پانی میں

دشنام دے مناتے ہو روٹھے کو آن میں ‏ ‏ ‏ ‏ کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زبان میں

دیدہاے تر کو دل کی کیا خبر اے ہمنشیں ‏ ‏ ‏ ‏ یہ بچارے آپ ہی اپنی گرفتاری میں ہیں

میں منعم وہ خاک نشیں ہوں کہ مجکو یہاں ‏ ‏ ‏ ‏ قالی تو یک طرف ہوس بوریا نہیں

شب ہجران زلف یار کی مت پوچھ اے قاسم ‏ ‏ ‏ ‏ یہ طولانی بلا ہے موت کی سی رات آنکھو نمیں

دق ۱۵۴

نہ متوالا کہاں رکھتا شراب نخوۃ اے منعم
تھیں آنکھیں صرف حیرۃ ساقی سرشار تھا دل میں
ذرا بھی میں جو پاتا فرصت اس حیرۃ سے اے منعم
بناتا دل کے ٹکڑوں سے مرصع ہار تھا دل میں

اوس چنچل شوخ کے قد کو اب کیا میں باآب و تاب کہوں
طوبائے جناں یا شمع حرم یا آہ دل بے تاب کہوں

یہ سب اوسکی نظر سے گر پڑے جن نے تجھے دیکھا ‏ ‏ ‏ ‏ پری ہو حور ہو غلمان ہو نوری ہو ناری ہو

پھبن جب دیکھئے سہمیں بروں کی لے ہوستا کاں　　بنت ہو گو گھرو ہو لہر ہو گوٹا کناری ہو

چھینے دو اپنی زلف کے ماروں کو ہائے اب　　جانے دو بس نہ کاکل مشکیں کو تاب دو
آنکھوں میں ہاں لبوں پہ نہیں وقت بوسہ ہائے　　ہے یہاں سوال ایک تو وہاں ہیں جواب دو

بندہ ہوں اس پھبن کا اللہ ری جامہ زیبی　　جھلکے ہے یہاں خدائی حسن بتاں تو دیکھو

وہ خوں نوشِ دلِ عاشق سے گلگوں سے کیا واقف
شراب سرخ کی لذت لب جاناں سے مت پوچھو

بچا و گلہ ہے دیدہ خانہ خراب سے　　مضطر کیا ہے اسنے دل آرمیدہ کو

لخت دل گرتے ہیں مژگاں سے نہ انکے وہ نہ چھٹے　　ہاں صدف کہدے ذرا یہ ابر گوہر بار کو

ہم دل سے ہیں خواہاں بلا کوئی بلا ہو　　کاکل ہو سیہ چشم ہو یا زلف دوتا ہو

وقت آخر ہے جہان گذراں میں قاسم　　کوئی دم دیکھ لو سیر گذری دیکھو تو

ناصحا طرز محبت تری بھائی مجکو　　پر نصیحت یہ خوش آتی نہیں بھائی مجکو
نالہ برباد کیا آہ ہے باقی سو کیا　　وہ بھی آتی ہے نظر باد ہوائی مجکو

سلہ کنڈا ۱۰

نہ ہس بولو چمن میں تم کسو سے آہ جانے دو
ذرا غنچوں کو کھلنے دو گلوں کو کھلکھلانے دو
لگاتیں ہیں یہ آنکھیں آگ اشک تر بجھاتا ہے
ہماری خوشش گذرتی ہے لگانے دو بجھانے دو

بھنا جاتا ہوں تڑپا تپش دل کی بجھانے دو
خدا کے واسطے یار و مجھے آنسو بہانے دو
چلے آتے ہیں غش پر غش نہ پوچھو آہ جانے دو
ذرا دم لو نہ گھبراؤ بجا ٹک ہوش آنے دو
ہمارا دل گھر اوسکا ہے وہ جو چاہے کرے اوسکو
بناوے تو بنانے دو اگر ڈھاوے تو ڈھانے دو
بکف شمشیر و [کف برلب] غضب آلودہ آتا ہے
کنارے ہو ہٹو سر کو مرے قاتل کو آنے دو
کہوں ہیں قصہ درد دل و سوز جگر تم سے
ادھر آؤ سنو بیٹھو یہ ہیں نادر فسانے دو
کہونگا میں لچک نے اوس کمر کی کیا کیا مجھسے
میاں صاحب میرے دلکو ذرا آنے ٹھکانے دو
جوانی ہے جنوں ہے جوش گل ہے وحشت دل ہے
خدا کیواسطے مانع نہ ہو دھومیں مچانے دو

عشق میں کیا قلق ہوا دل کو
راس آئی نہ یہ ہوا دل کو
چین مطلق نہیں اسے قاسم
کیوں میاں [جان] کیا ہوا دلکو

ورق ۲۵۵

کھلا جس وقت میاں زلف و رخ دلدار کا پردہ
وہیں اوٹھ جائیگا ہر کافر و دیندار کا پردہ
مرے رونے پہ رحم آیا بہت سبے دیدکو بارے
خدا نے رکھ لیا اس دیدۂ خونبار کا پردہ

دور بھی کیجے کہیں روئے حسیں کا پردہ
یہ نکالا ہے بھلا تم نے کہیں کا پردہ
کام دل پاوے نہ تا عاشق بے دل پیارے
آپ نے خوب یہ رکھا ہے نہیں کا پردہ

چپ ہو تو مونہہ تھتائے بولے تو دیوے گالی
طرز سکوت وہ کچھ انداز گفتگو یہ

لہ کذا ۔

زلف سیاہ و عارض کافور فام ساتھ　　اعجاز حسن ہے یہ کہ ہے صبح و شام ساتھ
نے قیس ہے نہ وامق و نے کوہکن ہے آہ　　ہم رہ گئے عدم کو سدھارا تمام ساتھ

واہ رے شوکت عشاق کہ مرتے مرتے　　طرۂ شمع ہوا تاج سر پروانہ

صحبت دل گرم ہو کیونکر نہ تیجالے کے ساتھ　　ہے اسے پالا پڑا آتش کے پرکالے کے ساتھ
لڑکھڑاتا جھومتا گلشن میں کل پھرتا تھا وہ　　سایہ ساں پر میں بھی تھا اوس اپنے متوالے کے ساتھ

ہر ایک غنچہ بشکل [دل ہو] ہر ایک گل داغ دل کی دے بو
چمن میں جب صبا نے عندلیبو جو اس مزے سے بہار آوے

ہزار خاک ہوں پر خاک پاک ہوں قاسم　　زباں سے جب مری یا بوتراب نکلے ہے

تنگی دہن سے تو سمجھا نہ سخن لیکن　　اتنا تو میں دیکھا تھا کچھ ہونٹ ہلاتا ہے

سائل جو میں بوسے کا ہوا اوسے دعا دے　　بولا وہ بت شوخ کہ پھر مانگ خدا سے

سپر تلوار کے باندھے تو کیا ہوتا ہے اے ظالم　　دوانا قتل کر مجسا کوئی تو بانکپن چمکے

ابر اس چشم سے پھیٹے جو لڑے پانی کے　　ہم پھر اوس وقت بھریں کچے گھڑے پانی کے
غرق ہو آئینے میں عکس نہ کیونکر قاسم　　بیشتر ڈوبے ہیں پیراک کھڑے پانی کے

ورق ۲۵۱

شعلہ خو وہ [تر] زباں ہم دیکھیے کیسی بنے　　آب و آتش یہاں ہیں باہم دیکھیے کیسی بنے

ایک بوسے پر تو کل بگڑی تھی [تسپر] آج پھر
طالب صد کام ہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

دل چاک جگر ٹکڑے سر خاک پھٹے کپڑے
اے وائے یہ نقشے ہیں عشاق بچاروں کے

شعلہ شرار اخگر صد برگ غنچہ لالہ
عاشق کے دل کو یارو جو کچھ کہو بجا ہے

ڈھالی ہے خود خدا نے زبس اپنے ہات سے
فائق ہے چھب تری بت آزر کی گات سے

اس صفائے رخ نے کھو دی آبروئے آئینہ
[صاف] تو یوں ہے کہ تجھے نالشی آئینہ ہے

کوچہ سر زخم یہاں صد خانہ خوش بنیاد ہے
ان دنوں معمورۂ دل خوب [ہی آباد] ہے
باندھ کر زلفوں میں دلکو بھول جاتا ہے غضب
کیا ستم کیا قہر ہے کیا ظلم کیا بیداد ہے
کوہکن تو تھا ہی کاریگر ولیکن آج کل
قاسم اپنے کام کا یارو بڑا استاد ہے

جائے باد خون دل جائے گزک لخت جگر
تیرے عاشق کو بھی میاں دیکھا بڑا عیاش ہے

سن قصہ شب کو میرا ہنس ہنس کے آپ بولے
کیا جانے یہ کہانی کہتے ہو تم کہاں کی
زیب مزار عاشق پر شمع و گل ہے دیکھو
غیرت کہاں گئی اب اللہ ان بتاں کی

دل میں تو ہو ہی پر آنکھوں میں بھی میرے صاحب
آئیے کیجے کرم بیٹھیے یہ بھی گھر ہے
ہیں دغا ہے [جو] لیا بوسہ تو موتہہ پر اپنے
پھیر کر ہاتھ کہا خوب بھلا بہتر ہے

حرارۂ بحر اشک اپنے کی آتش کے برابر ہے
اور اوسمیں لخت دل جو ہے برائے خود سمندر ہے

نہ دل جانو ہمارے سوختہ سینے میں ہمدردو — یہ پرکالا ہے آتش کا نہ خاکستر اخگر ہے

مژہ او[س] ترک کافر کیش کی آفت سراسر ہے — نہ ناوک ہے سناں ہے خنجر براں ہے جمدھر ہے

[یہ تیرا] دوسری گالی جو بااین کیف بھی ہے — مے دو آتشہ ہے یا مگر قند مکرر ہے

تمہاری نرگس فتاں کو چشم غور سے دیکھا — غزال مست ہے بیخود ہے فتنہ ہے فسونگر ہے

نہ دو نوشیں دہن کو شاعرو تشبیہ غنچے سے — یہ تسنیم جناں ہے چشمۂ حیواں [ہے] کوثر ہے

یہ دل شیشے سے آئینے سے جام جم سے ساغر سے — محاذی ہے مقابل ہے مساوی ہے برابر ہے

تیں دن بادہ خوری شوق سے کیجے بیٹھے — شیخ جلی نہیں یہاں کوئی کہ چلتے بیٹھے

زخم پر دل کے سدا لون چھڑکتا ہنس ہنس — آپ نے چہل نکالی ہے یہ بیٹھے بیٹھے

سن کہانی میری کہنے لگے ان تو قاسم — قصہ خوانی ہے یہ کیا خیر بس آ کے بیٹھے

خریدا سپ حروں مت گدھے پہ چڑھ لے شیخ — بھلا تو کس لیئے کیوں یہ سرنگ بدلے ہے

تو اوسکی پیار کی نظروں پہ بھول مت قاسم — نگاہ اب وہ بت شوخ و شنگ بدلے ہے

غنچے کو سب ہیں کہتے مانا ترے دہاں سے — تو بھی تو پھوٹ [کافر] اپنی ذرا زباں سے

گلگیر گستر [ہو] گلدہ یا غنچہ چمن ہو — موہنہ دیکھو ہونگے ہمسر ترے لب دہاں سے

کافر ترا یہ کوچہ یا [دشت کربلا] ہے — کتنے پڑے ہیں کشتے کتنے ہیں نیم جاں سے

یہ بت گر سر عزم تسخیر ہونگے — تو باللہ الاکبر جہانگیر ہونگے

نہ ہوگا جنہیں درد دل دردمندو — خدا جانے وہ کون بے پیر ہونگے

ورق ۲۵۷

سلہ یہ شعر ا۔ ا۔ میں درج نہیں ٭

وہ ہیں خوب پر جسے چیدن ملیں گے — بھبو کا پری حور تصویر ہونگے
کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤں کو — یہ لڑکے ہیں ناحق گلو گیر ہونگے

زلفوں کا دیکھ جلوہ کچھ برہم سا ہو رہا ہے — آئینہ جیب سے دیکھا برہم سا ہو رہا ہے

ا ۱ رونوں کیونکر نہ ہیں تم پہنو ہو دو دو بالے — کس طرح [مہ] نہو ہیں چاند پہ دوہرے ہالے
تونے کیوں کان میں ڈالیں[۵] ہیں یہ دو دو بالے — ٹک ادہر دیکھیو او زرد دوپٹے والے

میں [جو ہیں] زلف کو چھیڑا [تو] دکھا کے بل بولا — یہ باتیں کرتے ہو تم دیکھو ار کھانے کی

[یہ] دیکھو تم رہے ہیں جا بجا قطرات خون اسپر — بنی ہے ۔۔ یکدکر ہر ایک [مژہ] عناب کی لکڑی
تجھے اس گردش طالع سے یوں معلوم ہوتا ہے — کرے گا پزرخ میرے استخواں دولاب کی لکڑی[۵]

تونے یوں ہم سے یہ سر [رشتۂ الفت] توڑا — جیسے تار نفس باز پسیں [ٹوٹے] ہے

وہاں زیر گلو کندن کی دمک جگنو کی چمک پھر ویسی ہی
یہاں آتش دل کی تہر بھڑک نالے کی کڑاکٹ[۵] پھر ویسی ہے
کیا سیر چمن کا کیجے بیاں وہ شوخ بغل میں خندہ زناں
وہ سنبل و گل وہ آب رواں [سبزے] کی لہک پھر ویسی ہے
جب چھیڑیے کچھ تب چیں بجبیں دیکھی ہی نہیں یہ ہٹ میں کہیں
آنکھوں میں ہاں[۵] ہونٹوں پہ نہیں بوسے پہ [اٹک] پھر ویسی ہے

---

[۱] کذا ۔ [۲] ا ۔ ا میں یہ شعر نہیں ہے ۔ [۳] کھڑک ا ۔ ا ۔ [۴] نشا ا ۔ ا ۔

ورق ۲۵۸

دل ایسی ادا پر کیوں نہ مرے جی جان تصدق کیوں نہ کرے
جھنجھلا[1] کے یہ کہنا وہ پرے یکبار جھجک پھر ویسی [ہے]
پھولوں میں اٹکے[2] دل نہ بسے اس لہر میں اہرا جی نہ پھسے
ہیں چپنے تہر چھپئے[3] سے ٹھڑی یہ دھنک پھر ویسی [ہے]
گھر میرے شب جو وہ شوخ رہا کیا کہیئے لوٹا کیا ہی مزہ
وہ عطر کی لپٹیں روح فزا پھولوں کی مہک پھر ویسی ہے

والشمس تو [رہ] رخ ہے ہی پر اوس زلف پہ اے ماہ
واللیل پڑھی جب شب معراج کی [سوجھی]
صبر و دل و دیں تاب و تواں دیکھتے ہی آہ
اوس ترک سیہ چشم کو تاراج کی سوجھی

گھنگرو جو دم نزع لگا بولنے ہمدم — اس تار نفس پر مجھے طنبور کی سوجھی
جب عرش بریں پہ نے کہا دل کو تو جبریل — نزدیک سے بولا کہ بہت دور کی سوجھی

مثل آئینہ یہ لبریز [رکا] تھے لیکن — پی گئے ڈر سے ترے دیدۂ حیراں پانی
اشک سے سبز ہے یارب [دل] پہ داغ کہ ہے — باعث روشنی سرو چراغاں پانی
حلقۂ نتھ کے تصور میں تمہارے پیارے — اشک آنکھوں سے [بہے] ہو کے سنہرا پانی
جا بھڑا عشق سے تیرا ہی جگر تھا قاسم — یار ہوتا ہے یہاں شیر کا زہرا پانی

بیعت پیر مغاں کر محتسب خیرہ نہ ہو — بے خبر کیفیت دست سبو کچھ اور [ہے]

---

[1] سنسرا ۱۰۱ [2] اٹکے ۱۰۱ [3] بھچنی ۱۰۱ +

اودھر بدن میں لگی آگ آبلے نکلے	ایدھر یہ لخت دل آنکھوں سے آب نکلے
ہجوم آہ و وفور فغان و جوشش سرشک	طلب میں بھی دل بیدل کے قافلے نکلے

یار بن مطرب صدائے چنگ دل پر شاق ہے	گو تجھے ساز عراق و پردۂ عشاق ہے
آئے آئے ہو رہی ہے ہر طرف سے شیخ جیو	آئیے کیجے کرم یہ رند بھی مشتاق ہے

کونسا دل آج کل اوس کا نہیں مشتاق ہے	[اندنو] ں وہ ماہرو ایک [شہرہ] آفاق ہے
خضر عمر جاوداں بے بادہ و دلدار حیف	یہاں دو روزہ [زندگی] بھی دل پہ اپنے شاق ہے
دلکو سینے کی کٹھالی میں ترے ہاتھوں سے [آہ]	رات دن اے سیم تن گلنے سے احراق ہے

عشقبازی میں یہ دل سرفتر عشاق ہے	ایک ہی یکتا ہے تنہا ہے نہایت طاق ہے
صنعت چاک گریباں میں جنوں میرا بھی آج	دستکار دہر سے استاد سے مشاق ہے
جمع اضداد ہے خلوۃ سرائے دل بھی آہ	بند ہی آزادگی سے قید سے اطلاق ہے

دل ہے اور ہجوم گل چشم و اشکباری ہے	سیر باغ رضواں ہے لطف [آب] جاری ہے
آہ ہے علم دیکھو نالہ [طبل شوکت] ہے	آج حضرت [دل کی] طرف [سو] اری ہے
حال قاسم خستہ کیا کہوں میں اے ہمدم	جوش عشق و وحشت ہے شور آہ و زاری ہے

خوبصورۃ ہے جہاں میں ایک آئینہ آپ کی	حسن یوسف بھی ہے ادنی سی عنایت آپکی
ایک نگہ پر دین و دل صبر و خرد بکتے ہیں آج	مفت ہے سودا یہ لیلو ہے کفایت آپکی

ایک گونہ سرو میں ہے گو شباہت آپ کی	پر کہاں یہ چال یہ سج دھج [یہ] قامت آپکی

ورق ۵۹

اس آہ نارسا کو عرش اعظم تک رسائی ہے — پر اوس دل تک پہنچتی ہے تو [پھر باد ہوائی] ہے
شب تار [ریک میں] جیسے کوئی تارا چمکتا ہو — نمود اس طرح اوس جوڑے میں تعوید طلائی ہے

[تاکتی ہے پردہ مینا] سے مستوں کو مدام — دخت رز بھی اے مغان رند مشرب قہر ہے

دمبدم آئینہ دل کو صفا ہے اپنے — کس کی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھڑتا ہے

مجھے دیں پر وہ کو [بول] بندہ بتاں کا کیجے واہ — صنابیی کی غیرت اسے اللہ یوہیں چاہیے
جوہی قاسم نے کیا عزم شہادت گاہ آہ — بولی قسمت وہیں بسم ا [للہ یو] ہیں چاہیے

خال مشکیں تیرے چہرے پہ بنایا کس نے — چاند سے [مکھڑ] ے کو یہ داغ لگایا کس نے

خط و زلف بتاں یا سبزہ و ریحان و سنبل ہے — یہ تعلیقات شبہ [یہ ہے] یا دور و تسلسل ہے
مزا [ہے پایا] ہے [دل] مل کے پینے کا اے ساقی — ہوا تو بہاری ہے بہار سنبل و گل ہے
بندھی ہے کیا ہوا عیش کیفیت سے گلشن میں — [نوا] ہے شوق بلبل ہے صدائے [شور] قلقل ہے

اے دل گذر گیا تھا کام اپنا کل دوا سے — اب کے تو بچ گئے پر بارے تری دعا سے
ٹوٹا یہ شیشۂ دل میں نے کہا تو بولے — ٹوٹا تو کیا کروں میں ٹوٹو میری بلا سے
کیا خوب آؤ نی [مجھان] عاشقوں میں قاسم — [اب خیر] تیری بھائی اچھی بنی خدا سے

ہے خاک دنیا اور اوسکی ثروۃ [سراب] ہے سب یہ جاہ و حشمت
کہاں ہے اونکی وہ شان و شوکت [کدھر ہیں] سلجوقی و کیانی

دن توجوں توں کٹے ہے پر شب کو — سخت دل بیقرار ہوتا ہے
عشق ہے مجھے میرے دلبر کو — یہ بھی کم اتفاق ہوتا ہے
[آج کچھ کیا ہے] یہ خدا جانے — خود بخود دل میں درد ہوتا ہے

اب نہیں ہے مطلق امید شفا یابی مجھے — بے طرح دینے لگی دکھ دل کی بیتابی مجھے

اشک ہی تنہا نہیں ہمدم[1] شراب نرگسی — عشق میں آنکھوں کے ہے دل بھی کباب نرگسی
موجزن زرد آب دل سے ہے [بس بحر] سرشک — بلبلا جو دیکھو اوس کا ہے حباب نرگسی

[کوئی دھنتا] ہے سر کوئی کف افسوس ملتا ہے — [جنازہ] تیرے کشتے[2] کا جدھر ہو کر نکلتا ہے
کبھو ہم بھی ملیں گے اپنے اوس رخسار مصحف سے — تمہاری فال میں بارے میاں جی کیا نکلتا ہے[3]
تماشا سا تماشا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں — یہ دیوانا [تمہارا جس] طرف ہو کر [نکلتا] ہے

بیت ۲۶۰

میں کرتا ضبط گریہ بس اگر چلتا کچھ آنسو سے — نہیں تھمتا وہ لڑکا جو نکل جاتا ہے قابو سے
کروں وصف کمر میں کس دہن سے کونسے رو سے — میاں نکتے ہزاروں ہیں یہاں باریکتر مو سے
میں جاگا رات کا بس سو گیا کل صبحدم ہمدم — شمیم زلف و کاکل سے نسیم عنبریں بو سے
وہ کیا پیشے ! [بھلا] جسکی غذا رہو [یہ کچھ] اے ہمدم — سدا لخت جگر کھاوے ہمیشہ خون دل چوسے
نظر آتا نہیں بچتا دل و دیں اے مسلمانان — اس آفت فتنۂ دوراں سے اس کافر جفاجو سے
بچے کس کس [بلا دین و ایمان] سے دل حیراں — نگہ سے چشم سے نوک مژہ سے تاب گیسو سے
[خجل] زنجیر و برق و ماہ تاباں مطلع عالی — سر کاکل سے چشمک سے جبیں سے بیت ابرو سے
چراغ زندگانی جب تلک روشن رہے قاسم — لگائے رکھ سدا لو جوں کبوتر ذکر یا ہو سے

---

[1] مردم ا۔ ا ٭ [2] عاشق ا۔ ا ٭ [3] ا۔ ا میں یہ بیت درج نہیں ٭

آ گئے بوسہ ایک دل دینے پہ ملتا تھا ہمیں　　چھوڑ زلفیں جان بھی لی دام اب دونے لگے
دل جگر میرے تو ہیں معمور داغوں سے پر آہ　　یہ مکاں تجکو خیال یار کیوں سونے لگے
عشق میں ہم نے بہت چاٹے پتھنے لوہے کے پر　　مارے لذت کے سلونے چرپرے بھونے لگے
داغ دل بر نکلے یوں سوز دروں سے ہمنشیں　　نان آبی جوں تنور گرم میں چھونے لگے

قطعہ

ہندی قاسم [کی کیفیت نہ] پوچھو اے مغاں　　جان دے میخانے میں کیا کیا یہ مستانہ بڑا
[بسکہ] طینت میں ازل سے اوسکی تھی سرگشتگی　　گاہ خم گاہے صراحی گاہ پیمانہ [بنا]
عاقبت با ایں ہمہ جوشش و خروشش [سرخوشی][1]　　بزم میخواران عالم میں وہ افسانہ [بنا]

دیگر

تاشیاقی کا مزا تھا ان لبوں سے جلوہ گر　　وقت بوسہ غنچہ ساں جبدم وہ گل [گل گل] کھلا
یہ بھی ایک اعجاز ہے قاسم بتان ہند کا　　دیتے ہیں ہونٹوں سے اپنے میوۂ کابل کھلا

دیگر

دیکھا نہ ہوگا آجتک آتش [کو] دوستاں　　فیض صبا سے ہوتے کبھو زینہار سبز
لیکن نسیم آہ کی تاثیر دیکھنا　　خط سے ہوا ہے کیا ہی یہ رخسار یار سبز

دیگر

کل خفا ہوکے جب اوسنے یہ کہا ہیں قاسم　　دل گنوا کر جو وہ آیا مرے گھر آخر روز
جنکے گھر صبح سے تھے جاؤ سدھارو اونکے　　کیلئے کاہے کو کیوں آئے ادہر آخر روز

ورق ۲۶۱

[1] نسخۂ اصل میں "سرکشی"۔

ہنس کے بولا کہ خدا سے تو ذرا ڈر کم بخت — شام کے وعدے [پہ] آؤں میں اگر آخر روز
تو بھی خاطر میں نہیں تیری یہ میری [الفت] — صبح سے آؤں گا کل آج نہ مر آخر روز

دیگر

[نفرة ہے] تجکو بادۂ گلگوں کی بو سے شیخ — کھاتا ہے دل میں پیچ تو دیکھے ایاغ و گل
رکھتے ہے پھر تو پھول بھی دستار پر گدھے — گیدی ذرا شعور پکڑ یہ دماغ و گل

دیگر

[یارو شہید تیغ] تغافل ہیں اسلیئے — کرتے ہیں اپنی گور میں آسودہ خواب ہم
[کہدو کہ بیٹھیں] ایک طرف منکر و نکیر — رکھتے نہیں دماغ سوال و جواب ہم

دیگر

اوسے چمٹ گیا جو میں شب داؤ [گھات] سے — ہر چند قاسم اوسکے رہی زیر لب نہیں
جھنجھلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگا کہ تو — پھر کہیو بے حیا مجھے ملنے کا ڈھب نہیں

دیگر

[مرو] تو اپنی مٹھیونکو بند کر بولا وہ شوخ — کیا چھپایا ہے یہ کر تدبیر سیدھے ہات میں
تو اگر سمجھے کہ مجھ بتا دے مجکو اے قاسم تو میں — دوں تجھے انعام یا توقیر سیدھے ہات میں
تب کہا میں نے جو دونو . . [illegible] . امداد بھول (؟) — دست چپ کی بھی کروں تقریر سیدھے ہات میں
طائر رنگ حنا ہے دست چپ میں جان من — بند ہے مرغ دل دلگیر سیدھے ہات میں

سلے ا. ا. میں یہ شعر درج نہیں ہے۔ اور اصل نسخہ میں اسی مقام پر عبارت کٹ گئی ہے ٭

دیگر

ہے وہ زبان حضرت دہلی کی ان دنوں
"قرباں روم پایہ سخن نقش دوستاں"

دو چار شعر پڑھیں اگر اصفہان میں
صائب سا خوش زباں کہے اپنی زبان میں

دیگر

ننگ چھپ اسکو نہ دیکھ لے جب تک
اجی صاحب میں کیا کہوں تم سے

چین آتا نہیں ذرا دل کو
اب یہ لپکا برا پڑا دل کو

دیگر

کس بات کے تمہاری شرمندہ ہیں بھلا ہم
کس وقت تم نے ہم کو بوسہ دیا خوشی سے

کیوں گالیاں [ہمیں] تم دو بےحساب بیٹھے
کب آنکر بغل میں [ہو] بے حجاب بیٹھے

دیگر

ہر شاخ گل زمیں پہ جھک جھک گرے ہے دیکھو
گذر [را ہے اسطرف] کیا وہ مست ناز و عشوہ

ہر تو نہال رعنا کچھ [خم سا] ہو رہا ہے
گلشن پہ ایک [نشے] کا عالم سا ہو رہا ہے

دیگر

[سیر] چمنستاں کو گیا صبح جو قاسم
نرگس کی کٹوری پہ نظر جو ہیں پڑی بس

اے یار زرگل پہ نظر تاج کی سوجھی
بے ساختہ پھر ساغر پکھراج کی سوجھی

دیگر

یہ جو نرگس کی کٹوری ہے بصد آب و نمک
میری نظر نہیں تو یوں ہے اے لئیم تنگ چشم

پر مز عفر سے ہے تو کہتا ہے قاب نرگسی
ساغر پکھراج ہے یا آفتاب نرگسی

ورق ۲۶۲

دیگر

مدح [صدیق] [ہو] سکیے کیتے　　مادح اوس کا ہے واحد قہار
صدق دعوی پہ میرے شاہد ہے　　ثانی اثنین اذہما فی الغار

دیگر

محبوں کو بشارۃ ہو علی حبہ جُنّۃ　　کہ ہے وہ سرحق قاسم قسیم النار [و] الجنۃ
سو [امامی] برحق وصی مصطفیٰ حقا　　دلیل سالکاں بیشک امام [الانس] والجنۃ

رباعی

عالم یہ تمام دل لگا کر دیکھا　　خورشید سے ذرہ تک سراسر دیکھا
ہے عین نہ کوئی ظل بچشم تحقیق　　تو ہی تو ہے جدھر نظر پھر دیکھا

دیگر

اس دیر صنم کو اور حرم کو دیکھا　　مغ کو اور شیخ محترم کو دیکھا
کافر کہو مجکو یا مسلماں کوئی　　ہیں سب ہیں رسول محتشم کو دیکھا

دیگر

صدیق وہ یار غار باصدق وصفا　　فاروق وہ درہ دار شرع غرا
عثماں وہ کہ جسکا ہے لقب ذو النورین　　حیدر وہ کہ ہے زوج بتول زہرا

دیگر

ایوان رسالت و خدائی کی بنا　　کہنے کو یوں ہو کوئی ان کا بنّا
دیکھا جو بچشم [غور] لیکن قاسم　　باللہ کہ پنجتن سے ہے یہ برپا

دیگر

غوث الثقلین و بادشاہ دوسرا — قطب دوجہان و سید ارض و سما
بیشک ہے امام تیرھواں اے قاسم — عبدالقادر حبیب و محبوب خدا

دیگر

بے طرح ورق ہوا ہے برہم دل کا — کوئی نہیں یار دوست محرم دل [کا]
تجھ بن کیا کہئیے [آہ اے] راحت جاں — کچھ اور ہی ان دنوں ہے عالم دل کا

دیگر

احوال کہوں میں آہ کیسا آنکھوں کا — گھر ہجر میں تاراج ہوا آنکھوں [کا]
اب دیکھنے کو نہیں در اشک اے وائے — سب جوہری بازار [لٹا] آنکھوں [کا]

دیگر

جی اٹھ پھر ہے یوں تو مضطر میرا — پر رات کو تڑپھے [ہے] دل اکثر میرا
اے زلف دراز [یار قصہ کو] تا [ہ] — تجھ بن ہے حال سخت ابتر میرا

دیگر

کیا ہی شوکت سے [اور حشم] سے ہیں آپ — سب کی نظروں میں محترم سے ہیں آپ
معلوم ہے آپ کی شرافت [ہمکو] — باللہ کہ شیخ جیو حرم سے ہیں آپ

دیگر

غصے سے ان دنوں بہم سے ہیں آپ — مانوس بہت ہی درد و غم [سے] ہیں آپ
عاشق کہیں آپ بھی ہوئے ہیں شاید — ہم سے ہیں آپ چشم نم سے ہیں آپ

ورق ۲۶۳

دیگر

دوران میں پیچ ہے تسلسل کا پیچ — گلشن میں موج ہے یہ سنبل کا پیچ
افعی کی لہر کیا بلا ہے قاسم — ہمنے دیکھا ہے اوسکے کاکل کا پیچ

دیگر

قاسم یہ بشر بھی عین شر ہے بیدرد — بااین شرف آہ جانور ہے بیدرد
بالفرض فرشتہ بھی ہے تو پھر کیا ہے — جبریل اگر ہے مشت پر ہے بیدرد

دیگر

لکھیے جو سوز جاں لگا کر کاغذ — ہوتا ہے راکھ جل سراسر کاغذ
ایسی تحریر کو نہیں ہے قاسم — دل کے پرزوں سے اور بہتر کاغذ

دیگر

گو موت کی رات بد بلا ہے قاسم — اور حشر کا دن بہت بڑا ہے قاسم
پر یہ شب فرقت و جدائی کا روز — کیا جانیے کیا بلا ہے کیا ہے قاسم

دیگر

واعظ اور مسجد اور بیان موزوں — عابد اور [خانقا]ہ و چشم پر خوں
قاسم اور عزلت و خیال دلبر — کل حزب بما لدیہم فر[حو]ن

دیگر

شاعر کو ہ[ذی]ان سے ہے فکر مضمون — زاہد کو سعی حور و جنات و عیون
[قا]سم کو عشق سے ہے [الفت] یعنی — کل حزب بما لدیہم فرحون

مستزاد

وہ قطب مدار عالم و [روشن] دل — [مرآت] صفا

فانی فی اللہ و عارف حق واصل | با حلم و حیا
قاسم وہ محب نبی و مرشد کل | ہے بیشک و ریب
فخر دنیا و دیں ولی کامل | حقا بخدا

دیگر

جلدی ہو جا کہیں اب اے پیک صبا | سوے دلدار
میرا پیغام دل بصد صدق و صفا | یوں کر اظہار
پیارے کچھ بس نہیں ہیں پہچوں کیونکر | تجھ تک اے ولے
دیکھوں پھر کس طرح ملاتا ہے خدا | تجھے اے یار

قدرت

تخلص سہ کس میدانم

قدرت اول

اول

شاہ قدرت اللہ مرحوم وے از اولاد امجاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار است قدس سرہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار ایشاں متصل کوشک [انور] واقع شدہ وے شاعرے بود بسیار خوش فکر فصیح زبان نہایت سیر مشق بلاغت نشان [زور] طبعش از زادہاے طبع بلندش پیدا ست و قوۃ فکرش از اشعار آبدار [ریختۂ فکر] از جمندش ہویدا مرد درویش نہاد والانژاد آزاد منش پاکیزہ روش ذکی الطبع صاحب فکر سلیم قویم الفکر بالاک طبع مستقیم بود در شروع شوق شعر گوئی از دیوان سخن سنجی راد بیر میر شمس الدین فقیر کہ [از] بنی اعمام وے بود مشق سخن میکرد و در آخرہا بہ سخن [سنج فیض گستر] مرزا جان جان مظہر توسل جستہ بنابر افرا[ط] و تفریطے کہ در شورش افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد رخت سفر بر بستہ بمرشد آباد رحل اقامت انداخت و ازہما نجا بجوار

رحمت حق جا ساخت مختصر کلام این بیست و چار شعر از گفتہاے آں مغفور شیریں کلام است ؎

ہنگامہ پرہیزو [ورع] اب بسر آیا ۔۔۔ اے بادہ کشاں مژدہ کہ پھر ابر تر آیا

ہوا ہے عشق سے آکر مقابلہ دل کا ۔۔۔ بھڑا پہاڑ سے جاہل سبے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے ۔۔۔ عجیب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے تو ڈر ۔۔۔ میری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ ۔۔۔ جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ

و۔ق ۲۶۴

کھٹکتا ہے سدا کچھ روز و شب جوں خار پہلو میں
ہوا اوس دل کے ہاتھوں ایک نیا آزار پہلو میں

سینہ اوس کا ہے دل اوس کا ہے جگر اوس کا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوس کا ہے

شب تو جو گذرے ہے [سو ہے] کچھ بلا انگیز ہے ۔۔۔ روز بھی تجھ بن [ستمگر] روز رستاخیز ہے
آہ اس کم فرصتی میں ہوش نشے سے کیا [سرور] ۔۔۔ شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے
جرم پر اپنی سیہ بختی کے روز حشر کو ۔۔۔ ہاتھ میں قدرت کے تیری [زلف] دست آویز ہے

حسرت اے صبح چمن ہمت [چمن] چھوٹے ہے ۔۔۔ مژدہ اے شام غریبی [کہ] وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے ۔۔۔ مرہم تازہ ناسور [کہن چھوٹے] ہے

سرمہ آلودہ نگاہوں سے نہ کیا دل ٹکڑے ۔۔۔ اشک خونی سر مژگاں پہ مرے موسے ہے

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مایوس ہے ‎ ‎ جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہواداروں سے کاوش ہے مدام ‎ ‎ ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کے [کوچ] یہاں سے کر گئے ‎ ‎ اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے ‎ ‎ کیا ہی ملک روم و کیا ہی سرزمین طوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہو مے گلگوں کا دور ‎ ‎ رات ہو تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرۃ سے کیجیے زندگی ‎ ‎ اسطرف آواز طبل اودھر صداے کوس ہے
سنتے ہی عبرۃ یہ بولی ایک تماشا ہیں تجھے ‎ ‎ چل دکھاؤں تو کہ قید آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گور غریباں کیطرف ‎ ‎ جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے ‎ ‎ یہ سکندر ہے یہ دارا ہے [یہ کیکاؤس] ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و مکنت دنیا سے آج ‎ ‎ کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرۃ و افسوس ہے
کل تو قدرۃ پاے خم رکھی تھی تسبیح ریا ‎ ‎ آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس [ہے]

قدرت (۲)

دوم

مولوی [قدر] ۃ اللہ سلمہ اللہ کہ بالفعل در رام پور سکونت دارد و طرح مراختہ بخانہ خود می انداز د و تذکرہ ریختہ گویاں ہم نوشتہ [مرد] سے است کہ باہلیت مشہور عالم گشتہ این دو بیت از زادہاے طبع اوست ؎

لاکھوں جلاوے مردۂ صد سالہ آن ہیں ‎ ‎ فیض دوم مسیح ہے اوس کی زبان ہیں
انصاف بھی ضرور ہے [یہ ظلم] تا کجا ‎ ‎ [کتنوں] کے گھر تو جاتے رہے امتحان [ہیں]

قدرت (۳)

سیوم

عزیزے سخنور شاگرد محمد عارف ر فوگر سعادۃ التیام شیخ قدرۃ اللہ نام این شعر از وے است ؎

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی ‎ ‎ حالت بہوت رکذا، بری ہے دل بیقرار کی

قرار

تخلص سید زادہ ایست سعادۃ التیام میر حسین علی نام وے نوجوانے است ذیبا منظر نیکو سیر خوش اختلاط با ادب یار باش مہذب بنیا کالبش پیوستہ نند [گی] بعمدگی [می نمودند] و بہ تنعم و تعیش اوقات گرامی بسر می فرمودند گاہے بہ تکلیف شوق ریختہ از طبعش می تراود و ریختہ طبع خود از نظر میر نصیر الدین آرزو میگذراند ایں ہفت شعر از وے است منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۲۶۵

غرقہ جوں ڈھونڈے پناہ خس ہجوم اشک میں — لگ کے یوں مژگاں سے ہر ایک پارۂ دل رہ گیا

خم جو کی گردن میں اوسکے ہاتھ یوں بولا وہ شوخ — تھا ترا [ہی] ہاتھ ہونے کو حمائل رہ گیا

کب سے آنکھیں تھیں لگیں ذوق جراحت میں ادھر — ہاے حسرۃ اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا

کیا روانہ ہو گئی کشتی رفیقوں کی قرار — پہنچ کر اسباب اپنا تا بسا [حل رہ گیا]

تک بھر [کے] نظر دیکھنے کی آہ تمنا — دل میں ہی رہی تا بہ لب گور کسو کی

مدہوشی سے ہر گھڑی کرتی ہے تغافل — دل لے کے مرا نرگس مخمور کسو کی

کس طرح قرار اوسے کروں درد دل اظہار — [سنتا] ہی نہیں وہ بت مغرور کسو کی

قربان

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

قربان (۱)

میرا [قربا]ن علی عظیم آبادی وے سید زادہ ایست شیریں زبان نیکخو عذب البیان پاکیزہ [رو] ایں

دو شعر از گفتہایش کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

نکالوں دل سے کیونکر اوس کماں ابرو کے پیکاں کو
کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہماں کو[1]

کب اوس نیرنگ کے روبرو کوئی بشر ہووے
اگر کچھ سامنے ہووے تو میرا ہی جگر ہووے

قربان (۲)

دوم

میر محمدی شاہجہاں آبادی خلف الصدق میر کلو حقیر وے جوانے است سعادۃ منش نیک نہاد پاکیزہ روش پاکیزہ نژاد عالی فطرۃ محبت آگیں صاحب مروۃ فتوۃ آئیں سراسر حیا سر بسر وفا شجاعت شعار سخاوۃ دثار جسم رافت جان رفاقت عین اخلاق شاگرد رشید حکیم ثناء اللہ خان فراق ملخص کلام این چہل و یک بیت[2] از زادہاے طبع آں جوان محبت نشان است ؎

[illegible]گیا تو ترا گرم یہ بازار نہ تھا
دوسرا میرے سوا کوئی خریدار نہ تھا

[کیا نہیں دیکھا ہے قاتل کو مرے اے یارو
کھڑا تو لے ہوے وہ ہا[تھ میں] تلوار نہ تھا

رونے پہ ہمارے رشک کھا کر
گریاں ہو کر سحاب [نکلا]

تھا دل میں [کہینگے] حال جو وہ
گھر سے خانہ خراب نکلا

صورت دیکھی تو آگیا غش
مونہہ سے نہ ذرا جواب [نکلا]

مونہہ سے پردہ اوٹھائیے گا کب
ا[پنی صو]رت دکھائیے گا کب

ابتو جاتے [ہو جائیے] یارے
سچ کہو آپ آئیے گا [کب]

---

[1] این شعر سرقۂ شعر فارسی مشہور استاد است (منہ) [2] شعر ۱۰۰

اختلاط ابتو کرتے ہو پیار[1] سے — گالیاں پھر [سنائیے گا] کب
نیند [آتی نہیں ہے] اب ہم کو — ساتھ یار سے سلائیے گا کب
کوئی دم میں [یہ جا] ن جاتی ہے — اب نہ آ[ئے] تو آئیے گا کب

وعدہ کرتے ہی رہے آئے نہ پر رات کی رات — دیکھیے کب ہے [نصیبو] ں میں ملاقات کی رات
شب فرقت میں یہ روتا ہوں نہیں کچھ معلوم — ہجر کی رات ہے یارب کہ ہے برسات کی رات

بیماری دل سے تو مسیحا نہیں واقف — بچنے کا نہیں مجکو ہے آزار ہی کچھ اور
ٹلنے کا نہیں ہوں [مجھے] بوسے پہ نہ ٹالو — مجھسے تو کیا تم نے ہے اقرار ہی کچھ اور
قربان تر[ی] بندش [گفتار] کے صدقے — ہوتے ہیں ترے اندنوں اشعار ہی کچھ اور

ڈوروں کے چھوٹنے سے ہیں خونخوار انکھڑیاں — سرمے سے ہوگئیں ہیں دھوا دھار انکھڑیاں

گہہ ناز گہے عشوہ گہہ آن گہے شوخی — دل لینے کے بھی تمکو کیا خوب ڈھب آتے ہیں

کوہکن کے چلو قصے کو میاں[2] جانے دو — ہم ہیں اور تم ہو یہاں شیریں و فرہاد نہیں
دلکو ہاتھوں میں اوچھالو نہ یاں بیدردی — غنچہ دل ہے یہ کچھ بیضۂ فولاد نہیں
دیکھ کر مجکو جو موںہہ پھیرے ہے اللہ رے گھمنڈ — [ایسا] اے یار [تو] چند[ان تو] پریز[اد نہیں]
موںہہ سے کہنے کا نہیں یوہیں مرو نگا رک رک — کھینچنے کا کبھو میں منت صیاد نہیں
حال کیا کہیے گرفتا[ری کا] اپنی قرباں — کوئی سنتا نہیں فریاد کہیں داد نہیں

ورق ۲۶۶

[1] یار سے ا. ا. [2] یہاں ا. ا.

کہوں کتنے اوس کی جفاکاریاں — کرے کون اس دل کی غمخواریاں

گالیاں بس جی مت بکو دیکھو — مونہہ نہ کھلواؤ چپ رہو دیکھو
گالیاں بات بات میں دیتی — کیا نکالی ہے [واہ خو] دیکھو
بوسہ مانگا جو میں کہا معقول — آپ لیجے گا مونہہ تو دیکھو
کیوں [عبث] جان کھاتے [ہو یارو] — [تم] بھی عاشق کسی [پہ ہو] دیکھو
ہاتھ پکڑا جو میں کہا اے واہ — کچھ دوانے ہوئے ہو [لو دیکھو]
چھوڑ دو تم کو میرے سر کی قسم — کوئی سنتا کھڑا نہ ہو دیکھو
ہجر میں خواب [ہے] کہاں قربان — نیند آوے اگر تو [سو] دیکھو

چار دن کی نہ تو اس گرمی بازار کو دیکھ — اور سے کام نہ رکھ اپنے خریدار کو دیکھ
بال و پر ٹوٹ گئے کنج قفس میں صیاد — جان برلب ہے ذرا صید گرفتار کو دیکھ

رات خلوت میں لگے کہنے سرک سو نیدے — ارے کم بخت گئی چولی مسک سو نیدے
غم کے ہاتھوں سے شب و روز یہاں پاؤں پسار — سوویں بہتیرا اگر ہم کو فلک سو نیدے
ہاتھ زانو پہ جو مارا میں نشے میں اون کے — ق — ہنس کے بولے کہ بس اتنا نہ بہک سو نیدے
کیا ہے مرضی تیری اسوقت کہا میں اون سے — آپ تو جانتے ہیں بولے نہ بک سو نیدے
نیند میں ہاتھ کہیں جا جو پڑا چھاتی پہ — ق — کچھ دوانا ہے کہا ہاتھ جھٹک سو نیدے
مجکو بھاتا نہیں گرمی میں لپٹنا تیرا — جا پرے ہٹ کہیں پہلو سے سرک سو نیدے
نیند تو اوڑ گئی باتوں میں تیری اے قربان — مت دوانے تو عبث سر کو پٹک سو نیدے

بندگی میں اگر مرا (کذا) صاحب — رکھئے تو یہ غلام رہتا ہے
(روز) کہتے ہو پھر نہیں آتے — ایسا کیا تم کو کام رہتا ہے

قسمت

تخلص نواب شمس الدولہ پسر کلان نواب یادگار قلیخان است عمدگی و سرداری ایشان در دیار مشرق روشن تر از آفتاب است دریں فن شریف شاگردی جعفر علی حسرۃ نمودہ و در مرثیہ وسلام گوئی گوے سبقت از اکثرے ربودہ ایں یازدہ شعر از طبع تر ادہاے ایشان است ؎

مژگان ترسے تیری ابر بہار قسمت — دامان کوہ وصحرا اکبار تر تو کر جا

دیکھا تو جنس دل کے خریدار تم [نہیں] — پھرتے [ہو] بوالہوس سے [خریدار] تم نہیں

گردہ بت کافر شب مہ بام پر آوے — اک ماہ دویم ماہ فلک پر نظر آوے
جوں ماہ منور ہو شب تار ہماری — قسمت وہ اگر چاند سی صورۃ نظر آوے

امیدوار ہو نہ لب سے کبھڑا کوئی — دیتا ہے تجکو دیر سے پیارے دعا کوئی
ترسے وہ لے صنم کہ تری چھب کو دیکھکر — کہتا ہے وا [پھرسے] کوئی [نام] خدا کوئی
قاصد اگر گذر ہو ترا کوسے یار میں — کہیو کہ آرزو [میں] تری مر گیا کوئی

پھر تجکو کیا جو غیر کے گھر جا کے تم رہے — میرے تو ساتھ وعدۂ شام وسحر رہے
آئی نہیں کسو کی جو اب تک صدا سے پا — واماندگان قافلہ یارب کدھر رہے

جو دل سے ایک ہے بادشمن جاں یار جانی ہے — تو اس سے موت بہتر ہے کہ یہ کیا زندگانی ہے
نہیں کوئی زیست کی صورت بقول مصحفی قسمت — نہ نامہ ہے نہ قاصد ہے نہ پیغام زبانی ہے

قلندر

تخلص درو[یشے] است خوبی التیام شاہ قلندر نام وے [فقیرے بود] از شاگردان سخن سنج فیض گستر مرزا جانجاں مظہرؔ علیہ الرحمۃ والغفران [کہ] آزادانہ ایام بسر می نمود ووارستانہ زندگانی می فرمود گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد این سہ شعر از و [ے] است عفی اللہ عنہ ؎

اس زمانے میں ہے کہاں اخلاص — مثل عنقا ہے بے نشاں اخلاص

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ غزل کی نئی زمیں — باقی نہیں ہے تا بفلک بندہ گئی زمیں

اوس بسنتی پوشش کو گر پائیے — آرزو دل کی جو ہے بر لائیے

قیس

تخلص مرزا احمد بیگ عرف مدارا بیگ است وے مشہدی الاصل ولکھنوی المولد وشاگرد جعفر علی حسرتؔ است گویند کہ جدش بہ تولیت روضہ منورہ شاہ خراسان امام اہل ایمان پیشوائے رہروان باصفوۃ وصفا حضرت امام موسیٰ رضا علیہ رضوان اللہ والسلام وعلیٰ آبائہ الکرام شرف اختصاص داشت بہرکیف این ہشت شعر او را ست ؎

ورق ۶۱

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اولٹا — ہوا اور مضطرب تر جو ذرا نقاب اولٹا

سنتے بیٹھے ہو کہانی تو یہ کہدو مجھے — قصہ غیر کہوں یا کہ فسانہ اپنا

رفتہ رفتہ اوسے مغرور کرے گا آخر　　دو قدم جا کے یہ [اے] قیس [پھر آ] نا تیرا

خواہش وصل ہیں وصال [ہوا]　　اب یہ جھگڑا ہی انفصال ہوا
اوس کے آتے ہی سب لگے کہنے　　ابتو چہرہ ترا بحال ہوا

دیکھنے کی بھر نظر ہے کسکو طاقت ہے غضب　　رخ ہے اوسکا یہ کہ ہے صبح قیامت ہے غضب
پھول سا کملائے مکھڑا گرمی نظارہ سے　　ہاتھ لگتے میلے ہو جانا لطافت ہے غضب
بار گیسو سے لچکتی [ہے] کمر [ہر ہر] قدم　　دل تو پتھر اور بدن ہیں یہ نزاکت ہے غضب

سنگ جفا سے شیشۂ دل توڑ تاڑ کر　　بس اوٹھ گئے نا کھیل کو پیارے بگاڑ کر
بستا ہوا نگر مرے دل کا اجاڑ کر　　کیا اوٹھ گیا وہ ناز سے دامن کو جھاڑ کر
اوٹھنا مرا محال ہے دست فنا بغیر　　بیٹھا ہوں اوس گلی ہیں قدم ابتو گاڑ کر

گر تجھے خاطر اغیار ہے اے جان عزیز　　پھیر دے دلکو میرے مجکو بھی ہے جان عزیز

ہے ہم کو تم سے الفت اب تم سے کیا کہیں ہم　　اور تم ہو بے مروۃ اب تم سے کیا کہیں ہم
ناداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری　　کیا [چیز] ہے محبت اب تم سے کیا کہیں ہم

جب سے لگی اوس بت کافر سے آنکھ　　نیند تو کیا موت بھی آتی نہیں

لے گئے دل ہم سے تو کیا جانے چلا جائے کہاں　　تجھے عیار کو دل ہم سے دیا جائے کہاں

آتا ہے وہ نہ آتی ہے مجکو ہی کل کہیں　　یارو دعا کرو کہ اب آوے اجل کہیں

کھڑا ہے وہ بت دلبر نظر بچائے چلو — خدا کے واسطے دل عاشقو چھپائے پلو

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے — آوارہ وخراب یہ منت غبار ہے

میں کہوں کچھ اور تیری گفتگو کچھ اور ہے — ہو گیا کچھ اور ہیں یا آج تو کچھ اور ہے
شائد اوس گل سے کیا ہے تو نے شب بوس و کنار — آج تو اے قیس تیرا رنگ و بو کچھ اور ہے

وصیت ہے کہ میرا حال جب نوع دگر ہووے — تو مجکو [دفن] وہاں کیجیو جہاں اوسکا گذر ہووے

ایک زلف پریشاں تھی پھر [ما] نگ سنواری ہے — بیمار محبت پر کیا رات یہ بھاری ہے

کچھ دل کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے — کچھ دیدۂ پر آب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل [وہ] شوخ — [اس] عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں الق [ب یو] چھتا — خط کے تیرے جواب نے رسوا کیا مجھے
کل سبحہ آج میں نے مصلی گرو کیا — کیفیت شراب نے رسوا کیا مجھے
کہتے تھے قیس یار لگے مجنوں پکارنے — اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

درسطے این [حرف] ذکر چار وہ سخن گو اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس گریاں تخلص میکنند و مجموع اشعار [۱۲۸] شعر است -

کافر

تخلص مردے است از خاندان خیر البریہ علیہ وآلہ الصلوات والتحیہ خوبی التیام میر علی تقی نام کہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر می نمود بسیار خوش معاش و یار باش سپاہی پیشہ بہ اندیشہ بود خدا داند کہ از چہ رو ایں تخلص وبرا خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد بہر کیف ایں مطلع از ان آں مرحوم است ؎

ورق ۲۶۸

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے
کافران انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھگڑے

کاظم

تخلص جوانے است سعادۃ التیام . . . [1] . . . نام کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں دو بیت بوے منسوب است ؎

ہے دل میں مرے آہ تمنائے شہادۃ
یارب کہیں پھوٹے کف قاتل کا [پھپو] لا

شبنم رخ گل پر نہیں کاظم یہ سحر کو
پھوٹا ہے کہیں بار عنادل کا پھپولا

در مصرع آخر شعر ثانی چیزے ہست کہ بر شاعر با ہر پوشیدہ نیست فافہم ۱۲ منہ عفی عنہ ،

کبیر

تخلص [حکیم کبیر علی] متبطی است وے از شیخ زادہاے انصاری مشغول [مختصر تھا] یاری مرد نیک

---

[1] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

نہاد طالب علم صاحب استعداد شنیدہ شد ایں شعر او راست ؎

ایک ہی بار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار سے ملے

کرامت

تخلص میر کرامت علی فر[زند] ارجمند میر امانت علی نبیرہ سید مراد علی بخاری اورنگ آبادی است و ایں اورنگ آباد قصبہ ایست بہ مسافت سہ مرحلہ از حضرت دہلی و ایں میر کرامت [علی] در قصبہ [شکار] پور کہ دوازدہ کروہ از قصبۂ موسوم واقع شدہ بروبیہ اجداد امجاد علم درویشی [برافر] اشتہ کوس خدا [اند] بیشی می نوازد و ظاہر بلباس فقرا آراستہ می دارد گاہ گاہ از [جنس] موزوں چیزے بر زبان می آرد ایں دو بیت منجملہ آں جنس است ؎

کوئی لے تو میں حق کا گھر بیچتا ہوں | درخت جگر کا ثمر بیچتا ہوں
ملے گر مجھے عشق کی بے قراری | دو عالم کے سارے ہنر بیچتا ہوں

گرم

تخلص شخصے است دہلوی المولد لکھنوی المسکن کہ اشعار خود از نظر میاں غلام ہمدانی مصحفی گذرانیدہ و در ایں ولا بہ بلدۂ خیر بنیاد حیدر آباد توطن گزیدہ ایں ہر دو شعر او راست ؎

ہر چند گنہ گار ہے کشتے کا پر اپنے | لاشہ تو بھلا آن کر اٹھوائیے صاحب
ہیں گرم گیا ملنے کو اون کے تو اونہوں نے | فی الفور ظرافت سے کہا آئیے صاحب

شب رخصت ہے رہو تم میرے گھر آج کی رات | جاں بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات

آگے آنکھوں کے اندھیرا سا سر شام سے ہے — دیکھیے ہوتی ہے کس وقت سحر آج کی رات

تصویر کا عالم ہے تیرے روے حسیں پر — تجسا تو پری چہرہ نہیں روے زمیں پر
اخلاص اوسے غیر سے ہے واسطے اسکے — کھدواتے ہیں وہ سورہ اخلاص نگیں پر
ہم چپکے محبت میں لہو پیتے [ہیں] اپنا — وہ باندھے ہوے پھرتے ہیں تلوار ہمیں پر
رہتا تو ہوں گلشن میں پہ رہتی ہے [نت آفت] — [فریاد] سے بلبل کی مری جان حزیں پر
نالے نے مرے گرم شب آتش جو لگائی — ایک شور فرشتوں میں پڑا عرش بریں پر

بلبل کے سر سے جاتی ہے کوئی ہواے گل — ہوتی ہے وہ قفس میں بھی پھر پھر فداے گل
جس رخ کے آگے مہر درخشاں بھی گرد ہو — عارض کو لگ سکے ہے کب اوسکے صفاے گل
کل شب کو لادیئے جو گل اوسکو رقیب [نے] — ہم نے بھی گرم رشک سے [چھا]تی پہ کھاے گل

نالوں کی گرمیوں سے پھکتے دل و جگر ہیں — لب خشک ہو رہے ہیں کانٹیں زبان پر ہیں
[تیغ] نگاہ کس کی دیکھی ہے ہمنے یارب — جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہیں
یاران رفتگاں کا مت پوچھ مجھسے قصہ — اے ہمنشین میں بھی حیراں ہوں وہ کدھر ہیں
سینے کے داغ سوزاں آنکھوں نکے اشک خونی — اس نخل عاشقی کے یہ گل ہیں وہ ثمر ہیں
کس شعلہ رو کے غم میں رویا ہے اسقدر تو — جو گرم اشک تیرے سوزندہ جوں شرر ہیں

گرم[1] کل آئے جو سنئے وہ مرا احوال دل
سوچ کر کچھ جی میں اپنے مسکرا کر پھر گئے

---

[1] کذا ،

گریاں

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

گریاں (۱)

عزیزے از خاندان حری الاحترام میر امجد علی نام وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ مرد کشادہ رو و خوشخو است

این دو بیت او راست ؎

ورق ۲۶۹

سنئے قصّہ اب الم جو میرے درد و مصیبت کا ۔۔۔ نہ لیوے زندگی بھر نام پھر ہرگز محبت کا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا ۔۔۔ نکالا طور اوسنے اور یہ صاحب سلامت کا

دوم

گریاں (۲)

غلام محی الدین خاں خلف الصدق مولوی ساجد مرحوم کہ بحلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور صلح و صلاح پیراستہ است این شعر او راست ؎

گریاں کڑوڑ کوس ہے عنقا سے پار آہ ۔۔۔ اوس شوخ کا مکان ہے ودلا مکاں کہیں

سیوم

گریاں (۳)

سید زادۂ نیک خصلت پاکیزہ خو مسمی بہ میر حسام الدین علی عرف میر بھجو وے بیشتر بمرثیہ و سلام گوئی میل دارد این سہ شعر وے این احقر می نگارد ؎

اے وائے ہم نے آنکھیں تھیں کس گھڑی لڑائیں ۔۔۔ جو ایسی اب جفائیں ظالم تری اوٹھائیں

دن وصل کا دکھا کر افسوس کجروی سے ۔۔۔ راتیں ہمیں فلک نے پھر ہجر کی دکھائیں

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے

جو بیقرار [دل] ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گرفتار

تخلص سنگی بیگ ابن رحیم یار خاں مرحوم است وے مغل زلئے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ خوش اعتقاد با رشد و رشاد از شاگردان اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ایں سی و ہشت بیت از گفتہاے اوست

۵ ساقی یہ غنیمت ہے جو دم جام سے گذرے　　اس عالم فانی میں بھروسا نہیں دم کا

فائدہ ہے کیا قفس میں نالۂ و فریاد کا　　نرم کب ہوتا ہے بلبل سنگدل صیاد کا
جستجو دنیا کی مت کر لے گرفتار اس قدر　　کیا بھروسا ہے جہاں میں عمر بے بنیاد کا

جور و جفا جو دل نہ سہے آہ کیا کرے　　دیوانہ ہو رہا ہے ستمگر کی آن کا

مکھڑے پہ اوس صنم نے جو پردہ اوٹھا دیا　　واللہ کیا کہوں کہ ایک عالم دکھا دیا
خانہ خراب عشق کا ہو اور کیا کہوں　　خواب عدم سے سوتوں کو ناحق جگا دیا
ہے کشمکش میں آج گرفتار کیا سبب　　دام بلا میں پھر کہیں دل کو پھسا دیا

دوپٹے کی کناری اس قدر چمکے ہے مکھڑے پہ　　پڑا مہتاب کے ہے گرد گویا ہالہ آتش کا

آج وہ دن ہے کہ دشمن سے بھی مل جاتے ہیں　　عید کو بھی نہ گلے ہم کو لگاتا کیا خوب
جانیوالے او میاں جان ادھر تو دیکھو　　پاس سے آنکھ چرا یوں چلے جانا کیا خوب

اوسطرف گذرے کبھو اوس شہسوار حسن کو　　اے صبا کہیو ہماری خاکساری کی خبر

لطف سے تیرے تو کچھ دور نہیں پر ہم کو ناتوانی سے ہے ہر ایک قدم کی منزل

خدا کے واسطے کوئی کہو میرے مسیحا کو جو آتا ہے تو آ کوئی رمق ہے جان آنکھوں میں

اے گرفتار اوسکی باتوں پر نہ بھول یہ لگاوٹ کی ہیں دل آویزیاں

شکایت ترے جور کی کیا کریں ہم خدا جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہیں
جھجک کر ترا مونہہ چھپانا غضب ہے میاں چشم بد دور ہم دیکھتے ہیں
جگر جل گیا آتش غم سے اپنا تعجب ہے آنکھوںکو نم دیکھتے ہیں

جلتا ہے جگر جا کے کہو دیدۂ تر کو اے خانہ خراب آگ لگے ہے ترے گھر کو
ہم جاویں کہاں کہہ تو ترے چھوڑکے در کو لیکر دل غمگین کو اور دیدۂ تر کو
او قاتل بے رحم لگا اور بھی اک وار بسمل ہی سسکتا تو چلا چھوڑ کدھر کو

کیا گھٹا اوڈی ہے ساقی چرخ نیلی [فام] سے بادہ نوشوں کو چھکا جلدی لبالب جام سے
وصف میں آنکھوں کے حیراں ہوں کہ نسبت کس سے دوں چشم آہو سے گل نرگس سے یا بادام سے
آتش غم سے شب ہجراں میں با سوز و گداز شمع کے مانند جلتا ہوں سحر تک شام سے

شب ہجراں میں تیری کیا کہوں جو کچھ کہ گذرے ہے کٹے ہے دن تو جوں توں پر قیامت رات بھاری ہے
خبر لے اپنے بسمل کی وہ اے قاتل تڑپھتا ہے گرفتار محبت کے جگر میں زخم کاری ہے

ٹ۵ جھمک کر ۱۰۱۰

ورق ۲۷۰

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجے — جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے
رسم عالم ہے اے مرے صاحب — عید کو تو گلے لگا کیجے

گوشۂ چشم کے اشاروں سے — دل لبھانا ترا قیامت ہے
ماہرو پردہ نقاب کے بیچ — موتھہ چھپانا ترا قیامت ہے
مست بیخود نشے کے عالم میں — لڑکھڑانا ترا قیامت ہے
آہ ہنگام وصل میں پیارے — روٹھ جانا ترا قیامت ہے
اچپلاہٹ سے آکے چھاتی پر — لوٹ جانا ترا قیامت ہے
کیا کہوں اور تو بغل کے بیچ — کلبلانا ترا قیامت ہے
کام ہے اس گھڑی تو جانے دو — یہ بہانا ترا قیامت ہے

اوس بت کے دل میں آہ نے تاثیر کچھ نہ کی — صد حیف تو نے نالۂ شبگیر کچھ نہ کی

موج گل حلقۂ زنجیر ہوئی ہے بلبل — پھنس گئے ہم تو کہیں تو نہ خبردار پھنسے

دل جو ہے بے قرار کیا جانے — کس کا ہے انتظار کیا [جا] نے
دردمندوں میں دیکھیے وہ شوخ — کس کا ہو غمگسار کیا جانے

کلیم

تخلص میر محمد حسین والد ماجد میر محسن تجلی است عفی اللہ عنہما یست از معاصران میر و مرزا و منجملہ استادان آن وقت بود بیشتر غزلہا ریختہ با[ئین] مرزا عبد القادر بیدل علیہ الرحمۃ در بحور دراز می گفت و اشعار فارسی ہم متفرقہ از دست یادگار روزگار است قرابت قریبہ بسخن سنج بے نظیر میر تقی میر دارد و سیزدہ شعر از گفتہائش

ٹ یہ شعر و۔ ا میں داخل نہیں ہے ۔

کہ بایں احقر رسیدہ می نگارد سے
آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست　　وے دن گئے کلیم کہ [یہ] شیشہ سنگ تھا

نقاب اپنے رخ سے جو تو باز کرتا　　تو گل اپنی خوبی پہ کب ناز کرتا

لغزش مستی سے گر لے بے خبر اور سجدہ کر　　یا برنگ شیشہ ہو جا چشم تر اور سجدہ کر

درازی شب ہجران زلف یار کلیم　　مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

نیرنگی جمال سے حیرت نشانہ ہوں　　طاؤس جلوہ زار ہوں آئینہ خانہ ہوں
مانند بہلہ گو نہیں گیرائی مجکو لیک　　اوس ترک مومیاں کی کمر کا میں شانہ ہوں
جوں شمع عمر رفتہ کا ہوں منتظر میں آہ　　رنگ پریدہ کا بخیال آشیانہ ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے　　شور کرتی رہی بانگ درا کیا کیا کچھ

اوسکے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیے　　اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیے

بات اوس کی زبان پر آئی　　پھر خرابی جہان پر آئی

عرق نہیں ترے رو سے گلاب ٹپکے ہے　　عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے
رکھوں میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات　　یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہے
مری مژہ کو ہے تاک بریدہ سے نسبت　　لہو کہ چشم سے ہر دم شراب ٹپکے ہے

سلہ حسرت ۱۰۱

کمال

تخلص شاہ کمال الدین حسین مانک پوری است کہ نیاگانش منصبدار بادشاہی بودند خودش ترک سوداء دنیا نمودہ بزہد و توکل در بلدۂ لکھنؤ اقامت گذیدہ فقیرانہ اوقات بسر میکند از شاگردان رشید میاں قلندر بخش جرأۃ است این شانزدہ شعر از وسیت ؎

کیوں تو پھرتا ہے ولا گرد اوسکے سودائی ہوا　　لطف کیا ملنے کا ہے اوسے جو ہرجائی ہوا

غنچۂ دل کو دم سرد سے جیسے ہے شگفت　　یوں صبا سے نہ کبھو غنچۂ تصویر کھلا

تیر سا ایک کلیجے میں مرے آن لگا　　اوسکی مژگاں کا تصور جو کیا دھیان لگا
شہر[ہ] لعل لب یار جو ہے شہر بہ شہر　　چھپنے اب سنگ میں بس لعل بدخشان لگا

بوسہ لبوں کا مجکو ملیگا کہ گال کا　　کچھ تو جواب دیجیے میرے سوال کا

ورق ۲۷۱

پھرا نامہ بر جو وہاں سے بصد اضطراب اولٹا　　دیا شاید اوسنے خط کا مرے [کچھ جواب] اولٹا

دل کے ہر داغ کا ہے رنگ کچھ اے یار نیا　　سیر کر تو بھی کہ پھولا ہے یہ گلزار نیا
کسطرح کیجے نہ پھر بوقلموں جلوہ اوسے　　رنگ ہر لحظہ دکھاتا ہے وہ دلدار نیا
اعتماد اوسکے ہو پھر قول پہ کیونکر جس کی　　دمبدم بات نئی ہر گھڑی اقرار نیا

اوجھل نظر سے ہو وے کیونکر جمال اوسکا　　آنکھوں میں اوسکی صورۃ دلمیں خیال اوسکا

زلف کے کوچے میں جو آیا دل اپنا کھو گیا عقل سے جاتا رہا مائل بہ سودا ہو گیا

غم نے آتے ہی مری تاب و تواں کو لوٹا کھد گیا مفت میں جو کچھ تھا دفینہ میرا

دل بیچنے نکلا ہوں پہ تب فائدہ ہو جب یہ جنس رہے آپ کی سرکار میں صاحب

یہ بھی کوئی بیٹھنے کا بزم میں اسلوب ہے واہ جوں جوں ہم آگے بڑھیں آپ سرکتے جاویں

کروں کس طرح باطل آپ کی بات جو فرماتے ہیں صاحب وو ہی حق ہے

پاس اپنے کل جو گلشن میں بٹھایا آپ نے چٹکیوں میں غنچہ ساں کیا کیا اوڑایا آپ نے

چاہ کا دعویٰ بھی ہے اور گھر بلانا شاق ہے ایسی چاہت کا چلو جی کون یہاں مشتاق ہے

کمترین

تخلص پیر خان مرحوم است وے سخن گوئے بود از معاصران شاہ مبارک آبرو و میر شاکر ناجی اما تا ہنگام ہنگامہ آرائی شعراے طبقہ ثالثہ مانند سر آمد سخن سنجان فصاحت امام مرزا محمد رفیع سودا و شاعر بینظیر محمد تقی میر بقید حیات بود چنانچہ بنا بر نوشتن میر در تذکرہ خود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی را کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر ہجوہاے رکیکہ بو اجبی نمود بیشتر ایہام می گفت در حق ہر جنس مردم چیزے گفتہ عامی وضع بود دستار کلاں بر سر می بست و کمر بند بلدار بر میان راست می کرد و علم در دست میداشت و اشعار خود بہ پرچہاے کاغذ نوشتہ در کمر بند گذاشتہ روز میمنت افروز آدینہ بگذری چوک غفران مآب سعد اللہ خان می برد اطفال

مکتب نشین و نوجوانان فرحت قرین باشتیاق تمام بہ بہاے تام خریداری میکردند افغان نزتین بود میگفت که این تخلص نظر بہ قوم و کم رتبہ خود در شعر گفتن مقرر کردہ ام ملخص کلام ایں یازدہ شعر از گفتہاے آں مغفور درایجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

کل ہم سے اس طرح سے باورچنی قبولی ۔ قلیہ پکا کھلاؤں میں تم کو اپنی خوشی کا

اگر بھانڈوں سے متصدی نہیں ملتے ہیں ذاتو نہیں ۔ تو پیسے کیوں کماتے ہیں یہ نقلیں کرہ براتوں میں

اگرچہ چڑوہ بھڑبھونجے مکر کر شہر کھاتے ہیں ۔ بہریوں کی کمائی سے دکاں پر پل کہلاتے ہیں

نداف کا جو لڑکا بیٹھا دکان اوپر ۔ گالوں کو صاف کر کر پنجے ہے خوب روئی

پلا کر مست نفرانی کو تاڑی ۔ اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

فوج مجنوں بھی فنا ہو سکے یہ بیدل بھی فنا ۔ کمترین تو بھی فنا نام رہے گا باقی

دس چکوروں سے چڑی مارن بھڑی ۔ آج نہیں چڑتی تو چھا پو کل چڑی

لگا پٹ جھڑ مرے اس نیم جاں کو ۔ کبھو کڑوی مری میٹھی نہ بولی

چل تماشا دیکھ موہن دید ہے کیلاس کا ۔ گلرخوں سے کھل رہا ہے باغ جیونداس کا
پہن جامہ تاش کا بینار پر اکبر کے بیٹھ ۔ جگمگاتا دیکھ تو بھی یہ دیا آکاس کا
کمترین بندوں کی خاطر حق نے یہ برسات کی ۔ پھر بچھایا ہے زمیں پر فرش ڈوبا گھاس کا

ورق ۲۷۲

گنا بیگم

مرحومہ بعضے گویند کہ تخلص وے منتظر است اما ازاں کہ بسرحد تحقیق نہ پیوستہ بود تحریرش در حرف میم مناسب نہ نمود بہرکیف وے دختر روشن اختر مرد بہشتی علی قلی خان شش انگشتی و محل خاص ذات الاختصاص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزنے جمیلہ شوخ مزاج شکیلہ ظرافت امتزاج تیز ذہن زکی الطبع خوش فکر لطیف الوضع حاضر جواب بدیہہ گو حسن الخطاب کشادہ رو بسیار صاحب جمال در امور ذیبائی خیلے دانا و صاحب کمال بود طبع شعر آشنا مزاج نکتہ پیرا فکر درست تلاش رنگین و چست داشت عروسان بکر فکر خود گاہے از نظر سخن سنج فصاحت افروز محمد میر سوز میگذرانید و گاہے زیباشاہدان زادہ طبع رنگین خویش بہ تصرف سرآمد سخن آرایان بلاغت آما مرزا محمد رفیع سودا میرسانید بہرحال ایں بیت و یک در ناسفتہ و آبدار ازآن ان نادرۃ العصر [و] عجوبۂ روزگار است ؎

[نیم] بسمل نہ چھوڑ جانا تھا — زخم ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ جب یار نے گذار کیا — دم مسیح نے سر سے آشکار کیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا — دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہے نسبت — کیونکہ ہے یہ رخ خنداں وہ ہے روتی صورت

شکوہ میاں طلب میں تری ہم بھٹک بھٹک — جوں حلقہ در پہ رہ گئے سر کو پٹک پٹک
میری بھی منت خاک کا ٹک پاس ہے ضرور — اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

آیا نہ کبھو خواب میں بھی وصل میسر — کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

لہ کچھ ۱۰۱۔

عشق میں خواب کا خیال کہاں　　نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

ابر چھایا ہے مینہ برستا ہے　　جلد آجا کہ جی ترستا ہے

جسطرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی　　اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ گرہ دے　　کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسو کی
نے نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی　　حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسو کی

عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے　　ہم کو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
رات دن جس لئے روتی ہو سو اللہ کرے　　انکھڑیو تم کو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام　　مجھکو باور نہیں جب تک نہ نشانی آوے

مجھسے کرتی نہے تری زلف کجی کیا کیجے　　دل مرا لے کے یہ کہتی ہے نہ جی کیا کیجے
دیکھنے تیرے بغیر اب تو نہیں رہتی چشم　　اسکی تدبیر کہو اب تو اجی کیا کیجے

جی تک بھی اگر چاہو تو اسواء اس نہیں ہے　　کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
کی جس سے محبت وہ ہوا دشمن جانی　　کچھ جی کا لگانا ہی مجھے راس نہیں ہے
اب خواب ہی میں وصل ترا ہووے سو ہووے　　ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

یار پردے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

کوچک

ورق ۲۴۳ ب

تخلص مرشدزادۂ جہان و جہانیان صاحب عالم و عالمیان شہزادہ وجاہت لزوم مرزا وجیہ الدین مرحوم المعروف بہ مرزا کوچک صاحب است جناب ایشان از چندے بدیار شرقیہ تشریف شریف ارزانی داشتہ رحل اقامت افگندہ از ہماں نواح برحمت جاودان یزداں شتافتہ جسد مبارک ایشان را بحضرت دہلی آوردہ بجوار فائض الانوار حضرت سلطان الاولیا برہان الاتقیا قدوۃ واصلان درگاہ پیشوائے سالکان راہ خدا محبوب رب العالمین سلطان نظام الدین قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم مدفون ساختند طبع وقاد ایشان بہ شعر و شاعری مناسبت تام داشت اما صرصر فنا گل عمر گرامی آں دوحہ سلطنت کبری و نوباوہ خلافت عظمی را بسرعۃ ہرچہ تمامتر بہ باد فنا در داد انا للہ و انا الیہ راجعون بہرحال ایں سہ شعر کہ ہریکے ازاں درے است بے بہا و لؤلوئے است لالا بہ سلک تحریر میکشم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

درویش کو تو خوش رکھ خوش تجھسے خدا ہوگا اک بوسہ ہمیں دے جا جا تیرا بھلا ہوگا

یہاں تلک پاؤں میں پھپھولے ہیں کہ قدم بھر چلا نہیں جاتا

دل بھی دوں اور جان دوں کوچک پر اپنا دیں نہ دوں آخر اپنے نام کو مرزا وجیہ الدین ہوں

کیفی

تخلص سیدزادہ ایست از سادات بارہ کہ نام وے از صفحہ خاطر فاتر حک شدہ گویند کہ شوق سے نوشتی بدرجہ اعلی در سر داردو بیشتر شعر فارسی برروے کار آوردگاہے ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں سہ شعر از وست ؎

دل جا پھنسا جو زلف میں اوسکی تو کیا کروں دام بلا میں آپ گرفتار ہوگیا

دوراں نہیں اسقدر ہے جو آشوب اندنوں　　کیا فتنہ اوسکی چشم کا بیدار ہو گیا

بیقراری سے ٹہرتا ہی نہیں　　دوستاں یہ دل ہے یا سیماب ہے

حرف اللام

در سطے ایں حرف سہ سخنگو کہ دو ازاں لطف تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ایں ہر سہ ہزدہ شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

لطف

تخلص مغل زادۂ است نیک فرجام مرزا علی نام وے در بلدہ لکھنؤ سکونت دارد و خود را در زمرہ شعرائے آنجا می شمارد شاعر خوشنوا و از جملہ تلامذ[ہ] سخن [سنج فصا] حت اما مرزا محمد رفیع سودا است ایں شش شعر از طبع زادہائے [اوست] ؎

وہ زلف ہے یا قہر کی شب کچھ نہیں معلوم　　مکھڑا ہے الٰہی کہ غضب کچھ نہیں معلوم
خاموشی ہماری کے تئیں سحر ہی جانو　　گو ہم کو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہیں معلوم
یہ بھی ہے نئی چھیڑ کہ اوٹھ وصل میں سو بار　　پہ پوچھے ہے کہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کھل گئی اب یہ کہ وصل اوسکا خیال خام ہے　　آج امیدوں[۱] کا دل ہی دل میں قتل عام ہے

[۱] کذا در ہر دو نسخہ ،

ورق ۲۷۴

رباعی

جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے	اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلادے اوسے تو اپنی تیغ نگاہ	جس کا مارا کبھو نہ پانی مانگے

لطیف

تخلص دو کس میدانم

لطیف (۱)

اوّل

عزیزے از اولاد امجاد حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ التحیۃ والسلام نیک سرانجام میر شمس الدین نام وے از سادات سورت است اما از چندے بہ بلدہ لکھنؤ توطن گذیدہ گویند کہ جوان شایستہ و با ادب و تیز ذہن و مہذب است ایں سہ شعر اوراست ؎

مژدۂ وصل اگر کوئی سناتا ہے مجھے	میں یہ سمجھوں ہوں کہ جی دان دلاتا ہے مجھے
ایسی الفت کو لگے آگ پڑے جو سطے میں	جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
گھر میں جا بیٹھ رہا اوسے خفا ہو تو لطیف	کیا ہی غصہ تری اسبات پہ آتا ہے مجھے

لطیف (۲)

دوم

میر لطیف علی مرحوم وے از سادات جہاں آبادی واز [مر] یدان وشاگردان مضمار سخن سازی را یکہ تاز مراد [؟] خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران بود در جواہر شناسی [نظرے داشت] اوقات خود بدلالی جواہر بسر میکرد ایں نہ شعر از گفتہائے ال مرحوم است ؎

ہوگیا بیگانہ ایسا آشنا گویا نہ تھا — اے وفا بیگانہ ہم سے بھی کبھو یارانہ تھا

میں گلہ کیوں کے کروں دل کی پریشانی کا — زلف کا حال بھی دیکھا تو پریشاں نکلا
روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں — گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا
گریہ آور ہوں نہ کیوں شعر لطیف اب تیرے — دل کہے تھا جسے تو درد کا دیواں نکلا

رسم گر ظلم کی کم کیجے گا — یہ بڑا ایک ستم کیجے گا

اک جلوۂ برق کر گئے ہم — آتے ہی ادھر ادھر گئے ہم
کیا ہے یہ لطیف زندگانی — دم میں جیسے دم میں مر گئے ہم

ہے درد اٹھے پھر دل ناتوان میں — کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان میں

جس جا سے کل ملا تھا یار و جواب ہم کو — پھر آ[ج لے] چلا وہاں یہ اضطراب ہم کو

حرف المیم

درسطے ایں حرف ذکر [ہشتاد] وسہ[1] شاعر اندراج یافتہ منجملہ انہا دوکس مائل و دو شخص مجرم و دو مرد محبت و دو عزیز مخلص و سہ سخنگو مرزا و دو موزون الطبع مسرۃ وسہ شاعر مسیح و دو سخن سنج مشتاق و دو شعرگو

---

[1] دو ا ۰ ا ۰

مضطرب و دو سخن آرا مفتون و دو فصاحت مشحون ممنون [وسہ] صافی ضمیر [منیر] و دو طبع [ذکی] منشی و دو صاحب نعم [منعم] وسہ ذو فنون موزون و دو ممتاز زمن تیرن تخلص میکند و جملہ اشعار اینہا ،،ف، شعراست کہ منجملہ انہا ،،لہ، رباعی واقع شدہ

مائل

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مائل (۱)

شاہ محمدی مرحوم وے بزرگے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بزیور حلم و حیا آراستہ و بحلیہ مہر و وفا پیراستہ بسیار درو بیشا [نہ] و آزادانہ ایام بسر می برد نسبت [تلمذ] بہ میاں قیام الدین علی قائم داشت و ا[ستاد] کھوریخاں آشفتہ و محمد نصیر الدین نصیر و خسر ے است و این نہ شعر از ریختہہاے طبع اوست رحمہ اللہ تعالے ؎

ورق ۲۷۵

جیا جو ہجر میں سو وصل یار دیکھے گا ‌ ‌ ‌ ‌ جو اس خزاں سے بچے گا بہار دیکھے گا

اتنا ہیں مرکے دل سے ترے دور ہو گیا ‌ ‌ ‌ ‌ اک دن بھی آگے تو نہ سر گور ہو گیا

بتوں سے ملکے گنواتا ہے دین و دل مائل ‌ ‌ ‌ ‌ یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

معلوم کچھ نہیں دل بیمار کی خبر ‌ ‌ ‌ ‌ کیا جانیے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر

لہ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

کیا کیا کہوں میں تجھے دل زار کی ہوس　　مشہور ہے جہان میں بیمار کی [ہو] اس

کہتا نہ تھا کہ باز آ ہر دم کی اس ہنسی سے　　آخر گیا نہ ظالم ایک بے گناہ جی سے

کٹا ہے سر پہ کسکی جان بے تقصیر ہستی ہے　　مگر ایک شمع کو دیکھا نہ گلگیر ہستی ہے
نہیں چمکیں ہیں تارے خندۂ دندان ؟؟ نما ہے یہ　　[کہ] شب سنکر ہمارے نالۂ شبگیر ہستی ہے

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے　　یہ اشک مسلسل ہی رہے تار نہ ٹوٹے

ماٹل (۲)

دوم

مرزا محمد یار بیگ وے جوانے است مغل زا صاحب حیا [خلیق] باادب [ب] متواضع مہذب حلیم و بامروۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں پنج شعر او راست سہ

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا　　مائل ہوا ہوں جب سے میں ایک سبزہ رنگ کا

کیا جانیے ہے راہ کدھر ملک عدم کی　　یارب نہ ر[ہے] قافلے سے کوئی بچھڑ کر

آنکھوں کے سامنے نہو وہ گلعذار حیف　　اور اوس بغیر میں رہوں جیتا ہزار حیف

مائل تجھے اضطرار کیوں ہے　　اتنا بھی تو بیقرار کیوں ہے

اخنز سے ہیں گر موتی اوس کان کے بالے کے　　ایک چاند بھی جھمکے ہے جھرمٹ میں دوشالے کے

ماہرؔ[۱]

تخلص سیدزادہ الیست مفاخرۃ الننیام میر فخر الدین نام خلف الصدق سید اشرف علیخان علیہ رحمۃ اللہ

[۱] ماہ ۱۰۱ ؟

المنان وے درابتدا فخر تخلص میکرد ہریک از نیاگانش بمنصبداری سرکار گردوں اقتدار بادشاہی ایام بسر می برد شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ و بہ سفارش آں مرحوم در سرکار دولت مدار نواب معلے القاب شجاع الدولہ بہادر بمواجب مبلغ شصت روپیہ متعلق بودہ حالا ہم [بہ بلدہ لکھنو] سکونت پذیر است و ایں ہشت شعر از گفتہائے آں روشن تقریر ست

جو اوسکے در پہ بیٹھے ہیں سمجھتے ہیں وہ درکسکا — ہوئے جو اوسکے آوارے وہ کہتے ہیں کہ گھر کسکا
ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اوٹھ کر مانگتے پانی — ہوا تیر نگہ یوں آہ دلمیں کارگر کسکا

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات — رہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات
ہمارے سائے سے چونکے ہے وہ بت وحشی — رہے ہے غیر سے جا ہمکنار ساری رات

ہمیں خیر خواہ اپنا جانو نہ جانو — کہیں گے بھلائی کی مانو نہ مانو
ہوا کام ماہر کا تیر نگہ سے — کمان ابرو اپنی کو تانو نہ تانو

بات کیجے غیر سے اور ہم سے موںہہ کو موڑیے — اب خدا سے ڈریے ان [جھنو] ں کو اپنی چھوڑیے
موںہہ نہ موڑے گا یہ عاصی گر یہی منظور ہے — لیجے سنگ جفا اور شیشۂ دل [پھوڑیے]

مبتلا

تخلص لالہ ملوک چند کائت است وے مرد نیک نہاد پاکیزہ بنیاد و اسم بامسمی [مبتلا و] با سرور خوش زیست صاحب شعور بود ایں دو بیت او ایں احقر تحریر نمود ست

سفر کے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا — نکل کے آنکھ سے آنسو نے پا تراب کیا

چلتا ہے جب تو قاصد رو رو کے ہیں پچارا　　دانوں پر آنسوؤں کے دیکھوں ہوں استخارا

منتقی

تخلص میر منتقی خلف الصدق میر جواد علیخاں ہادی است وے از مدتے ترک لباس کردہ بلباس مقید ناگشتہ آزادانہ ایام بسر می برد و در شناوری دستے دارد و در تیر اندازی دستے گاہے بنا بر [موزونی] طبع شعر ریختہ از فکرش می ترا[و] د و از نظر والد ماجد خود میگذراند ایں سہ شعر او راست ؎

ورق ۱۴۶

کیوں نہ اے زلف رہے حال پریشاں میرا　　دل ہے [سو] دامیں ترے بے سر وساماں میرا

منتقی خو[بی] شمشاد ابھی ہو پامال　　آن نکلے جو کبھو سرو خراماں میرا

نعش ہماری پہ [تو] مجمع یاراں ہوا　　پر دل پر درد کا کوئی نہ درماں ہوا

مجذوب

تخلص مرزا حیدر بیگ است وے جوانے است نیک خو از سکنہ بلدہ لکھنؤ مغل زا متبناے سر آمد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سوداؔ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و دم از [شا] گردی مربی خود می زند ایں یازدہ بیت از و است ؎

جور و جفا پہ یار کے دل مت [نگاہ] کر　　اپنی طرف سے ہووے جہاں تک نباہ کر

خاک [و خوں] میں صورتیں کیا کیا نہ رلیاں دیکھیاں　　اے فلک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں[1]

---

[1] یہ بیت سوداؔ کے دیوان طبع ۱۲۷۲ھ مصطفائی دہلی صفحہ ۲۲۶ پر بھی موجود ہے ؂

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو | بید مجنوں کی نہ شاخیں [ہم نے پھلیاں] دیکھیاں

عداوت سے [تمہاری] کچھ اگر ہووے تو میں جانوں | بھلا [تم] زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
[تمہارا] سے ہم سے جو عہد وفا ہوں اونکی تم [جا] نو | مرے [پیما] اں میں کچھ نوع دگر ہووے تو میں جانوں

بس [اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی | نہ آیا وہ] کافر [بہت] راہ دیکھی

خاموش جو اتنا ہوں مجھے گنگ [نہ] سمجھو | [ایک عرض تمنا ہے کہ آ] مونہہ پہ ا [ڑی] ہے

چاہوں مدد کسی سے نہ اغیار کے لئے | میں بھی [تو یار کم نہیں دو] چار کے لئے
ہے [در] دسری بلبل آزاد کی صفیر | موزوں ہے نالہ مرغ گرفتار [کے] لئے
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روؤں گا زار زار | جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لئے

اے میر سمجھیو مت مجذوب کو اوروں سا | ہے وہ خلف سودا اور اہل ہنر بھی ہے

مجنوں

تخلص دو کس مید انم تحریر یکے از انہا بہ تکملہ گذاشتم و بہ تسطیر دیگرے در اینجا ہمت گماشتم و آں عزیزے بود در حضرت دہلی مشہو [ر] بہ [د] رویش [سر برہنہ] نیاکانش جد بجد الہدائت و [عمدہ معاش] بودند او برہنمونی سعادۃ ازلی و [ہد] ائت لطف لم یزلی ترک علائق گزیدہ بہ لباس فقر ملبس گشتہ فقیرانہ ایام بسر می نمود مرد سیر مشق و شاگرد شاعر بے نظیر محمد تقی میر بود ہشت شعر از گفتہائے او ثبت افتاد خداش رحمت کناد ۔

پھر اب یہ چپ چلا ہے کل وہ قرار ٹھہرا — کہتا ہے مجھسے چل بے تو کب کا یار ٹھہرا

بیٹھا تھا مجکو دیکھ [بہانے سے] اوٹھ گیا — حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

پیا نہیں قدح مے کو میں کبھو تجھ بن — رہا مدام مرے جام میں لہو تجھ بن
[پوچھ] چھ [حال] تو [مجنو] ں کا اے بت کافر — خر[ا]ب و خوار وہ پھرتا ہے کوبکو تجھ بن

سجدوں [نے] میرے [قد] رت اپنی دکھائی اب تو — پوچھے ہے تجکو اے بت ساری خدائی اب تو

جتنے [دل] چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو — [مجھسے] کیا پوچھتے ہو [ا] پنے ہی جی سے پوچھو

چڑھا کر ساغر لبریز جس دم تو نکلتا ہے — ترا انداز [ہنسنے] کا گلوں کے ہونٹ ملتا ہے

[سر کٹا] دینگے ہم ا[پنا] اس تری [شمشیر] سے — لڑ گئی [تدبیر] اپنی گر کہیں تقدیر سے

مجرم

تخلص دو کس می شناسم

[اوّل]

جوانے بود از دودمان عزی الا[صنر] ام میر فتح علی نام مارتے است کہ بہ تلاش کیمیا بنا بر سوداء [مہوسی] کہ [در سر داشت از حضرت] دہلی بر آمدہ [آوارۂ دشت] ناکامی است خدا ش [خوش] داراد و بکام دل رساناد این [دو بیت از گفتہا ے آں غریب] است ؎

ہو تری فرقت میں کیا حالت ہماری دیکھیے ‌‌‌‌‌‌ [کیا] دکھاتی ہے یہ دل کی [بیقراری دیکھیے]
اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل ‌‌‌‌‌‌ چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

محرم (۲)

دوم

[شیخ رحمۃ اللہ] اکبرآبادی و [ے عزیزے است] خوشگو شیریں زبان شوخ طبع عذب البیان بذلہ سنج لطیفہ گو ظریف مزاج پاکیزہ خو نہایت متواضع و با ادب بغایت مرتبہ شناس و مہذب شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و ہم مریدآں وا [لا تبار] راز چندے بتلاش روزگار حضرت دہلی کہ [دریں] روزگار منتقیے خاصہ [از اہل ہنر حکم اکسیر اعظم] وارد و وارد شدہ خداش بہرا [د] دل رسا نادیا قاسم [بہجہا] ن سراپا نقصان نظر برا خوۃ دینی شاہ معظم [ا] لیہم خیلے بہ بزرگی پیش می آید مختصر کلام ایں بیست [و] چار بیت از کلام آں نہایت فرجام است منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۷۷

خواب میں آئی نظر شمشیر جو ہر وار رات ‌‌‌‌‌‌ دھیان میں جو ابروے خمدار کا گل رہ گیا
کر دیا سینے سے چلکر چشم میں دل نے مقام ‌‌‌‌‌‌ یہ مسافر ضعف سے چل ایک منزل رہ گیا
دیکھ کر مجلس میں تیری دلربائی کی ادا ‌‌‌‌‌‌ [ہاتھ] اپنے دل پہ رکھ ہر اہل محفل رہ گیا

[ہر] زخم ترے تیر کا اب دل کی غذا ہے ‌‌‌‌‌‌ [یا] قوت جگر ہے ترے پیکان کا لوہا
کرتا ہے جدا سبزۂ بیگانہ کو ہر دم ‌‌‌‌‌‌ یہاں باعث رونق ہے گلستان کا لو[ہا]
ہو [ذیبا] کمر پنکے ترا خنجر دمدھر ‌‌‌‌‌‌ گلتا ہے اسی شوق میں ہر کان کا لوہا

[جتنے پوچھا] مجھکو بولا ہنس کے یار ‌‌‌‌‌‌ وہ تو مدت سے دوانا [ہو گیا]
او [ٹھ] گئے [سب یار] محرم تو بھی چل ‌‌‌‌‌‌ قافلہ کب کا روانا ہو گیا

[مشغول ہو تو گنجفہ بازی (میں)] جس گھڑی ‌‌‌‌‌‌ سر اپنا پہلے نذر تری [لاے آفتاب]

نہ پوچھو شورِ غم سے اس دلِ بے تاب کی حالت
کہ [ہے معلوم سب]ا پر ماہی بے آب [کی حا] لت

آج گلشن میں پڑا بلبل قدم سے کس کے پھول
داغ و شعلے کیطرح جو جل اوٹھے جس تن کے پھول

میں دعا کرتا ہوں تو دیتا ہے ہر دم گالیاں
دیکھو اسے گلرو جھڑیں ہیں اب [د]ہن سے کسکے پھول

باغ میں مذکور اوس رخسار کا آتے ہی بس
رنگ و بو اپنی بغل میں مار کر سب [کھسکے] پھول

یار کے بند قبا کیونکر نہ محرم وا کرے
یہ کھلیں اوسے نصیبوں کے کھلے ہوں جس کے پھول

غرض اپنی کے آشنا ہو تم
مطلب [سے] جان بیوفا ہو تم

وہ کلائی جو نظر آہ کل آئی مجھکو
کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئی مجھکو

نیند آنکھوں سے اوڑی بستر [گل] خار ہوا
سات سونے کی تے یاد جو آئی مجھکو

[جب] سے [چپکے ہیں] مرے ہونٹ لب سے تیرے
نیں خوش آتی ہی نہیں کوئی مٹھائی [مجکو]

تجھمیں اور غیر میں کیا فرق ہے اے چرخ کہن
[لذت] وصل اوسے داغ [غ] جدائی مجکو

شکوہ جو کیا میں نے تو بولا [یہ] خفا ہو
گر ہم میں جفا ہے تو کسی اور کو چاہو

مسکی ہوئی چولی کہیں دیکھی ہے تمہاری
نکلا ہے جو گل باغ سے [اب چاک قبا ہو]

[ہر سانس میں] چبھتا ہے ذرا دیکھیو یارو
دل میں [کوئی پیکان نگہ کا نہ رہا] ہو

کل غیر کے گھر جانے کی کیا جھوٹ ہے صاحب
[کھا جائیے حاضر ہوں] مجھے گھورتے کیا ہو

[ہو دسترس] اپنی کہیں او [س زلف رسا تک
کم بخت] مرے بخت تم اتنے تو رسا ہو

مجبور

تخلص [میاں حق رسا است] سلمہ اللہ تعالے وے جوانے خلیق نیک اختلاط خوش خلق مضبوط ارتباط

ورق ۲۷۸

تازہ مشق پاکیزہ [خو جدید التشوق خو [شگو] است شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرساند [ایں ہزا دہ بیت کہ بوے منسوب است ایں ہیچمدان سراپا نقصان [می نگا] رد ؎

جیسے مری [وفا ہیں] نہ ہرگز قصور تھا
ویسے نباہ تجکو بھی ظالم ضرور [تھا]

جا کر تو اوس پر [دہ] نشیں کو ایسا کچھ سمجھا ناصح
دور کرے وہ ہم سے حجاب اسباب پر اوسکو لا ناصح
کیا کرتا ہے [تو] ہمکو نصیحت ہیں مجبور محبت ہم
وہ وحشی ہو رام ہمارا ایسا طور بنا ناصح

بہکے ہے کس مزے سے اوسکی زبان یارو
پڑہتا ہے جب نشے ہیں پی کر شراب کاغذ
یہہ بخت خفتہ شائد بیدار کچھ ہوے ہیں
مجبور اوس کا آیا جو وقت خواب کاغذ

[کہتے ہیں] تجکو پردہ نشیں اہل بزم پر
روشن [ہیں] تیرے سب [پہ] شرارت کے ڈھنگ شمع
بولا پتنگ شیشۂ فانوس دیکھ کر
سینے پہ عا[شقوا]ں کے تو رکھتی ہے سنگ شمع

[حلقۂ ز]لف بتاں ہیں دل عاشق یہ نہیں
ہاتھ ہیں اپنے [لیے ہے شب] دیجور چراغ
صبحدم محفل رنداں ہیں یہ [ساقی بولا]
نشۂ مے سے نظر آے ہے مخمور چراغ

جو مار بیٹھے تو دم نہ مارا ستائی گالی تو [ہس] رہے [ہم]
ستم [سہے ہیں تمہارے کیا] کیا کرو تو صاحب نگاہ دل ہیں
ہوا ہے جا کر غریق ر[حمت یہ جس کے چاہ زنخ ہیں ا]ب دل
اوٹھا ہے جینے سے ہاتھ [لیکن] اوسی کی [ابتک ہے چاہ] دلمیں
نہ [کیونکہ تاریک] ہو زمانہ نظر ہیں اوسکی [ذرا بتاؤ]
رہے ہے [لیل و نہار] جسکے خیال چشم سیاہ دل ہیں

ؔ ۱۰،۱ ہیں یہ شعر درج نہیں ۔

ہو چلے بے بال و پر پھڑکا نہ اے صیاد تو | آ تیرا احسان ہوگا کہ ہمیں آزاد تو
نیم جاں کیوں چھوڑتا ہے ایکدم کے واسطے | جنبش ابرو کا صرفہ کرنہ لے [جلاد تو]

نکلتی ہے یہ بات اوسکے سخن سے | کہ گویا پھول جھڑتے ہیں دہن سے
سراسر ہے خطا تشبیہ دینا | تمہار[ی] زلف کو مشک ختن سے

شب خوشی سے پاؤ پھیلا گھر میں تم سویا کیے | ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

[شرم] سے جنکے چھپے [یاقو]ت جا کر کان میں | اون لبوں کو دوں بھلا تشبیہ میں عناب سے

[محبت]

تخلص وو کس می شناسم

اول

نواب محبؐ اللہ خان سلمہ الرحمن خلف [الصدق حافظ] الملک حافظ رحمت خان شہید غفرہ اللہ المجید شکوہ و ثروۃ [و عمدگی] و شوکت ایشان بنابر غائت وضوح و نہائت شیو[ع] محتاج تسطیر و مفتقر تحریر نیست گویند کہ بسیار صاحب مر[و]ۃ و ہوشیار و جواد و باوقار صاحب [حلم و یا] حیا و خلیق و مودۃ اما واقع شدہ بعد شہادۃ پدر والا قدر چار و ناچار [بہ] بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ برقدر قلیلے کہ شایان ملازیانش نباشد از دست [سران فر]نگ یافتہ [ایام بسر میکند] بہر دو زبان سخن میگویند و بمضمار [ہند و فارس رخش ہمت می پو]یند صاحب دیوان ریختہ است [بہ تحریک] فرنگی پسرے قصہ [سسی پنو بزبان] ہندی نظم نمودہ و مشق سخن از میاں جعفر علی

؎۱ اسپ ترا ا.ا.ا ؎۲ نیت اللہ خاں ا.ا.

حسرۃ فر[موده ملخص سخن ایں] ہفت بیت از سخنان آن عالی شان است ؎

اوسکے کوچے کی طرف با چشم تر جو جاے گا　　　پہلے اپنی جان سے وہ ہاتھ دھو کر جاے گا

زخم دل کو مرے یوں دیکھ کے بولا جراح　　　ہاے افسوس یہ ناسور نہیں جانے کا

آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں　　　یہ جو ہو جھوٹ تو [ہم] ہاتھ قلم کرتے ہیں

ہم سے [فرقت] اسے کیا کہتے ہیں　　　اتنی وحشت اسے کیا کہتے ہیں
اسقدر یار سے گرمی کرنی　　　کیوں محبت اسے کیا کہتے ہیں

فتنہ گر تونے جو ٹک ہم سے چھپائیں آنکھیں　　　ایسے ہم روے کہ آشوب کر آئیں آنکھیں

الفت میں جسکو اشک بہانے کی [خو نہ] ہو　　　اوسکو خدا کرے کہ کہیں آبرو نہ ہو

ورق ۲۷۹

دوم

محبت (۲)

دوستدار خفی و جلی میر [بہادر] علی وے جوانے است از خاندان نجابت و دودمان شرافت محلی بحلیہ علم وحیا مخلی از دلس کذب و افترا وفادار یکرو ہوشیار پاکیزه [خو] والاخرد نیک سیرۃ [عالی] منش خوش طینت یار باش کشاده پیشانی وارستہ معاش شاد زندگانی سیر مشق پسندیده اخلاق شاگرد رشید حکیم [ثناءاللہ خان فراق] بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مہربان [و با اہل نفاق و کینہ توزاں نہایت متنفر و سرگردان] مختصر کلام بیست و ہشت شعر از کلام [آں خوبی آغاز و فرخنده] فرجام در اینجا ثبت افتاده منہ سلمہ ربہ ؎

[آزاد] نہیں سلسلہ عشق سے عاشق　　　وابستہ ہے زنجیر محبت میں سدا کا

نہیں کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو　　　[سیاه چشم بنا] ہمنے تو تیسا [باندھا]

اگر حنا ترے ہاتھوں سے خوں بہا دل کا
تو لونگا دست نگاریں سے خوں بہا دل کا

ہمکو مرض ہے عشق کا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا
اس [درد کی] کم ہے دوا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

خال [رخ جبکہ پسینے] میں [تمہارا] ڈوبا
مہ جبیں دھوم پڑی جگ میں کہ تارا ڈوبا
بحر الفت کی [لگی] تھاہ نہ کچھ دل کے ہات
غرق ہوتے مگر اتنا ہی پکارا ڈوبا

خال لب کا غنچہ لب اپنے تماشا دیکھنا
برگ گل پہ آن کر بیٹھا ہے بھورا دیکھنا

[دل کے ٹکڑوں] کو سوے زلف سیہ فام نہ بھیج
قافلہ اہل حرم کا ہے اسے شام نہ بھیج

یوں نمایاں ہے مژہ دیدہ پرآب کے گرد
جیسے [سبزہ کہیں روئیدہ] ہو تالاب کے گرد

گریں جو چند آنسو یاد مہرویاں میں جیبوں پر
حباب آسا نظر آویں ستارے پھر تو گردوں پر

کاش ہو جاوے ہمارا شب فرقت میں وصال
دن جدائی کا الٰہی نہ دکھانا ہمکو

لڑیں ہیں ابروے پیوستہ جنگ تو دیکھو
پھکیت دونو ہیں انکی ایک اَنگ تو دیکھو

صبح جب [باغ میں وہ رشک قمر پھرتا ہے]
آفتابی لیے خورشید سحر [پھرتا ہے]

[سر کو پٹک کر لگا من ہی میں من مارنے]
شب کو جو دیکھی تیری زلف [سیہ] مارنے
کچھ تو بہاں [بھید ہے محرم چسپیدہ میں]
ہاتھ جو اپنے ملے محرم اسرار نے

ہمارے ابر[مژہ] کی [مر]دم جو دیکھے [ایک پل یہ] در فشانی
تو آب گوہر ہو عرق خجلت [اور ابر] نیساں ہو پانی پانی

ورق ۲۸۰

گر تیرے ابرو کی تیغ اصفہانی دیکھتے   [جنگجو] ہرگز نہ پھر شمشیر جا[نی دیکھتے]

گوہر شب چراغ ہے قطرہ عرق کا زلف میں   قطرہ عرق کا زلف میں گوہر شب چر[اغ] ہے

ترے مکھڑے پہ خال رخ [بدیں] صورۃ جھمکتا ہے[۱]   سحر کے وقت جیسے صبح کا تارا [چمکتا] ہے

یہ شیرازی کبوتر چشم کا کل پر نکالے ہے   ہمارا اشک گلگوں ر[نگ طرفہ تر] نکالے ہے
چمن میں اسقدر ایکے بہار جوش سودا ہے   [رگ گل] کیلئے خار جنوں نشتر نکالے ہے

متصل رہنے نہیں دیتا جو ہمسایہ مجھے   کس پری پیکر کا یارب ہو گیا [سایہ] مجھے

چین دیتی ہی نہیں گردش افلاک مجھے   تھام لو[۲] بہر خدا یا شہ لولاک مجھے

ہو[۳] خبر دل کو نہ اوس کے آہ یوہیں چاہیئے   بس ا[ثر] اے نالۂ جانکاہ یوہیں چاہیئے

نہیں ہے [عکس خط سے] آئینہ بستان خاموشی   برنگ طوطی تصویر ہے حیران خاموشی
اگر جو ضبط گریہ سے میسر [چپکے] رونا ہو   [تنور دل میں اپنے بھر رکھوں طوفا]ن خاموشی

۱؎ ہایں ا۔ ا۔   ۲؎ تو ا۔ ا،   ۳؎ ہو خبر اوسکو نہ دل کی الخ ا۔ ا،

قطعہ

لکھیو نہ شعر حضرت قا[سم] بغیر تو — سمجھے گا کون یہاں] تیرے ا[شعار چیدہ کو
شا]ہین فکر تیری محبت بہو[ت] سے ہے دور — باندھے رہے ، تو تو [طا]ئر مضموں پریدہ کو

محب

تخلص [شیخ ولی اللہ] مرحوم است وے مردے بود ہندوستان زا از اولاد امجاد حضرت شاہ افضل خدا نما قدس سرہ و از شاگردان سر[آمد] شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا روح روحہ بسیار سبیر مشق دیوانے مملو انواع سخن از وے یادگار زمانہ است از چندے در سرکار دولت مدار مرشد زادہ فتوۃ پژوہ مرزا [سلیمان شکوہ] بہادر بصیغہ شاعری ملازم بود اشعار جناب ایشاں را اصلاح می فرمود بہرکیف ایں یک سہ دو یک شعر از آں مغفور است ؎

ہے زردی رنگ رخ عشاق سے ظاہر — [ہے زر] نہ نسبے عشق کبھی سیمبراں کا

[خود آرائی سے] ہو [ہے] دلشکن آہن بھی اپنا — بھلا دیکھو تو دشمن کس قدر ہے سنگ شیشہ کا

شب جہاں رقاص وہ زہرہ جبیں تھا ہم نہ تھے — ہے بجا شکوہ اس اپنے طالع [ناساز] کا

کاٹی شب فراق تو آنکھوں ہیں تا بہ صبح — ا[ب آ] پہنچ کر [روز ہے] پیاسے وصال [کا]

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہتے میں — اثر اوس سنگدل کی ہے زبا نمیں مومیائی کا

شہ خوباں نے پروانا لکھا جوں شمع عاشق کو — جلانے کا جگر کے سر کٹانے کا رولانے کا

۱؎ سہو سے ۱۰۱

مری دیوانگی کو دیکھ یار آپس میں کہتے ہیں کہ جانے دو میاں کیا لطف سودائی سے ملنے کا

مارا تمام لشکر عشاق زلف نے اپنا نشاں کھول سر جنگ سانپ کا

[دل تو پہلے لے چکے اب] کیا ہے مطلب آپکا بے تکلف وہ بھی کہدیجے کہ [ہے] سب آپکا

[مستوں کو غسل مے سے ہے ر]احت کہ بعد مرگ ایذا نہ دیوے درد سر اون کو [خمار] کا

ہیں [معتقد ہوں اپنے اس] عشق کی کشش کا پھیرا مزاج آخر اوس [میرزا] منش کا

صحرا میں خار باغ میں گل گل میں بو ہوا جس رنگ میں نمود ہوا یار تو ہوا
اوس بزم میں کسی کو ملا غم کسی کو عیش ساغر کو خندہ گریہ نصیب سبو ہوا

کچھ بات تو بناؤں گو تنگ حوصلہ ہوں [گر مجکو مجبہ] میں چھوڑے فکر دہان تیرا

غیر حب علی نہیں اس[1] میں اے محب واہ واہ دل میرا

تو اور تری چاہ پہ چپستا کیا صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

صورۃ گلدستہ ہر نقش قدم پر ہے بہار ہے خرام ناز میں اوس گل کے گلشن [زیر] پا

دل مومن خدا کا گھر ہے یہاں عشق بتاں پایا غلط ہے یہ کسی کے گھر میں کوئی گھر نہیں کرتا

[1] دل ا۔ و۔

ورق ۲۸۱

عبث مانع ہوے رونے کے تم اے ناصحو اسدم　　عجب حالت میں تھا میں دل سے میرے غم نکلتا تھا

دلربا اور کہیں ہے تجسا　　اے مری جان نہیں ہے تجھسا

وہ شعلہ خو لب دریا کرے جو بادہ کشی　　ہو عکس اوس کے سے ماہی کباب ورنہ آب

عاشق مست کی پیدا ہوا گر خاک سے تاک　　صاف ہر دانہ انگور میں [اکسیر] ہو آب

جو کچھ کبھو نہ کہا تھا سدھارے کہہ کے آپ　　سنتے میں [آ]ج عجب بانکپن سے بہکے آپ

تو بے دید ہے ایک او بے مروت　　ترے چشم کافر ہیں دو بے مروت

کر سیر ٹک حدیقہ دل کی کسی کے شیخ　　پھر کہہ جو سبز ہووے تو باغ جناں کی بات

وہ بھی دن پھر دکھلائے گا اللہ　　رات کو سوے تو گلے سے لپٹ

اے گل خنداں ثبات عمر ہے شبنم سے [کم　　یہاں] بہار رنگ پہ ہنسنا ہسانا ہے عبث

کہیں پروین کو منتشر نہ کریں　　جھوم جھوم اوس پری کے جھوکے آج

ہم لعل لبوں کو ترے جھوٹا نہ کہینگے　　تو کہہ کہ نہ لایا کبھو یک حرف بلب سچ

صبح طرب کو شام غم است تیرہ روش نہ کر　　مکھڑے پر اپنے کھول نہ کاکل علی الصباح

دوش ہوا پہ روح شہیدان عشق ہے ۔۔۔ یا رنگ سے حنا کے ہے اوسکا ترنگ[1] سرخ

پھر جاے رخ صفوں کی صفونکا کماں کیطرح ۔۔۔ سیدھا کرے جدہر کو مرا تیرِ آہ رخ

کب [بنا سودا] صبا اوس کی شمیم زلف کا ۔۔۔ تو خریدا چاہتی ہے مشک یا عنبر کے نرخ

کیا ہے جسنے دنیا چھوڑ سطح خاک پر بستر ۔۔۔ بچھا اوس کا مسیحا سے پرے افلاک پر بستر
قرار اس باغ میں جوں شبنم و گل کس کو ہے یکجا ۔۔۔ کبھو ہے سیج پھولونکی کبھو خاشاک پر بستر

تجھسا نہ محب زیر فلک کوئی ہے تیرا ۔۔۔ پیارے نہیں تجھسا بھی دلارام زمیں [پر]

[سحاب و] برق ہیں یا شیشہ و ساغر ہیں کیا ہم تم ۔۔۔ کہ ہم جسوقت روویں تم ہو اوسوقت قہ قہ کر
زمیں میں گڑ گئے دیکھ اوس قد رعنا کو خجلت سے ۔۔۔ لب جو پر اکڑتے تھے کھڑے [کیا سرو] لہہ لہہ کر

آب اشک دیں گو ہر مژہ چشم کو لیکن ۔۔۔ یہ نخل نہ لاویں [گے سحر] لخت جگر بار

تو نے کیا [ہے] ایک مدۃ سے ہمکو یہ انعام مقرر ۔۔۔ لیوے نام ہمارا تیجھے پہلے دے دشنام مقرر

ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے ۔۔۔ میخانہ ہو رہا ہے گلزار تیری خاطر

ولدوز نگہ یار کی ہوتے ہی مقابل ۔۔۔ برچھی کی انی سی مرے[2] سینے میں گئی گڑ

---

[1] برنگ و ۔ و ۔ [2] گئی سینے میں مرے گڑ ۔

پار کر دینے کی خاطر کشتی امید کو　　آہ سی باد مراد اور اشک سا دریا ہے بس

میں ہوں اور دلبر ہو اور ہوں راس چپ یہ دو ندیم　　جام [دست] چپ کے پاس اور شیشہ دست راست میں

یہ آتش باغ میں ہم نے لگی دیکھی تھی کل تجھ بن　　[نسیم آتش چمن آتش گل] آتش گل کی بو آتش

دن وصل کے وعدے کا کبھو یاد نہ رکھنا　　[کیوں اسے بت پیماں شکن] اقرار فراموش

نگاہ شوخ ہے غارتگر ہوش　　ہجوم خواب ہے صبح بنا گوش

عجب کیوں طائر دل کو اسیر عشق کرتے ہو　　کہ واں ہے دانہ آتش دام آتش اور قفس آتش

قاصد تجھے قسم ہے خط اوس کو دیکے بعد　　تھوڑی سی بہت زبانی بھی اسکے نہ بھول عرض

ورق ۲۸۲

وہ سمجھیں کہاں وہ دھجیں کبھر وہ اکڑ کجا وہ پھبن غلط　　ترے قد سے دعوی ہمسری جو کئے ہے سرو چمن غلط

دین و دل سب لوٹ لیتے ہیں کہاں کا اختلاط　　ہے خدا کا قہر ان کافر بتاں کا اختلاط

تم نے تو کیا اوٹھائے ہماری وفا سے حظ　　پائے ہمیں نے [خوب] تمہاری جفا سے حظ

تری وضع بیگانگی نے نہ چاہا　　رکھے آشنا آشنا سے توقع

تم میں پتنگ کے وہ جلنے سے بھڑکے ہے آگ　　خلقت کو ہے شگوں کہ ہوا خندہ زن چراغ

اے بندہ پرور اتنا لازم ہے کیا تکلف — اوٹھیے غریب خانے چلیے بلا تکلف

دیر و حرم ہے دل میں یہاں شیخ و برہمن [اسے] محب — بھٹکیں ہیں رستا چھوڑ کر ایک اسطر[ف] ایک اوسطرف

مدفن سے عاشقوں کے وہ گلگوں سوار حیف — [قدرے] عناں کشیدہ نہ گذرا ہزار حیف

دل اوسکو دیکھے ہیں انعام سے نہیں واقف — چہ جاے بوسہ کہ دشنام سے نہیں واقف

اوسکے آگے بات مونہہ سے کاڑھنی دشوار ہے — بل بے تیرا بانکپن اللہ رے تیرا طمطراق

[عاشق] تیری آنکھوں کے [چمن] زار جہاں سے — تسکین کے لیے ہیں گل بادام کے مشتاق

لرزاں ہے مرے نالے سے جان و جگر برق — جلتے ہیں مری آہ کے شعلے سے پر برق

ہم اوس بت کافر کی پرستش میں ہیں اے شیخ — آنکھوں سے جسے پوجیں ہیں مردان خدا تک

مائل کب استخواں [سے ہوا] جز روے عاشقاں — ہے یہ خورش پسند ہماے شکستہ رنگ

بیشتر ابر و ہوا میں خوشنما ہے رنگ گل — نشۂ مل سے مگر مل کر بنا ہے رنگ گل
اوس گل عارض کو جوں خورشید تاباں دیکھ [کر] — شبنم بے تاب ہو کر اوڑ چلا ہے رنگ گل
عکس چشم مست ساقی سے چمن میں بزم کے — مے نہیں جام بلوریں میں [بھرا] ہے رنگ گل

یوں نوک ہر مژہ پہ نمایاں ہے لخت دل — جس طرح شاخ گل سے رہی ہو کلی نکل

ابر و باراں کو نہ لوں دیدۂ نمناک کے مول	صد چمن گل نہ خریدوں دل صد چاک کے مول
پھونکدے رشک سے گو اوسکو فلک پر نہ بکے	بر[ق] رخشندہ تیرے غمزۂ چالاک کے مول

خنداں لب اوسکے روسے قلح اور قدح سے ہم	بوسے کے [مست] بوسے قدح اور قدح سے ہم

مزرع امید دل کب سبز ہووے ابر سے	اشک [کی] بارش سے یہ چشم کرم رکھتے ہیں ہم

ہم ہیں کدہر کہاں ہیں جو ہم ہیں تمہیں نہیں	سب [ہیں] تمہیں تمہیں ہو تمہیں سو ہمیں نہیں

آراستہ آنکھوں نکے گھر تیری ہی خاطر ہیں	چھپر کاؤ ہے پنکھا ہے چلمن ہے کٹھرے ہیں

خار ہے گلشن میں اوس گل بن ہمیں گل چشم ہیں	جسکے فرقت میں جو دیکھیں گل پڑے گل چشم [ہیں]

ہم سے کیا ہموار ہے پست و بلند راہ عشق	آہ آں طرف فلک اور اشک [آنسو] سے زمیں

بہت نقشیں کبک کی رفتار کی دھوتیں سو اب تیری	[ان] چیلیوں [کی] چالوں نے و[ہ] سب پاؤوں تلے ملیاں

ساقی کو لے بغل میں ہم توبہ توڑتے ہیں	زاہد کے سر [سے شیشہ] تقوی کا پھوڑتے ہیں

جنوں کے پڑا ہاتھ کار گریباں	پھٹا اوڑ [گیا] تار تار گریباں

درد اوس بیدرد کے آگے کہا جاتا نہیں	بن کہے بھی سخت مشکل ہے رہا جاتا نہیں

ورق ۲۸۳

ہیں ہی تم سب کا بنا تیر ملامت کا نشاں	اوس بت سرکش کو یارو کوئی سمجھاتا نہیں
ہماری چاہ صاحب جانتے ہیں	کہوں کیا آہ صاحب جانتے ہیں
اوس صندلی قبانے کیا نقش پاسے آج	تودہ عبیر کا مری خاک مزار کو
اور تو کیا کہیں ایک آن جو ہم تک آؤ	[نذر جی] کرتے ہیں سوجان جو ہم تک آؤ
محبت سے طریق دوستی سے چاہ سے مانگو	مرا صاحب کسی سے دل جو مانگو راہ سے مانگو
عکس اپنے سے زمین پر آفتاب روز حشر	کر دکھایا اوسکے رنگ آتشی نے [آئینہ]
سائل بوسہ اگر ہوں تجھسے تو غصہ نہ کر	جان من درویش را چیزے مگو چیزے بدہ
تو ملے گلے سے غیر کے ہم بھی ترے حضور	کاٹیں گے اپنا آج گلا کیا مضائقہ
بے نشاں زخم سے اوس تیر نگہ کے دل میں	درد رہتا ہے نہ پیکاں نہ سری رہتی ہے
کیوں محبت افسوس ہم میں اوسمیں کیا تھا اختلاط	ذکر مدت کا نہیں یہ حال کا مذکور ہے
یہاں غرض گل سے [نہ] بلبل سے [ہمیں] نے ابر سے	سینہ صد چاک و دل نالان و چشم زار ہے
[بڑہ] کچھ تو ایک بوسے پہ اے یار اور بھی	ہیں جنس دل کے ورنہ خریدار اور بھی

لہ کذا

بتان سنگدل بے رحم ہیں سخت ملومت [انسے] اسے بندو خدا کے

تیرے جو یہی ستم رہیں گے تو کاہیکو جیتے ہم [رہیں] گے

دیکھوں ہیں نظر بھر تجھے ایک آن تو دم لے یہ اشک مژہ دیدۂ خونبار سے [تھم لے]

در پر اوس گل کے محب [تم] سے ہزار پھرتے ہیں دل بیچنے والے پڑے

[کیچلی ڈالے] ہوے ہر ایک کا [لا] ناگ ہے تیل ہیں دیتے جو تیرے موئے سر بھیگے ہوے

[رہتے ہیں بے اشک] یوں آنکھو کے گھر سوکھے ہوے سیپ جیوں خالی پڑے ہوں بے گہر سوکھے ہوے

کس کی ہنسی کی دھوم یہ آئی چلی چلی گل گل شگفتہ ہے جو چمن کی کلی کلی
مجھ [صید] ناتواں پہ نہ صیاد ہاتھ ڈال دب جائیں گے یہ مشت پر انگشت کے تلے

وام گل مانگے ہے رنگ بو صبا کی معرفت گلشن ہستی ہیں اوس کے چہرہ گلفام سے

گل اندامون سے ملکر [آپ کو] رسوا کیا ہم نے بہت چہکے ہزار افسوس ہے یہ کیا کیا ہم نے

محنت

تخلص مرزا حسین بیگ است وے مغل زادئے است از سکنہ مغل پور حضرت دہلی اما از مدتے [یار] رہ مشرق افتادہ بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ ہمانجا نشو و نما یافتہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد [نسبت تلمذ] بہ میاں قلندر بخش جرأۃ دارد این ہفت شعر از وے است ؎

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا | مرجاؤنگا قفس میں نہ ایسی خبر سنا

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا | بک بک کے میرا مغز نہ کھا میں [نہیں] سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن | کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا
اوس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو | [مجھے نہ کہو] بہر خدا میں نہیں سنتا
محبت کو ہے یہ ضعف کہ کچھ اپنی حقیقت | کہتا ہے وہ مجھسے تو ذرا میں نہیں سنتا

[ہو] رحم نہ کچھ اوس [بت] خونخوار کے دل میں | جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دل میں

کل شب وصل میں کیا جلد بجائیں گھڑیاں | آج [کیا مر گئے] گھڑیال بجانے والے

ایں ور بیت بہار ابعضے درسلک انتظام دادۂ میاں غلام ہمدانی مصحفی منتظم می سازند واللہ اعلم بحقیقت
[۱] الحال

محمود

تخلص مردے [است] حافظ قرآن مسمی بہ محمود خان کہ اسم سامی خود [را بتمامہ] جائے [تخلص جا] میدہد وے از افاغنہ سہرند و مرد ہوشمند [خوش] اختلاط نیک ارتباط است پدر والا قدرش بہ وقائع نگاری محالات آں نواح از قبیل حکام دار الحکومت کابل عز امتیاز داشت گاہ گاہ فکر شعر میکند اشعار متفرقہ دارد نہ بیت ازاں ایں احقر می نگارد ؎ ورق ۲۸۴

بایں شباہت وصورۃ بایں وجاہت وحسن | کوئی جہاں میں تو ایسا جوان ہو پیدا
نہ لیجے نام [کیجو میوہ] سے کابل کا | یہاں اباد میں گر خشک نان ہو پیدا

اوسے یہ لخت جگر جا کے دیجیو قاصد | جو پوچھے خط ہے کہاں آہ کیجیو قاصد

برق چشمک زن ہوا پیماں شکن جوش بہار
مژدہ اے ساقی ہوا پھر بخت خوش بختاں سفید

دیکھ گل تکیے کو تیرے رشک سے اے مہ جبیں
آسماں پر ہو گیا شب یہ مہ تاباں سفید

چشم خون آلود کی دولت [سے اے محمود] خاں
ایک دن ہمنے نہ دیکھا جیب اور داماں سفید

نسیم چاہیئے مرغ چمن کو کیا زنجیر
کہ رشتہ رگ گل ہے لئے بپا زنجیر

پکار جاکے نہ در پر تو اوسکے اے محمود
مباد گھر سے نہ نکلے ہلا کھڑا زنجیر

عجب انداز سے کل شیخ جیو جاتے تھے مجلس [کو]
[کہ] تھی ہر گام ہم پر دانہ تسبیح کی کھڑ کھڑ

محسن

تخلص محمد محسن مرحوم است وے از اقربائے قل[بیہ سخن] سنج بدیہہ گو سراج الد[ین] علی خاں آرزو بود باشاعر بے نظیر محمد تقی میر ہم سر رشتہ یگانگت داشت بقدر حال از علوم [عربیہ بہرہ] اندوز و بر مطالعہ کتب متداولہ فارسی فیروز و بسیار سلیم [الطبع و] نیک خو و نہا[یت] [شیر]یں زبان و پاکیزہ گو بود و بعد رحلت خان مرحوم بر متملکانش قابض گشتہ ح[سب دلخوا]ہ تصرف می نمود اگرچہ بیشتر شعر فارسی گفتہ اما دیوان ریختہ ہم از وے سر انجام [یافتہ] لیکن بمر [ور] زما[ن د] [مضی اوان] اندراس پذیرفتہ کمیاب بلکہ نایاب گشتہ چار شعر کہ زبانی پیران [قدیم] بسمع رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ او راست عفی اللہ عنہ ؎

جسدن تری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر یک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

مرا رنگ رو اسقدر زرد ہے
کہ یہاں زعفراں زار بھی گرد ہے

اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور
مرے پاس بھی ایکدم سرد ہے

محزوں

تخلص عالم شاہ مرحوم است وے از بزرگ زادہاے قصبۂ امروہہ [بود و دراں] نواح اشعار نومشقاں را اصلاح می فرمود و علم استادی می افراخت وکوس شاعری می نواخت ایں دو شعر اوراست ؎

بے محابا چاک کرتا ہے گریباں کے تئیں — کس کے آنے سے چمن میں [گل] کو سودا ہو گیا

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزوں غم کی داد — کوہکن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی

محشر

تخلص دو کس سید انم امانوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب می پندارم] و دیگرے مرزا علی نقی مرحوم است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر بود و تولدش در بلدہ لکھنؤ رو نمود [بہر دو زبان] مشق سخن آرائی می ورزید یک چند وارد حضرت دہلی شدہ اشعار خود از نظر فیض [اثر] مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید گویند کہ راکشتہ بقصاص رسید و مجاور رحمت ایزدی گردید ایں دو بیت اوراست ؎

گفتگو [اردو] زباں کی کوئی ہم سے سیکھ جائے — کیا ہوا دلی میں محشر اپنی پیدائش نہیں

[جاں] منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے — جلدی پہنچ کہ تیرے ہی [آ] نے کی ڈھیل ہے

محترم

تخلص خو [اجہ محترم] علیخان عظیم آبادی است وے از عمدہاے آں نواح و مردے باصلاح و فلاح بودہ [شا] گردی شاہ گھسیٹا عشق نمودہ ایں ہشت بیت از [1] واست ؎

جو دل سے گرے اہل دلوں کے وہ [کدھر کا] — دنیا کا نہ دیں کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا

سو بار گر لبوں پہ آ میری [جان پہنچے] — تو بھی نہ دیکھنے کو وہ بد گماں پہنچے

پیغام اب جنوں کے آنے لگے ہیں مجھ تک — شائد بہار کے دن نزدیک آ [ن پہنچے]

[1] اورا ۹۰۱۔

اے محترم اتنی اشکباری — کھل جاوے ہے ابر بھی برس کر
رونا ہے تیرا یہ کیا کہ جسے — بدنام ہوا میں اتنو بس کر

شفعانے مرے کہا اون سے — محترم [کو] کہو تو یہاں لاویں
لگے کہنے یہ شرط کر لو تم — ہم جو مجلس میں اپنی بلواویں
رونہ دیوے کہ جسکے رونے [سے] — [سا]ری مجلس کے [پیچھے] جاویں

ورق ۲۸۵

مخلص

تخلص دو کس می شناسم

مخلص (۱)

اوّل رائے انند رام دہلوی وے از فارسی گویان قدیم المشق و از شاگردان سخن طراز حق مشتغل مرزا عبد القادر بیدل بود و در آخرہا بہ سخن سنج بدیہہ گو سراج ا[لدین علیخا]ن آرزو توسل جستہ مدتے بشغل دیوانی [سر]کار دولت مدار نواب غفران مآب اعتماد الدولہ قمر [الد]ین خان بہادر اشتغال نمودہ دیرسے از دبیر بصیغہ وکالت نواب مستطاب [القاب] ذکریا خان المعروف بہ خان بہادر عفی اللہ [عنہ] بسر فرمودہ بسیار حلیم و خلیق علیہم الخلافۃ مخلوق گشتہ بود در تذکرہاے فارسی گویان احوالش بشرح و بسط مندرج است من اراد الاطلاع [فلیرجع] مخلص سخن گاہے بنابر تفنن طبع شعر ریختہ ہم از وے بصفحۂ زمانہ نقش افتادہ منجملہ آں دو شعر کہ باین احقر رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ او راست ؎

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

بعضے مصرعہ اول را بدیں [طو]ر میخوانند ع ہر صبح آو تا ہے تیری برابری کو

و اغلب کہ بہمیں طور خواہد [بود زیر]ا کہ زبان آں وقت مناسب می نماید ؎

آنے کی دھوم کس کے گلشن میں یہ پڑی ہے — ہاتھ [میں لیے] کا پیالہ نرگس لیے کھڑ[ی] ہے]

مخلص (۲)

دوم مخلص علیخان مرشد آبادی وے از عمدہ زادہاے [آں دیار] و بسیار صاحب اقتدار بود از ہر کس بودۂ مردۂ پیش می آمد و مردمی می نمود مدتے است کہ بدار القرار رحلت گزیدہ برحمت حق وا رسیدہ این مطلع [از و] است عفی اللہ عنہ ؎

[بھوت تا] اپنو پہ تو کرتا [ہے] جفا کہتے ہیں   بے وفا لوگ تجھے دیکھ یہ کیا کہتے ہیں

[مختار]

[تخلص] غلام نبی خاں [استاد] زادہ نواب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است عفی اللہ عنہ کہ درابتدا کلام تخلص میکرد و شعر فارسی بیشتر می گفت گاہے اشعار ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں مطلع منجملہ انہا است ؎

ہیں اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے   ملایا جنے تجھا یار اوس اللہ کے صدقے

مرید

تخلص مرید حسین خاں مہین پور انعام اللہ خاں یقین است علیہما الرحمۃ والغفران [و] سے سپاہی وضع نیک طبع خوش نہاد [درویش] بنیاد بود اشعار متفرقہ وارد ایں دو بیت ازاں آں مرحوم است ؎

کیا ہی ہاتھوں میں ترے سجتی ہے شمشیر و سپر   کیا اکڑنا تجکو اے رعنا جواں دیتا ہے زیب

درد اور غم میں مبتلا ہیں ہم   دردمندوں کے مقتدا ہیں ہم
کس طرح غرق ہو سفینہ درد   کشتی غم کے ناخدا ہیں ہم
مثل سیماب کیوں نہ دل تڑپھے   آئینہ رو سے اب جدا ہیں ہم

شاید یہ تیغ تیری [سیماب] ہیں بجھی ہے   کشتہ تری نگہ کا مضطر ہے اب کفن میں

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا   ڈرتا ہوں کہیں صبح کی پھر شام نہ ہووے

وفا کا حق ادا کرنیکو ہم درمان سے گذرے   [گذرا] ظلم سے ظالم ہم اپنی جان سے گذرے

لہ کذا اپنوں

و[اقف] اگر نہیں تو نہ ہو ہم سے ہمصفیر — ایک مدت اس قفس میں ہیں ہم بھی رہا کیے

رباعی

میں غور کیا جو چشم دل سے ہر سو — جتنے کہ یہ گل نکلے ہیں گل سے ہر سو
گلشن میں جہاں کے [دیکھ ہستی اپنی] — آئے جو عدم سے ہیں تجل [سے] ہر سو

مرہون

تخلص مرزا علی رضا مشہدی الاصل جہاں آبادی المولد [شاگرد] رشید میر نظام الدین ممنون است سخنش بہ سخن استادش می ماند [ہفت] شعر از آن [این] احقری [نگار] دے

ہر آرزوے دلکو حرماں نے خوں کیا ہے — گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو [کا]

[عرق] اس لطف سے ہے زیر زلف اوس رخ تاباں پر — شب مہتاب [میں] جلوہ [ہ] ہو جو [ں] عقد ثریا کا [ ]
[سراپا] ہوگیا آئینہ ساں جو محو حیرانی — دل مرہون ہوا ہے تجکو کس کے روے زیبا کا

پڑا [ہے شور جیب سے] دلمیں اوس کان ملاحت کا — یہاں ہر زخم ہے مہماں نمکدان قیامت کا
نہیں ہے ملتفت مدت سے یہاں وہ د[شنۂ] مژگاں — لب ہر زخم دل سے خوں ٹپکتا ہے شکایت کا
یہاں گو حوصلہ طاقت کا [بر]گ کاہ سے کم ہے — ولے روکش سدا رہتا ہوں میں صد کوہ محنت کا
شہید لطف قاتل ہوں کہ بعد از قتل کل اوس نے — کیا ہے جرم لب افسوس انگشت ندامت کا

مرزا

تخلص سہ کس میدانم

مرزا (۱) **اول** مرزا صادق علیخاں مرحوم عرف مرزا [مد]د اللہ وے مردے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر

ملہ گذا در ہر دو نسخہ

ورق ۲۸۶

والفساد نہایت ظریف الطبع نیک نہاد مزاح دوست مسرۃ بنیاد در موسیقی خیلے دست اعلےٰ داشت ونقشہاے بدلیعہ می نگاشت شاگرد رشید سرکردہ سرود سرایان [میاں نعمت] خان بنایت خوش اختلاط وشیریں زبان نقشہایش مشہور عالم وثنایش برزبان اکثرے از بنی آدم باسراید شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ربط مستحکم داشت و یارجانی و دوستدار روحانی ورامی انگاشت گویند کہ مرزا بجد بسیار [بجہد] بے شمار استدعاے ترک شاعری از وے نمودہ ووے براے خاطر داشت مرزا ترک ایں فن شریف فرمودہ ملخص کلام ایں [سہ] بیت از زادہاے طبع رساے آں مغفور است ؎

اوسکی خوسے نہیں واقف انہیں روتے سے کام | کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گر[یاں] مجھے

ایک بات ہے پر کیونکہ کوئی موتہہ سے نکالے | کہدوں تو ابھی سن کے کہے پھٹ پے رزالے
دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جالے | اے واے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا (۲)

دوم مرزا محمد حیدر آبادی وے تورانی [الاصل] بود از دو سہ پشت بدیار [د] کن توطن گزیدہ بہ [سپاہگری ایام بسر می نمود] اظہار خلق جمیل خود بہرکس وناکس میفرمود دو بیت از قصیدہ اش [کہ] در مدح [ناظم] آنجا گفتہ وبمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

عجب ہے [تجھ پہ] اگر ہوں نہ جن وانس فدا | کہ نام نامی ہے تیرا تو اعظم الامرا
سوار ہووے تو جب پالکی میں اے نواب | نگاہ روبرو اقبال بولے آگے آ

مرزا (۳)

سیوم حکیم فضل اللہ پانی پتی المعروف بہ مرزا نیناوی جوانے است ظریف الطبع کشادہ پیشانی مزاح دوست نیک زندگانی خلیق ویار باش خوش طبع وپاکیزہ معاش صاحب شعور خردمند قابل صحبت ارجمند نسبت خویشی بہ حکیم محمد حفیظ خاں سلمہ الرحمٰن کہ از احفاد امجاد برادر بزرگ سخن ساز حق مشتغل مرزا عبد القادر بیدل کہ مرزا عبد اللہ نام داشت ہستند دادہ و بہر دو زبان سخن از زبانش می تراود ایں ہفت بیت از گفتہاے وے است سلمہ ربہ ؎

اس طرف یار کا گذار نہیں | دل بے تاب کو قرار نہیں
سخت مشکل ہے ہجر میں جینا | زندگی اپنے اختیار نہیں
خالی اوسے نہیں ہے کعبہ و دیر | کونسے سنگ میں شرار نہیں

سلہ عفی اللہ عنہ ۱۰۱۔

رباعی

جس جا پہ غرورِ دلربائی دیکھا   واں مظہر کامل خدائی دیکھا
اعجاز میں جو ہویدبیضا سے دوچند   دیکھا تو وہ پنجۂ حنائی دیکھا

دیگر

اے چرخ تری ہزار [بازی] ہی دیکھی   ہر لحظہ نئی ہی ترکتازی دیکھی
آخر کو کرے تو داغ دل کو [نا] صور   دیکھی تیری یہ چارہ سازی دیکھی

ھروۃ

تخلص [شیخ ا] صغر علی خلف الصدق حکیم کبیر علی کبیر سنبھلی است وے جوانے قابل و طالب علم عقلمند و صاحب حلم ہوشیار محبت پیرا شاگرد سرامد شعرائے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا است قصۂ [دلچسپ] در جواب بدر منیر میر حسن مرحوم برشتہ نظم کشیدہ و [بقدر] استعدا [د] خود [بہ] تہذیب و آراستگی وے وا رسیدہ اکثر غزلہائے طولانی موزوں فرمودہ [اکتساب] فن طبابت وغیرہ از پدر والاقدر خود نمودہ ایں دو بیت از گفتہائے اوست ؎   ورق ۲۸۷

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگاہ کا   چیں بر جبیں ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہوں گردش نصیب میں   پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

کیا صدف ہوں میں جو رکھوں ہر گھڑی گوہر بدست   جوہر شمشیر سوں رہتا ہوں نت خنجر بدست
اپنی صیادی پہ وہ صیاد کیا نازاں ہے واہ   آگیا ہے ایک جو مجسا طائر بے پر بدست

ہے حسن کی ایک موج سر ماہ مبیں پر   قطرے یہ عرق کے نہیں اوس چین جبیں پر

کیوں تو نے وا کیا تھا بندِ قبا چمن میں   اوڑتی پھرے ہے بلبل گل سے خفا چمن میں
نرگس کی آنکھ تجھ پر پڑتی ہے بے طرح سی   مت وقت شام جانا بہر خدا چمن میں

ق

مہرِ رو پر تیرے گیسوے سیہ کے نیچے　　خالِ مشکیں مجھے اسطرح نظر آتا ہے
جسطرح وقتِ سحر موسمِ سرما میں غزال　　شاخِ سنبل کے تلے دھوپ کھڑا کھاتا ہے

مزمل

تخلص شاہ مزمل مرحوم است وے از شعرائے طبقہ دوم درویش آزاد منش نیک روش بود شعرش [بر] وبہ
آں وقت است و ایں سہ بیت ازاں ال مغفور ؎

آنکھ لاگی سو گیا سونا نہ تھا　　ہوگیا وہ کام جو ہونا نہ تھا
میں نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے　　[نقد] ایسا [انگاں] کھونا نہ تھا
من ہرن میرا مزمل رم کیا　　دشمنوں کے من کی چیتی ہوگئی

مسافر

تخلص میر پا [شندہ] مرحوم است وے عزیزے بود کہ در ایام [سا] لف [بحضر] ت دہلی بجمدگی ایام بسر
می برد در آخرہا بنا بر افراط و تفریطے کہ در ہنگامہ افاغنہ ابدالی دریں دیار جنت آثار رو داد رخت سفر بربستہ بقصبۂ
بریلی رحل اقامت افگندہ ایام حیات مستعار سپری نمودہ از ہمانجا سفر آخرۃ گزیدہ مسافر جوار رحمت حق گردیدہ ایں
دو بیت ازاں ال مرحوم رحمت ایزدی است ؎

مار دنیا پہ لات بیٹھے ہیں　　دھو کے عقبےٰ سے ہات بیٹھے ہیں
شش جہت سے پھرا کے اب منہ کو　　یار سے ہو دو چار[1] بیٹھے ہیں

مسرۃ

تخلص دو کس سید الم
اول برخوردار کامگار شیخ وزیر علی مد عمرہ وے نوجوانے است ارجمند بسیار سعادتمند صاحب حیا نیک باوفا　　مسرۃ (۱)
نہایت مودب بغایت مہذب شعر خود از نظر برخوردار ستودہ اطوار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ میگذراند

[1] کذا ا. ر.

خدا تعالے ہردو را بعمر طبعی رسانادو بمرادات دلی فائز گرداناد بیست و یک شعر از طبع زادہاے آں نونہال اقبال در اینجا ثبت افتادہ منہ مدعمرہ

ہاتھ آجاے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر ۔۔۔ رکھوں چھاتی سے ہیں اوس شوخ کی تصویر لگا
زلف دلدار کا ہوتے ہی مسرۃ قیدی ۔۔۔ گھر کا د[ر] موند کے بیٹھا ہے وہ زنجیر لگا

خواہش گل ہے کسے کسکو ہے گلزار کی یاد ۔۔۔ ہم کو رہتی ہے سدا اپنے ہی دلدار کی یاد

کیا گرم وہ بولا مجھے کل [تیر لگا کر] ۔۔۔ یہ سرد ہوا کیا کروں شمشیر لگا کر
کر یاد بہت میں دل دلگیر کو رویا ۔۔۔ [کل] غنچے کو [لے] چھاتی سے تا دیر لگا کر

تقریر کی مسرۃ رکھتا نہیں ہیں طاقت ۔۔۔ بے درد [کو] سناؤں [غم] کی [کتاب کیونکر]

تار تار اس دل بے جاں کو کرے ہے ہر دم ۔۔۔ تیری اے [یار یہ ا]س طرۂ دستار کی [رمز]

خون دل اسطرف پیتے آہ ہم ہر آن ہیں ۔۔۔ اوسطرف بیٹھے چباتے وہ خوشی سے [پان ہیں]
محو دیداروں کا تیرے سادہ رو یہ حال ہے ۔۔۔ مونہہ سے کچھ کہتے نہیں جوں آئینہ حیران ہیں

جان [کا خطرہ نہیں] ہمکو مگر یہ سوچ ہے ۔۔۔ تجھے او خونخوار عالم دیکھیے کیسی بنے
زندگی سے عشق میں [پہلے] ہی دھو بیٹھے ہیں ہاتھ ۔۔۔ کس لیے پھر یہ کہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں ہے ۔۔۔ دل کو بھی کسو طرح سے آرام نہیں ہے

آنکھوں نے مشابہ ہے تری اسلیے ہم [نے] ۔۔۔ منظور نظر نرگس بیمار بہت کی
اب تاب تحمل کی نہیں جانتے ہیں ناچار ۔۔۔ خاطر سے تیری خاطر اغیار بہت کی

جسدم جھڑی لگے مری اس چشم زار کی
پھٹ جائے چھاتی دیکھ کے ابر بہار کی
پتھرا گئے یہ دیدۂ تر راہ دیکھ دیکھ
کیا پوچھتے ہو ہم سے شب انتظار کی

ورق ۲۸۸

ہیں بھی انسان ہوں کچھ مونہہ سے نکل جاویگا
گالیاں ہر گھڑی مجکو نہ سنایا کیجے
کوئی غمخوار جہاں میں نہیں ایسا اے والے
جسے دو چار گھڑی غم کو بھلایا کیجے
اسلئے بہتر ہے یہی بیٹھ کر ایک کونے میں
حضرت دل کو یہ افسانہ سنایا کیجے

وصال صندلی رنگ اب علاج اس دردسر کا ہے
ہوا کب فائدہ ہم کو طبیبو تخم کاہو سے
عجب ہے قدرۃ حق دیکھنا جس بت کا مشکل تھا
سو وہ تکیہ لگا کر رات بیٹھا میرے زانو سے

دوم کائنت زادہ ایست نیکی التیام ... ــلہ نام در شعر گوئی بس دلیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت

مسرۃ (۲)

ا [وراست] ست ے

زار و صبر دل سے ہیں رواں اور آہ سینے سے
کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو تو خبر دیکھو
ہوا ہے پاٹ دریا کا یہ میرا تختۂ دامن
عجب صورۃ سے طوفاں خیز ہے [یہ] چشم تر دیکھو
کہے ہے خضر اوسکی پشت لب پر یوں مرے دلسے
یہ چشمہ آب حیواں کا ہے اسکو آن کر دیکھو
سراسر مانگ کی جانب یہ کہکر زلف تھپکے ہے
کدھر [جاتے] ہو راہ عشق تو ہے یہ ادھر دیکھو

مستمند

تخلص یار علی بیگ عظیم آبادی است وے مرد اہل و صاحب [عقل] خوش اختلاط و مستحکم ارتباط و در شعر ہندوی شاگرد مرزا بھچو بیگ فد [وی] است این مطلع اوست ے

نزع تک وصل کی ہے یار امید
ہے مثل [یک دم ہزار] امید

ــلہ نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے،

مسیح

سیم (۱)

تخلص سہ کس میدانم

اول مرزا مسیح اللہ بیگ مرحوم عرف مرزا حاجی وے جوانے بود ہندوستان زا سپاہی منش با وفا بسیار جری و مشہور نہایت شجاع و دلاور تصحیح نسخہ آدمیت از جناب فیض مآب ہادی سالکان میر فتح علیخان حسنی مدظلہ می نمود و شعر خود ہم با صلاح حضرت ایشان درست می فرمود از چندے برحمت حق در پیوستہ و از کشمکش ایں جہان وارستہ خدایش بیامرزد ایں سیزدہ شعر از وے بہ تحریر می رسد ؎

برہم نہ کیجیو کاکل دلدار دیکھنا اسمیں نسیم دل ہے گرفتار دیکھنا
جوں سمت قبلہ قبلہ نما تک رہے ہے یوں میری نگہ کو ابروے خمدار دیکھنا
یہ گھر کا بانکپن تو نہیں معتبر رقیب میداں میں تو مجھے کبھو للکار دیکھنا
فریاد و آہ و نالہ نہ وہاں کیجیو مسیح نازک بہوت ہے خاطر دلدار دیکھنا

ایسے بد عہد بے وفا کو مسیح کوئی دیتا ہے دل قسم لے کر

ہجر میں یہاں تلک خراب ہوے [مر گئے] جل گئے کباب ہوے
دل میں مسکن تھا اوس پریرو کا ہم عبث در بدر خراب ہوے
خانہ آباد تیرے ظلموں سے کتنے عالم کے گھر خراب ہوے
کیا عدم میں مسیح تھا آرام یہاں عبث آن کر خراب ہوے

کیا کیا مزہ سے سیر چمن کی ہے عندلیب کیونکر نہ آوے یاد بھلا گلستاں مجھے
برگشتہ طالعی کا کروں کیا بیاں مسیح آزار جاں ہوا ہے وہ آرام جاں مجھے

سلہ حسینی ۱۰۱/۱۰ سلہ بیدار ۱۰۱/۱۰

ہمارے سامنے غیروں سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتاں کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جاں بلب ہے

مسیح (۲)

دوم مسیح اللہ خان سلمہ [الرحمٰن] وسے جوانے است وارستہ مزاج باسرور و ابتہاج خوش زندگانی کشادہ پیشانی شعر فارسی ہم [میگوید] و بمیدان ریختہ گوئی نیز رخش ہمت می پوید این ہزدہ بیت از وے است ؎

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار — تیر مژگاں نے زور کام کیا

ترک آرام و [خواب و] صبر و قرار — عشق میں تیرے ہمنے کیا نہ کیا

ہماری چشم دریابار نے ایک آن میں [یارو] — دوبارہ پھر دکھائی خلق کو طوفان کی صورت

اوٹھا وے یار حال دل کو میرے وسے کیا کاغذ — کہ سنتے ہی ہوا جاتا ہے خود پشت دوتا کاغذ
شرار آہ و سیل اشک و سوز سینہ خون دل — سبھی حاضر تھے جس دم بیوفا تجکو لکھا کاغذ

واے اوس مردہ جان عاشق پر — [جو] کہ دلدار بن جیا افسوس

آئی بہار کہہ تو کروں کیا میں ناصحا — ہر دم نسیم کہتی ہے ہے نوش نوش نوش

ورق ۲۸۹

سیکھیے تو کیجیے کسی کامل سے اختلاط — ہے ورنہ خوب اپنے ہی پھر لیسے اختلاط
مست اوس کی یاد کا ہوں اے مسیح بے شعور — کس کا مینا کون ساقی مے کہاں کیدھر ایاغ
آیا نہ آہ وہ بت خود کام اب تلک — پایا نہ انتظار نے انجام اب تلک

آہ نے کچھ کیا نہ آہ اثر — سر کدہر ماریں آہ جا کر ہم
خالی ظہور اوس کے سے کوئی مکاں نہیں — وہ یار سب جگہ ہے بستا کہاں نہیں

چھان مارا سب جہاں کو پر نہ دیکھا ہیں کہیں ۔۔۔ درد و غم کلفت کا دل اپنے سواد مساز آہ

کعبے کی طرف کیا کریں جا اے بت طناز ۔۔۔ ا[حر]ام دل اپنے کا بندھا کوسے ہے تیری
یار آوے تو آوے کشش دل سے و اگر نہ ۔۔۔ ناداں کوئی آتا وہ لگا پوسے ہے تیری
مشک ختن و عنبر سارا نہیں در کار ۔۔۔ سر آں ہمیں نکہت جاں بوسے [ہے] تیری
جب کہی بات اوسنے جانے [کی] ۔۔۔ اوڑ گئی روح اس دوانے کی
سنے ہے کب وہ تیرا شور و درد لے بلبل ۔۔۔ غرور حسن بھرا ہے دماغ ہیں گل کے

سیوھم میاں برائی [ہمشیرہ] زادہ نواب وجیہ الدولہ وجیہہ الدین خان بہادر المتخلص بہ وجیہہ اصلش از خطہ جنت نظیر کشمیر است خودش در شاہ جہاں آباد بہشت بنیاد تولد یافتہ جوانے ستودہ خصائل پسندیدہ شمائل نہائت مہذب و آراستہ بسیار با ادب و پیراستہ واقع شدہ بہ تجارۃ ایام بسری برد گاہ گاہ فکر شعر میکند ایں دو بیت از طبع زادہائے آں اقبال مند بخت بلند است ؎

شانہ کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر ۔۔۔ بے ڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب رات

یہ آخر دل ہے انساں کا نہ ساغر ہے نہ شیشہ ہے ۔۔۔ کہاں پاؤ گے پھر کیوں خاک میں اسکو ملاتے ہو

مسکین

غیر از مسکین مرثیہ گو تخلص مرزا کلو بیگ است سلمہ ربہ وے جوانے است مغل زا شجاعت آما [خانہ جنگ] تہور آہنگ کہ در ایام سالف بہ سپاہگری روزگار بسری کرد از چندے بہ رہنمونی سعادۃ ازلی و ہدائت عنائت لم یزلی بر سود اء [دنیا] پشت پا زدہ دست از ہواء و حرص باز کشیدہ بسیار مجردانہ و تہائت قلندرانہ ایام حیات مستعار بسر می برد و خیلے مسکین نہاد و خیر بنیاد افتادہ گاہے فکر ریختہ میکند اشعار متفرقہ وارد ایں سہ بیت ازوست ؎

اشک کہتے ہیں حیا سے دور ہو آئے ہیں ہم ۔۔۔ دار پر مژگاں کے چڑھ منصور ہو آئے ہیں ہم

رباعی

دنیا میں اوسی کو بادشاہی بھی ملے عقبیٰ میں اوسی کو [روسیاہی] بھی ملے
جو دل سے کرے رجوع سوے حسنین شاہی بھی ملے و دلکشائی بھی ملے

مشتاق

تخلص دو کس می شناسم

اول عبداللہ خان رحمۃ اللہ المنان کہ از پیشگاہ خلافت مخاطب بہ مشتاق علی خان و در سلک خواصان حضور پرنور منسلک بود و در زمرۂ شعراے پاے تخت خاقانی سر[عز] و امتیاز باسمان می سود نیاگانش از ایران زمین و مسقط الراسش خاک پاک این زمین بہشت آئین در [رمل و قر]عہ اندازی اندکے دست داشت و در نوشتن خط نسخ و نستعلیق و ثلث و شفیعا علی قدر حال ہمت می گماشت سوداے خام مہوسی در سرمی ہمت و ازان ہوس بہ تلاش نباتات اکسیر بہ صحرا صحرا دشت و جبل میرفت طرز گفتارش دردمندانہ بود و اشعار آبدارش عاشقانہ و درد آلودہ بہ آہنگ شعر میخواند و در انشاد اشعار رخش ہمت بردش شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز می انداز چندے داعی حق را لبیک گویان اجابت فرمودہ و بجوار رحمت ایزدی جا نمودہ عفی اللہ عنہ و عن سائر المسلمین آمین این یازدہ بیت از گفتہائش بسعی ہرچہ تمامتر بہم رسید تا برشتۂ تحریر کشید ؎

[1]

. . . .

آہ لاحق عشق کی کبھی یہ بیماری ہوئی بارہا نبضیں چھپیں اکثر غشی طاری ہوئی
دل سنبھل رکھ وزدی بوسہ شب دیگر یہ رکھ یار چونکا پاسبانوں میں خبرداری ہوئی
کیوں نہ تو بھٹکی پھرے لے خواہش دل میرے بعد کر چکے ہم عاشقی جو زندگی پیاری ہوئی[2]
تو نہ آیا دیر تک چھاتی میں دم اٹکا رہا ق جان عاشق کی رہا تن سے بدشواری ہوئی
اہتو آ ظالم جنازے پر بہ تقریب نماز جانب گور غریباں اوس کی تیاری ہوئی[3]

---

[1] دونوں نسخوں میں یہاں چھ سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے ' [2] مصرعۂ ثانی چنداں چسپیدہ نیست منہ عفی عنہ '

[3] شعر آخر قطعہ سرقہ با بافغانی است او گوید علیہ الرحمۃ ؎

بگذرانید از سر آن بکوے تا بوتہ مرا تا بتقریب نماز آن سرو ناز آید برون (۱۲ منہ عفی عنہ)

سبھی دوستوں سے ہے رخصت ہماری　　　　دم واپسیں سے ہے صحبت ہماری

عزیزے میگفت کہ ایں مطلع درحالت نزع گفتہ باشد

مشتاق (۲)

دوم میر عنایت اللہ مرحوم وے جوانے بود صاحب ہوش و ہوشیاری از سادات جلیلہ بخاری خلیق و خوش اختلاط شگفتہ جبیں و قویم الارتباط درویشں نہاد و والا نژاد و گاہ گاہ ہمت بریختہ گوئی می گماشت و با پیرزادہاے مجددیہ نسبت خویشی داشت از چندے بدیار شرقیہ افتادہ بقصبہ رامپور طرح اقامت افگندہ زندگی بسر می نمود از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمودہ ایں [شش بیت] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

اے باغباں نہ جائیو بلبل کے منفصل　　　　بیٹھی ہے کس خوشی سے وہ ٹک گل کے متصل

الجھے ہوئے ہیں سینکڑوں دل اوسکے پیچ میں　　　　اے شانہ تو نہ جائیو کاکل کے متصل

مشتاق وہ جو شان محمد ہے اور علی　　　　بیٹھے ہے کون اون کے تجمل کے متصل

بیٹھا اپنے ایک بار تو گھائل کے متصل　　　　کھایا ہے اوس نے زخم جگر دل کے متصل

خونخوار سج بنا کے وہ بیٹھا ہے اس گھڑی　　　　یارو سنبھل کے جائیو قاتل کے متصل

کیا جانے کیا کہے گا خبر آکے شوخ کی　　　　قاصد کو دیکھ دور سے چھاتی دھڑک گئی

مصدر

ورق ۲۹۱

تخلص [میر] انشاء اللہ خان مرحوم والد ماجد میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمن است مجملے از احوالش درسطے ذکر فرزندارجمندش سمت تحریر یافتہ گویند کہ در بدیہہ گوئی مہارتے درست داشتہ باشد ایں دو شعر ازاں مرحوم منسوب است ؎

خدا کرے کہ میرا مجھے مہرباں نہ پھرے　　　　پھرے جہاں تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے

کافر ہو وہ تجھ بن جو کرے چاہ کسو کی　　　　صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی

مصحفی

تخلص میاں غلام ہمدانی است سلمہ ربہ وے از مردم بیرونجات است اما بتقریب روزگار با کلانہاے

خود در بدو شعور وارد حضرت دہلی شدہ نشو و نما یافتہ عزیزے نیک سیرت مسکین نہاد خوشخو خوبی نژاد متواضع باادب مرتبہ شناس مہذب خلیق و شگفتہ پیشانی با تمکین و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے خوب دارد و بہرہ و زبان سخن سازی بر روے کار می آرد و دیوانے مردف فارسی [وسہ] دیوان ریختہ مشحون اقسام سخن تا الیوم سرانجام دادہ و بیرون ازیں دو تذکرہ فارسی و ریختہ ہم نگاشتہ مدتے است کہ بہ بلدہ لکھنؤ طرح اقامت [افگندہ] علم استادی بداں نواح برافراشتہ و تلامذہ بسیار فراہم آوردہ در ایام ملازمی سرکار دولت مدار شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر [قصا] ئد چند در مدح آں والا تبار انشاد کردہ وداد سخنوری دادہ در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد خدایش خوش و سلامت دارد مختصر کلام ایں یک صد و یک بیت از شیریں کلامیہاے اوست سلمہ ربہ ؎

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر
کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا

چین سے کیونکہ میں سوؤوں کہ شب ہجر مجھے
یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا

دست جنوں سے جبکہ لگیں اوڑنے دھجیاں
ہم نے بھی اپنا جیب سلانا اوڑا دیا

کچھ تڑپنے کا مجھکو مزا ہی نہیں اوٹھتا
جب تک کہ ترے شانے سے شانا نہیں ملتا
آوے جو بہانے سے چلا شب مرے گھر تو
ایسا تجھے کیا کوئی بہانا نہیں ملتا

قصد کرتا ہوں جو اوس در سے کہیں جانے کا
دل یہ کہتا ہے تو جا میں تو نہیں جانے کا

کھڑا نہ سن کے صدا میری ایک یار رہا
میں رہروان عدم کو بہت پکار رہا
میں تیرے ڈر سے نہ دیکھا اودھر بہت شب وصل
ستارہ سحری مجھکو آنکھ مار رہا

سلہ کذا

آرسی میں رو نہ دیتا تھا جو اپنے عکس کو — مصحفی ایسے سے تیرا مدعا کیوں کر ہوا

نہ پوچھ عشق کے صدمے اوٹھائے ہیں کیا کیا — شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکل کے او بے مہر — کہ دیکھنے کو تیرے لوگ آئے ہیں کیا کیا

انگڑائی [لیکے] مجھ پہ اپنا خمار ڈالا — کافر کی اس ادا نے بس مجکو مار ڈالا
شب آسماں سے تارے آنکھیں لگے لڑانے — نرگس کا جب گلے میں اوس مہ نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو دمتی ہے سو ادا سے — بجلی کا جسم طپانچہ اوسپر سے وار ڈالا
جب چل سکھا نہ ہم سے بار گران ہستی — یہ بوجھ ہم نے سر سے اپنے اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا میں [اون] لگاوٹوں میں — اوسکی نگہ نے مجپر جادو ہزار ڈالا

ورق ۲۹۲

تو ملے یا نہ [ملے اس] سے تو کچھ کام نہیں — ہمکو کوچے میں ترے روز میاں ہو جانا
کیا بری خو ہے تمہاری کہ مہ عید کی طرح — مونہہ دکھانا بھی تو پھر وہیں نہاں ہو جانا
سی رکھے کیا کوئی مونہہ اپنا عجب مشکل ہے — بات کہنے میں وہیں دشمن جاں ہو جانا
ہے تماشا کدہ [خلق] مری خاک مزار — جی میں آوے تو کبھی آپ بھی یہاں ہو جانا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت — کرتا ہے خود بیاں لب خاموش نقش پا
میں ناتواں زمیں پہ قدم کیا دھروں کہ ہے — ہستی مری گراں بسر دوش نقش پا

میں بگھولے کیطرح پھرنے لگوں ہوں اوسکے گرد — جو کوئی پوچھے ہے تو اوسپر فدا کیونکر ہوا
میں تو دلسے لب تلک لایا نہ تھا خواہش کا حرف — چاہئے میرے کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا
رنجش خوباں کو یارو کیا سبب درکار ہے — پوچھتے کیا ہو کہ وہ تجسے خفا کیونکر ہوا

[کیا] یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہمسے   یہاں ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا

آئینے ہیں دیکھ کہتا ہے وہ اپنے عکس کو   تونے کیونکر ٹھیک یہ نقشہ اوتارا دوسرا
تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ   ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

درد سر ہو وے ہے یہاں میرے تئیں   سر کو صندل نہ ملا کیجے آپ

ق

ہیں تو کہنے کو تمہارے مانا   اتنا میرا بھی کہا کیجے آپ
کیوں میاں مصحفی جی دیتے ہو   درد اپنے کی دوا کیجے آپ

اوس گل کی باغ میں جو صبا نے چلائی بات   غنچوں نے مسکرا کے کہا ہم نے پائی بات
کہتا تھا یہ کہ دل نہ کسی سے لگائیے   مر[غ] چمن کی [رات] مجھے کیا خوش آئی بات
آنے کی تیرے کہکے مرا دل تو خوش کیا   قاصد نے [گو کہ] اپنی طرف سے بنائی بات
آگے کسی کی بات نہ کہیئے کہ ہے مثل   ہو جاتی ہے [نکلتے ہی] مونہہ سے پرائی بات

دل سینہ صد چاک میں رہتا ہے [یہ حیراں]   ہو [جیسے] قفس میں کوئی مرغ قفسی بند
مذکور تری چال کا کرتا ہوں جو اوسسے   ہو جاوے ہے [ایک] بات سے بس کبک دری بند

جاوے جو کوئی اوس بت پرفن کے برابر   اوس دوست کو ہم سمجھے ہیں دشمن کے برابر
ہیں کشتہ رنگ مسی و پان بتاں ہوں   رکھیو [مجھے یارو] گل و سوسن کے برابر
گذرا ہوں جو آگے سے میں اوس بت کے تو وہ بھی   مونہہ [اپنا] لگا دیوے ہے چلمن کے برابر
انداز تو بسمل کا سمجھ اپنے وہ کیا   رہ جاوے ہے آکر ترے دامن کے برابر

دل کی بیتابی کہے ہے در پہ اوسکے جاکے گر | کرہا تا شب کا اور سر دل سے سر ٹکرا کے گر
اوسکے کوچے میں جو جاؤں میں کہے ہے مجھے عشق | ہے یہ گرنیکی جگہ وانستہ ٹھوکر کھاکے گر
یاد آتا ہے مجھے اوس مہ کا جب چاہ ذقن | [د]ل یہی [کہتا] ہے بس اپنو کوئیں میں جاکے گر

ہمکو ترساتے ہو تم کیوں [یہ] ادا دکھلا کر | موں‌ہہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر
دل کو ہاتھ اوسکے جو بیچوں ہوں تو کہتے ہیں رقیب | لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر

قفل دروازوںکو دلوائے تھے بیٹھے شب وصل | یاالٰہی [گئی یہ بات] کدھر سے باہر

نہوا نرم مری گریہ و زاری سے کبھو | [ہے] دل سخت [ترا او] بت کافر پتھر
داغ چھاتی کے اوسے اوٹھکے دکھاؤں پر مگر | کاش کھوسلے مری تربت کا وہ آکر پتھر
چرخ دوار نے یوں مجکو زمیں پر پٹکا | جوں فلاخن سے پھرا کر کوئی چھوڑے پتھر
تیرے دلسوختہ جس دشت میں مدفوں ہیں میاں | شعلہ ٹپکے جو کوئی وہاں کے نچوڑے پتھر

آجائے ہے جب وہ سامنے سے | ہوجاے ہے سب گلا فراموش
نسیاں [ہے] یہاں تلک کہ خط میں | ہیں یاد کی جا لکھا فراموش
جب لکھنے لگوں ہوں خط میں اوسکو | ہوجاے ہے مدعا فراموش

ورق ۲۹۳

حالت مری تباہ ہے اوس پہ غرور کو | میری طرف سے کچھ تو مرے آشنا کہیں
ہوتا ہے دل جلوں کا ستانا بہت برا | وہ کام کر کہ جس میں تجھے سب بھلا کہیں
لالے کا پھول خاک پہ میری چڑھائیو | تا لوگ مجکو کشتۂ رنگ حنا کہیں

آنے سے میرے پیشتر اے وائے یہ کسنے | کہدی مرے آنیکی خبر اوسکی گلی [میں]

یہاں تک ہوئی پاماں کہ پایا نہ صبا نے
کچھ خاک ہماری کا اثر اوس کی گلی میں

ا[پہنی] تو شب و روز کٹی عشق میں یوہیں
کی شام گھر اپنے تو سحر [اوسکی] گلی میں

کشتۂ [تیغ] ہے وہ قاتل اور میں اوسکے حضور
کھڑا ہوں جیسے [گنہ] گار دیکھیے کیا ہو

ہماری بزم سے اے مصحفی سحر ہوتے
گیا ہے ہوکے [و] ہ بیزار دیکھیے کیا ہو

اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ
صد[قے] تیرے میں ٹک ادہر کو دیکھ

[د] یکھتا کیا ہے عقد پرویں کو
اپنے آویزہ گہر کو دیکھ

میرے آگے نہ دیکھ آئینہ
میرے حیرت بھرے جگر کو دیکھ

کھل گئی شب وصل کھل گئی جو آنکھ
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ

دیکھنے والوں پہ آجاتی ہے بیہوشی سی
مونہہ سے یکبارگی پردہ نہ اٹھایا کیجے

ہو چکا مصحفی خستہ کا تو کام تمام
آپ اب بیٹھے ہوے باتیں بنایا کیجے

یاد اوسکو دیدہ بازی کے ہیں فن نئے نئے
نت ہر طرف کو نکلے ہیں روزن نئے نئے

خط نیا خال نیا زلف کی تحریر نئی
ان دنوں مجھکو نظر آئی ہے تصویر نئی

کر دیا اور تخلف نے سے میرے اوسکو
دیکھی اسے آہ سحر تجھ میں [یہ] تاثیر نئی

خانہ دل کے تو نقشے پہ ذرا غور کرو
دست صانع نے بنائی ہے یہ تعمیر نئی

چھوٹے کیونکر کوئی طالع کی گرفتار[ی] سے
دمبدم پاؤں میں] یہاں پڑتی ہے زنجیر نئی

مصحفی شب میں [لیا او] سکے کفک کا بوسہ
جاے خوں ہے [کہ] ہوئی مجھسے یہ تقصیر نئی

آتا ہے مجھکو سا نظر وہ گل عارض
کافر نے جو جام مے گلرنگ پیا ہے

معلوم نہیں مجھے غرض کیا ہے صبا کو — کیوں میری کفِ خاک کو برباد دیا ہے
اے وست جنوں کیجیو ٹک تو توقف — ناصح نے ابھی میرے گریباں کو سیا ہے

تیرہ بختی کا اثر دیکھیو اونے سے ہے — بالوں میں چاند سے مکھڑے کو چھپا رکھا ہے
شور و بیداد ہے ہر کوچہ و بازار کے بیچ — اوسکی رہ[فتار] نے فتنے کو [تم] جگا رکھا ہے
کس کا وعدہ ہے میاں مصحفی ہم سے بھی کہو — آج دروازے کو تم نے جو کھلا رکھا ہے

نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے — کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے
نہ وہ راتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصہ کہانی ہے — فقط اک ہم ہیں بستر پر پڑے اور ناتوانی ہے
اگر ہے دشمن جاں تو بھی اپنا یار جانی ہے — تغافل پہ بھی اوس کی اک طرح کی مہربانی ہے
مجھے وحشت سی ایک ہوتی ہے پیدا آہ کیا کہیئے — کہ اوس بن کیا اندھیری رات سا [دن] کی [ڈراونی] ہے
لیا چلتے ہی چلتے جو اوٹھا ہاتھوں میں دامن کو — خدا جانے اوسے منظور کیا آفت اوٹھا[نی ہے]
خدا کیواسطے بل دیکر ان کو باندھ لے کافر — کہ اب موے کمر پہ تیری زلفوں سے گرانی ہے
اوٹھیں کیونکر نہ مردے گور سے وقت خرام اوسکے — کہ یہ بوٹا سا قد اوس کا قیامت کی نشانی ہے
کوئی کسوقت درد دل کہے جب سامنے ہو جے — تغافل ہے تجاہل ہے ادا ہے سرگرانی ہے
سر شب سے ہی سو رہتے ہو کیا تم ڈھانپ کر مونہہ کو — میاں کچھ شغل بھی لازم ہے قصہ [ہے کہانی ہے]
تو یوں بے پردہ ہو جایا نہ کر ہر ایک کے آگے — نیا عالم ہے تیرا اور نئی [کافر جوانی ہے]

زلف سے اوسکی پیشتر عارض رشک ماہ ہے — پیک نگہ جو جاے تو رات بیچ [کی راہ ہے]

نزاکت پر نظر کیجو کہ کل اوسنے شب مہ میں — چھپایا چاند سے مکھڑے کو اپنے آفتابی سے

چل ولا وہ پتنگ اوڑاتا ہے — ابھی آنے ہیں اوسکے ڈھیل ہی [ہے]
کس کی مژگاں نے یہ کیا جادو — میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے

[جب] ساری مری خوں میں ترے تیر کی بھرتی　　تب زخم سے تیت تیرے [نخچیر کی] بھرتی

شکل ایسی دیکھ بھولے کیوں نہ بات آئی ہوئی　　سرو[سا] قد [چاندسا] مونہہ گات [گدائی] ہوئی
ایک تو بالی بلا تھی اب ہوا بالا بلا　　یہ بلا [نازل ہمارے سر پہ بالائی] ہوئی

میں وہ نہیں ہوں کہ اوس بت سے دل میرا پھر جائے　　پھروں میں اوس سے تو مجھ سے مرا خدا پھر جائے
بکھیر دے جو وہ زلفوں کو اپنے مکھڑے پر　　تو مارے شرم کے آ[ئی ہوئی] گھٹا پھر جائے

بندے کی ہستنا اب ہم کو سنے کچھ خند[ا کی چو] ری　　جب دل دیا تو پھر کیا یار آشنا کی چوری
تم جیتے رہو اور خریدار تمہارے　　گو ہم نہ ہوے اور تو ہیں یار تمہارے

مضطر

تخلص دوکس میدانم

اول شیخ حسن علی لکھنوی وے شاگرد میر نظام الدین ممنون و مرد خوبی مشحون است این شعر وے است　ورق ۲۹۴

ـــہ　یار اغیار کا ہوا ہے وہ　　کیا گلہ [کیجے] یار کا یارو

دوم لالہ کنور سین کائت وے دہلوی الاصل [و] لکھنوی المولد است اسلافش بعمدگی ایام بسر میبر[دند　مضطر(۲)
وخو]ش زندگانی [میکردند] شعرش کیفیتے دارد سخن خود باصلاح میاں غلام ہمدانی مصحفی میرساند [این] چار
بیت او راست ـــہ

سیکھ کر باغیں قد سے ترے رعنائی کو　　[کام فرمانے لگا] سرو بھی مرزائی کو
دشمن اپنا ہمیں تم سمجھو ہو اور غیر [کو دوست]　　ہم نے بس دیکھ لیا آپ کی دانائی کو
اوسکے خال تہ ابرو پہ مجھے آوے ہے رشک　　لے کے بیٹھا ہے وہ کیا گوشۂ تنہائی کو
[جب سے اوس شوخ] کا عاشق میں ہوا ہوں مضطر　　ہر کوئی دیکھے ہے میری [رسوائی] کو

مضطرب

تخلص دوکس می شناسم

مضطرب(۱)

اوّل - [میاں حا]جی پسر [سیوم] حضرت قاضی[1] وے [کشمیر]ی الاصل جہاں آ[بادی الم]ولد نسبت برادران دیگر سلیم الطبع و خوشگو و حلیم و پاکیزہ رو متواضع [و شیریں] زبان مودب و عذب البیان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است [ایں ہفت بیت] از گفتہاے آں سعادۃ آثاست سہ

باغ تھا گل تھا چمن تھا سیر [تھی] لیکن یہ دل ۔۔۔ تیرے ہی کوچے میں ہو کر تجھ پہ مائل رہ گیا

وا[ں ہ]ی ہستی سے [جب گذرا] تو ہے ملک عدم ۔۔۔ چل یہاں سے مضطرب گھر ایک منزل رہ گیا

آ دیکھ روے زرد پہ یہ اشک لالہ گوں ۔۔۔ دیکھا جو زعفران سے اوگا ارغواں نہیں

کٹتی کسی طرح بھی نہیں یہ شب فراق ۔۔۔ شائد کہ گروشش آج تجھے آ[سما]ں نہیں

پھر فلک ہجر کی ایذا جو دکھائی مجکو ۔۔۔ وصل کے روز ہی کیوں موت نہ آئی مجکو

تو نے ہی آنکھ لڑا سب کو کیا ہے دشمن ۔۔۔ ورنہ رہتی تھی بھلا کس سے لڑائی مجکو

ہا[ے بد بخت] کہ جب لے خبری آپہنچی ۔۔۔ آمد یار کی تب یہاں خبر آئی مجکو

مضطرب(۲)

[دوم]

دوار کا پرشاد کائت وے از سکنہ لکھنؤ [کہ یکے] مرد [خوش خلق و مہذب] و شگفتہ جبین و باادب است [نسبت] تلمذ [بہ محمد عیسی تنہا کہ یکے] از شاگردان میاں غلام [ہمدانی] مصحفی است دارد [چار] شعر وے کہ باین بے بضاعت رسیدہ می نگارد منہ سلمہ ربہ سہ

بہت بے اختیاری کر چکے ہم ۔۔۔ نہایت آہ و زاری کر چکے ہم

ترے وعدے پہ ہے اب [دم شماری] ۔۔۔ بس اب اختر شماری کر چکے ہم

---

[1] قاضی صاحب کا نام قاضی رحمت اللہ خان ہے۔ از تذکرہ کریم الدین صفحہ ۳۸۶ و نغمۂ عندلیب صفحہ ۳۱۹

اگر بار[ی یہی ہوتی ہے] صاحب — تو بس [آ گئے] کو یاری کر چکے ہم
نہ آیا مضطرب و[ہ رشک گل ہائے] — لہو آنکھوں سے جاری کر چکے ہم

مضمون

تخلص شیخ شرف الدین [مرحوم است] وے از اولاد امجاد شیخ الابرار شیخ فریدالدین شکر گنج [شکر بار بود] قدس اللہ تعالے اسرار ہم اصلش از نواح مستقر الخلا[فہ] اکبرآباد است مدتے در حضرت دہلی سکونت ورزیدہ بروضہ رضواں خرامیدہ [مرد بہ] اندیشہ سپاہی پیشہ شگفتہ رو خوش خو ظریف [الطبع نکتہ پرداز] مزاح دوست معنی طراز خیلے نکتہ رس و بذلہ گو از معاصران [میر شاکر] ناجی و شاہ مبارک آبرو بود در جرگہ اساتذہ [آں] وقت محسوب و شعر سش [و] لخواہ مرحوم آں عہد و مرغوب است ایں [یازدہ] شعر از گفتہائے آں استاد مغفور کہ دست دادہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ

ورق ۲۹۵

[ہم] نے [کیا] کیا نہ تیرے غم میں [اے] محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

جو دو پیالے سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا — وہ تخت اپنے میں جوں خورشید [چار] دن جام کو لیگا

کرے ہے دار بھی کامل کو سر تاج — ہوا [منصور] سے نکتہ یہ حل آج

خط آگیا ہے اوسکے مری ہے سفید ریش — کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام صبح

کریں [کیوں نہ شکر] لبوں کو مرید — [کہ دا] دا ہمارا ہے بابا فرید

[تمہیں] ہیں ہونٹ تیرے پان سے [سرخ] — [ہوا] ہے خون میرا آ کے لبریز

نہ یہی [فتنہ] قد و قامت ہے ۔۔۔ ہیں کے پھر دیکھنا قیامت ہے

[ہمارا] اشک قاصد کی طرح جو تھم[1] نہیں سکتا ۔۔۔ کسی بیتاب کا شاید لیئے مکتوب جاتا ہے

ہنسی تیری پیار سے پھلجھڑی ہے ۔۔۔ [یہی غنچے کے] دل میں گلجھڑی ہے

میکدے میں گر سراسر فعل [نامعقو] ل ہے ۔۔۔ مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و مفعول ہے

[مظہر]

تخلص شہید مرحوم مرزا جانجاں مظلوم است وے علوی نسب مرزا القب سخن سنج شیریں زبان عندلیب ہزار داستان عذب البیان بلبل خوش نوا ست گلزار جاوید بہار جہاں آباد طوطی عذوبت سرا ست باغ جنت فراغ ایں خیر بنیاد بود شعر ش شعور افزائے ارباب سخن[2] منش [شگو] فت آراست [قلو] ب اہل دل سے سخن کلام صحت نظامش نہائت دلچسپ و مرغوب بیان ملاحت نشانش بسیار مطبوع و شیفلے محبوب ادا بندیہاسے کہ بسخنش در آمدہ بے اغراق در کلام احدے خاصہ ہندی نژادے تا الیوم یافت نہ شدہ و مزائیہاسے لطیفہ کہ عصرہ وے رسیدہ بے تکلف در سخن کسے خصوص ہندوستان [زاسے] تا ایں وقت بنظر نرسیدہ دیوان فارسی ہزار بیت کہ از بیست و ہزار بیت خود انتخاب فرمودہ درکمال فصاحت و [جودۃ] ازو یادگار روزگار است و معدودے از اشعار ریختہ [کہ در ایام] سالف از طبع دربارش ریختہ ہم منقوش [صفحات] لیل و نہارا [ست] از سخن سنجان ہندی زبان مانند انعام اللہ خاں یقین و میر باقر حزیں از فیض اندوزان آں سلطان اقلیم جادو طرازی اند و بیشترے از شعرائے ریختہ گویاں مثل احسن اللہ خاں بیان و فقیہ[3] درد مند و دیگرے چند ارجمند از مستفیدان آں [گیہاں خدیو] قلمرو سخن سازی حق ایں است کہ ایجاد طرز و انداز [وے نمودہ] و اندراس روبہ ایہام و وثی ساز وے فرمودہ سے ہے چہ گفتم غلط[4] کردم شعر

ورق ۲۹۶

---

[1] یک دم نہیں تھمتا ا ۔ ۱ ۔ لیکن اصل نسخہ میں اسکو کاٹ کر ' جو تھم نہیں سکتا ' بنایا گیا ہے ' [2] سخوت در اصل نسخہ '
[3] یعنی میاں محمد فقیہ دیکھو تذکرۂ کریم الدین ص ۱۵۱ [4] غلط گفتم ا ۔ ۱ ۔

وشاعری خاصہ ریختہ گوئی دوں مرتبہ آں عالی نہاد است سخن [سنجی] ونکتہ پیرائی خصوص بزبان ہندوستان زائی
کمینہ رتبہ آں والا نژاد وے در درویشے بود کامل وشیخے بود [روشن] دل تجرید وتوکل دو غلام زر خریدہ ترک دنیا
و بیزاری شقبی دو کنیز حر بیہ بوسے رسیدہ از انجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق حق بوسے ارزانی داشتہ
بود ظالمے ناحق شناس در ایام منبر کہ عاشور بہ تعصب مذہب [سپلی] بہ حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق
حب جناب ولائت مآب و حریق [عشق] [حضرت اما] [مت] انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ وکرم اللہ
[وجہہ] چنانچہ بعضے ا [شعا] ر آبدارش خاصہ ایں بیت ؎

نکرد [مظہر] ما طاعتے ورفت بخاک نجات خود بتولائے بوتراب [گذ] اشت

برپے گناہیش گواہی [دہد] بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہداے کربلاے معلا علیہم السلام
والرضوان رسا [نید] شعرے کہ قبل ازیں واقعہ ہائلہ سالہا سال انشاد فرمودہ شاہد چست و گواہ درست بے
جرمی وے است و ہو ہذا ؎

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست [تقصیرے]

مختصر کلام کلام در توصیفش پایانے ندارد لاجرم عنان کمیت خامہ حقائق شمامہ ازاں وادی منعطف ساختہ
بمضمار تحریر پانزدہ شعر از اشعار آبدارش بنابر استحصال تیمن و استکساب تبرک مسترخی العنان می سازد
منہ علیہ الرحمۃ والغفران ؎

چلی یہ گل کے ہاتھوں سے جلا کر آشیاں اپنا نچھوڑا ہائے [بلبل نے] چمن میں کچھ نشاں اپنا
یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزہ سے زندگی کر [تے] اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا
کوئی آزردہ کرتا ہے سجن [اپسے] کو ہے ظالم یہ دولتخواہ اپنا مظہر اپنا جان جاں اپنا

[گرچہ الطاف کے قابل یہ] دل [زار نہ] تھا لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس کیا ہوا اوس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

جواں مارا گیا خو [باں] کے بدلے میرزا مظہر بھلا تھا یا برا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

ہنسنے [کی] ہے تو یہ اور دھومیں مچاتی [ہے پہاڑ] ... ہائے کچھ[۱] چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور ... کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار
شاخ گل ہلتی نہیں یہ بلبلوں کو باغ میں ... ہاتھ اپنے کے اشارے سے بلاتی ہے بہار

توفیق دے کہ شو[رسے ایکدم] تو چپ رہے ... آخر میرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

[یہ دل] کب عشق کے قابل رہا ہے ... کہاں اسکو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ چھیڑو[۲] ... یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
نہیں آتا اسے تکیے [اوپر] چین ... یہ سر پاؤں سے تیرے ہل رہا ہے

اگر ملیے تو خفت ہے و اگر دوری قیامت ہے ... غرض ناز[ک] دونوں کو بہت سخت آفت ہے
کوئی لیوے دل اپنے کی خبر یا دلبر اپنے کی ... کسی کا یار [جب] عاشق کہیں ہو کیا قیامت ہے

ورق ۲۹۷

مظفر

تخلص و کس میدانم [یکے از] ال ہر دو انشاء اللہ تعالےٰ [بہ تکملہ می] نگارم و دیگرے میر مکھو خاں سلمہ الرحمٰن فرزند ارجمند سید قلندر علیخان برادر زادہ [کاظم ا] لدولہ سید اکبر علیخان اکبر جوانے نیا یہ سیر نیک اختر خوشخو پاکیزہ گو شگفتہ جبین [محبت آگین] متواضع با اخلاق خوش اختلاط صاحب مذاق خوبی مضمون شاگرد میر نظام الدین ممنون [ان است اشعا] ر متفرقہ دارد چہار شعر از نہا ایں ہیچمدان سراپا نقصان می نگارد ادراست سه

کب ہوئے چشم دیدۂ[۳] اپنے لہو نہ آیا ... پر وا نہیں جوئے کا جام و سبو نہ آیا
ا[ستغنا] دیو عجائب ہے تسیتا تک بیلاف تقوی ... جبتک وہ دشمن دیں تا کسو دو برو نہ آیا
کیا سرکشی تھی [میری آتش] ہوئیں جل تک ... گردن کٹی و لیکن تا سر فرو نہ آیا
تجھکو ہی پہنچنا تھا [تا تیغ] کل مظفر ... آیا بہت ہی رونا ہمکو جو تو نہ آیا

۱؎ مراہوں ا۔ ا۔ ۲؎ اپنے دل سے ا۔ ا۔ ۳؎ "تو کو" - بدلہ ۔ ۴؎ لبیں ؟

معین

تخلص غلام [معین] الدین خان مرحوم است وے شاعرے بود از دیرینہ مشفقان خوش نوا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت [آغا مرزا] محمد رفیع سودا گویند کہ از سکنہ بلدہ الہ آباد و بسیار مرد نیک نہاد بود و بعضے برانند کہ جہان آ[بادی] الاصل است اما از مدتے بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ بود فی ایام زندگا[نی] بسر بردہ بروضہ رضوان خدا امید بہر کیفیت این نہ شعر ازان آں مغفور است ؎

پرچیا [ان تاب و] تب عشق سے چلی افسوس — کسی نے آ کے یکدم خبر نہ لی افسوس

[اوٹھائے دیتے ہیں اہل محلہ اوس کو آج — معین سے چھٹتی ہے پیارے تری گلی افسوس][1]

اے بادِ صبا باغ میں مت جائیو تڑکے — سوتا ہے وہ گل بات مبادا کہیں کھڑکے

جوں ایتم کی تختی اگر اوس رات جاں کو — چھاتی سے لگا رکھیے تو دل کانپے کو دھڑکے

آتے ہی نہیں گر گئے سوسے چشم پھر آنسو — اس گھر سے مگر روٹھ کے نکلے ہیں [یہ] لڑکے

قمری ہے فدا باغ میں شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہیں اے سرو رواں تیری اکڑ کے

قصہ ہی کرو مختصر اب جانے [دو] یارو — کیا لیتا[2] ہے تم کو مرے قاتل سے جھگڑ کے

سر رشتہ رہ عشق کا ہرگز نہ کروں گم — سو ٹکڑے اگر سبحہ نمط ہوں مرے [دھڑ] کے

اے ابر بہاری شب ہجراں میں خبردار — دامن ترا اس آہ کے شعلے سے نہ بھڑکے

ہوں میں وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے — زنجیر میں رکھتا ہے معین مجکو [جکڑ کے]

معروف

تخلص الٰہی بخش خان سلمہ الرحمٰن خلف الصدق عارف [خان] برادر زادہ اشرف الدولہ قاسم خان بہادر سہراب جنگ است رحمہا اللہ تعالیٰ کہ از امراء نامدار ایام دولت امیر الامراء ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر غفی [اللہ]

---

[1] یہ شعر اصل نسخہ میں مرقوم نہیں۔ [2] تم کو ہے لینا ۱۰۱۔

عنہ بودواین] الٰہی بخش خان جوانے است خوش خلق و یکرو محبت سیر نیکخو شیریں کلام مودۃ [لعتیام شگفتہ] جبین فرحت آئین یار باش خوش معاش فکرش درست و کلامش چست طبع مستقیم وارد و [عقل سلیم] کہ در ایں ایام نیک فرجام دلش از دنیا سرد گردیدہ و بدل گرمی سوزودرد وارسیدہ اعتقاد [دوا] فی وعقیدۃ کافی بحضرات چشتیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم خصوصاً بجناب ولائت [انتساب] زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین سلطان مشائخ زمان و زمین حضرت محبوب ر[ب العالمین]ؒ روح اللہ تعلےٰ ارواحہم وارد و بیشتر ہمت بخدا طلبی واکثر اوقات شریف عمر گرامی بیاد [ربی] تعالےٰ شانہ می گمارد و می گذارد پدر والاقدرش و والدہ ماجدہ و برادران نیک اختران و دیگر کسـ[و] کوسے آں سعادۃ نشان دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین علیہ رحمت رب العالمین دارد و خودش ارادہ ارادۃ بخدمت سراپا رفعت میر ضیاء الدین کہ یکے از خلفاے راشدین حضرت فخر المرشد[ین] است و در بلدہ جے نگر علم اسلام برافراشتہ بہ ارشاد مسترشدین پرداختہ دارد نظر برایں سررشتۂ دینی [بہ] قاسم ہیمدان سراپا نقصان شیخلے مہربان است دربدو شوق سخن سنجی از محمد [نصیر] الدین نقیر استشارہ نمودہ وحالا بتائید ذہن رسائے خود دیوانے مملو بیشتر انواع سخن تالیف [فرمودہ] ملخص سخن ایں ہہل ویک شعراز سخنان دلاویز وے است سلمہ ربہ ؎[۱]

ہسی سے اونکو پانی کا لگا [بیٹھے جو ہم چھیٹا] تو مونہہ پر ہاتھ رکھ بولے لگا کیا ہی ستم چھیٹا

تنور چرخ میں ہو سرخ قرص خور نہ اب کیونکر کہ شیر کاسۂ مہ سے دیا ہے صبح دم چھیٹا

عرق افشاں نہیں ہے زلف گرمی سے کردیتی ہے گل عارض کی تیرے تازگی کو دمبدم چھیٹا

نہال اس باغ گیتی میں ہے تیرے فیض سے عالم کبھی تو ہاں ادھر بھی کوئی اے ابر کرم چھیٹا

زلیس ہے خانۂ پر دود لے معروف [بیگرا] دول ہمیں روتا نہ سمجھو تم کہ اب دیتے ہیں ہم چھیٹا

بولے وہ اپنی شکل کو کل آئینے میں دیکھ دریا کے پار اور گلستاں ہے دوسرا

یارب نہووے کوئی گرفتار عشق [آ] ہ گھر بھی شب فراق میں زنداں ہے دوسرا

جو بھیجتا مرے خط [کا] وہ دلفریب جواب تو کا ہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب

ورق ۲۹۸

[۱] نسخۂ اصل میں یہاں ایک لفظ کٹ گیا ہے جو د۔ و۔ میں درج نہیں'

جو اوٹھائے قتل کو تھے عاشق بیدل کے ہات ‏ ‏ ‏ ننگ ہے تجکو حنا باندھے سو اوس قاتل کے ہات

سوز جگر کا حرف جو آیا زبان پر ‏ ‏ ‏ بس پڑ گیا ہمارے پھپولا زبان پر
کہتے ہو کچھ زباں سے [نکلتا ہے] اور کچھ ‏ ‏ ‏ قابو نہیں نشے میں تمہارا زبان پر

دیکھ آئینہ مت دیدۂ تر ہی تو ہے آخر ‏ ‏ ‏ ڈر ہے نہ کرے کام نظر ہی تو ہے آخر
آنسو نہ ملا خاک میں اسے دیدۂ نگریاں ‏ ‏ ‏ بے آب نہ ہو جائے گہر ہی تو ہے آخر
دل اوسکو نہ دینا تھا بجا سے کہتے ہو ناصح ‏ ‏ ‏ یہ چوک بھی جاتا ہے بشر ہی تو ہے آخر
مژگاں پہ میں اب دیکھوں ہوں لخت جگر اپنے ‏ ‏ ‏ کب تک یہ ثمر لائے شجر ہی تو ہے آخر
گھبراؤ نہ یارو میری اس آہ و فغاں سے ‏ ‏ ‏ انصاف کرو زخم جگر ہی تو ہے آخر
ہر چند سے[1] کے ایک دم میں تہ پہنچتے ہیں عدم کو ‏ ‏ ‏ سب جان چھپاتے ہیں سفر ہی تو ہے آخر

ساقیا دیکھے ہے کیا تار رگ ابر سیہ ‏ ‏ ‏ ہر مژہ کرتی ہے یہاں کار رگ ابر سیہ

مرے مونہہ سے جو اوس کا آ لگا مونہہ ‏ ‏ ‏ تو اونے پیٹ پیٹ اپنا لیا مونہہ
مکدر جو رہے وہ آج بو [سے لے] ‏ ‏ ‏ سحر [دیکھا] تھا کس کم بخت کا مونہہ
تصور میں ہوں ایک پردہ نشیں کے ‏ ‏ ‏ نہ کیونکر دوں ہر اک سے میں [چھپا مونہہ]
کہاں قاتل نے میاں ٹانکے دیے ہیں ‏ ‏ ‏ کہ زخم دل ہنسا تھا سی دیا مونہہ
پھرا کرتے رہے تب [تک ہم] آہیں ‏ ‏ ‏ نہ جب تک اونکے درباں کا پھرا مونہہ

محبت کی ہے سب خاصیت کہ سودا ہوئے ہی ہوئے ‏ ‏ ‏ یہ وہ سودا ہے ایسا جسمیں رسوا ہوئے ہی ہوئے

سے[1] کذا در ہر دو نسخہ

یہ غم [فرقت] سے آہ پر اثر میں درد ہے — جو مرے پہلو میں ہے اوسکے جگر میں درد ہے
جان کر شیشۂ دل [پردہ] پر رکھا تھا ہاتھ — یہ اثر دیکھو کہ دست شیشہ گر میں درد ہے
شب جو پہچانا [تصویر] میں نزاکت دیکھنا [؟] — صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہیں کمر میں درد ہے
ہاتھ گلچیں نے صیادا گل پہ ڈالا ہو [کہیں] — آج پھر کچھ نالۂ مرغ سحر میں درد ہے
ناز سے ماری تھی ٹھوکر دستۂ گل پہ سحر — جب سے ابتک ناخن رشک قمر میں درد ہے
ہے کئی دن سے ہمیں اب رات کا سونا حرام — جھوکنے سے جھمکوں کے گوش سیمبر میں درد ہے
اب میں جسکے پاس جاتا ہوں عجب ہوتی ہے سیر — ق — بسکہ [اے] معروف میرے شعر تر میں درد ہے
دور ہی سے دیکھکر کہتا ہے بھائی ایتو جا — تو رولا ویگا مجھے آگے ہی سر میں درد ہے

جام بھر بھر کے جو ساقی تو پلاتا ہے مجھے — گردش چشم بتاں یاد دلاتا ہے مجھے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے — ہاتھ ملتا ہوں گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

۲۹۹

لیے ہی صیاد اگر پیشۂ صیادی ہے — تو ہمیں کنج قفس بیضۂ فولادی ہے
صبح لے جاتے ہے گلشن سے زر گل کو [صبا] — باغباں یاندہ اسے چور یہ ایک بادی ہے
تیری تصویر کو کیا مونہہ ہے جو کھینچے نقاش — دست قدرۃ [ہی] کی یہ صنعت اوستادی ہے

عزیز و جب کوئی آگے ہمارے [دیس] گاتا ہے — تو ہم پردیسیوں کو یاد اپنا دیس آتا ہے

گویند کہ ایں مطلع بدیہہ در راجپوتانہ ہنگام مجلس رقص وشنیدن راگ دیس گفتہ

ستاں ہے دوسرا

رباعی

ب فراق میں زنداں ہے دو

اس ماہ تمام کے تصدق جاؤں — محبوب ہے
معروف اگر پاؤں تو سو جان سے آہ — سلطان نظام مجھے دیتا بھلا طبیب جو

مغل

تخلص مغل علی پسر خواجہ[1] ہیگا ولد خواجہ عسکری است اصلش خطۂ کشمیر جنت نظیر و مولدش [خاک پاک] شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است ہر یکے از نیاگانش بہ علاقہ بندی و سودا [گری] ایام بسر می بردند وے گاہ گاہ فکر شعر ہم می کند این شعر او راست ؎

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزاں ہو	کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ مہر لقا ہوگا

مفتون

تخلص سہ کس میدانم یکے ازاں ہر سہ انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم وازان [دو] باقی

مفتون (۱)
اوّل۔ شیخ عبدالرحیم اصلش از دیار عرب و مسقط الراس آں نیک خو بلدۂ لکھنؤ واقع شدہ جوان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است این شعر او گفتہ ؎

اس درد سے آگاہ ہوں بے رخصت بلبل	لے کر نہ کوئی پھول مری خاک پہ آوے

مفتون (۲)
دوم میاں بدر الدین اصلش از پنجاب و مولد و ما و انشش این خاک پاک جنت نصاب است بہ بزازی ایام بسر می برد و مشق شعر فارسی ہم میکند شاگرد شاعر سیادۃ مقرون میر فرزند علی موزون است و این شعر[2] گفتۂ آں بسعادۃ مشحون ؎

سرخ جوڑا جو پہن کل تو گلستاں ہیں گیا	شاخ گل کو بھی لگی رشک سے یکبار آتش

مقبول

تخلص میاں مقبول نبی المخاطب بہ مظہر الدین خان سلمہ الرحمٰن پسر دوم انعام اللہ خان یقین رحمہ ارحم الراحمین

---

[1] خواجہ ہینگا۔ نغمۂ عندلیب ص ۱۲۹ [2] شعراء ۱۰۱

است وے مردے مثال آئینہ صاف گو وعزیزے مثل در غلطان بہرسو نہائت مسکین نہاد بغائت مسکنت بنیاد است خط نستعلیق [شیر] یں می نویسد و بسعی ہرچہ تمامتر اشعار شعرا فراہم میکند جدش اظہرالدین خان ویرا بکنار عاطفت پرورده از پیشگاه خلافت خطاب خانی بنامش گرفتہ و در صغرسن روبروے خود بر پالکی خویش جا داده سوار می شد و ہرجا کہ می رفت باخود می برد گاہے فکر شعر میکند و احیاناً رخش ہمت دریں سرزمین می یوید مقید بشاگردی احدے نیست ہرکس کہ شعرش را اصلاح کند استاد وے است شصت ہزار بیت تخمیناً[1] از شعرائے قدیم وجدید [ید] غالب کہ از سہ صد کس کما بیش خواہند بود فراہم آورده آں شوق مجسم بہ یک چشم زدن بہ آتشے کہ از باد ہوائی بر کلبہ آتش زد پاک بسوخت تا الیوم بآبیاری ماء الحیواة عشق کامل قریب نصفے [نصفے] ازاں [عظام رمیم] سوختہ حجیم احیا نموده بنثر جا رخصت زندگی در اندک فرصت بحشر ہمہ آں بلکہ بہ نشر نفوس شعرے کہ محروم از تعلق قالب مانده می پردازد [خدا] اش سلامت داراد کہ عجوبہ روزگار و نادره لیل و نہار است مختصر کلام ایں بیست[2] و یک بیت از کلام آں خوبی التیام است ؎

پوچھا میں اوسے رات کہاں مہ جبیں رہا　　بولا کہ شوق [دل کا] تجھے کیا کہیں رہا[3]

[بانکپن اوسکو سکھایا تھا کچھ اس دن کے لیئے　　کون جانے تھا کہ اپنا ہی وه قاتل ہووے گا

کہتے ہیں تجسے دیدۀ و دل ہوکے متفق　　تو نے ہی اوسکو یار کیا ہم نے کیا کیا

دسترس رکھے ہے پاسے یاں تک ہر دم رقیب　　یا الٰہی ہاتھ اوس کا ہووے شانے سے جدا

خط سے تو جی بچا تھا پر زلف مہوشاں نے　　ہرگز مجھے نہ چھوڑا آخر ندان مارا

قطعہ

بیکس غریب عاشق مقتول تھا جو تیرا　　فرقت نے تیری اوسکو اسے بدگمان مارا

سنتے سنا یہ بولا اک آہ سرد بھر کر　　افسوس ہے دکھ نے بہ کم زبان مارا

ایک جو ہم رہ گئے تھے سو بھی سچلے　　اب تو اوس شوخ کو فراغ ہوا

---

[1] سی ویک ۱۰۱ [2] اس بیت کے سوا مقبول کے جسقدر بیت ہیں ا، ۱ سے منقول ہیں اصل میں اشعار کی جگہ جو ایک صفحہ سے زائد ہے چھوٹی ہوئی ہے [3] کذا

کون رویا نہ حال پر میرے　　　رحم تجکو مگر نہیں آتا

خوش خرامی کا جب خیال کیا　　　ایک عالم کو پایمال کیا

کیا مزا ہو جو یار آجاوے　　　چاندنی رات ہے بہار ہے اب
نام خدا تو ہے اب اے بت محبوب خوب　　　آن بلا چھب غضب گات کا اسلوب خوب
یہ بیمار بچنے کا ہرگز نہیں　　　مری نبض کو دیکھ بولا طبیب
اگر عزم بالجزم ہے قتل کا　　　تو نصر من اللہ فتح قریب
بعد مدت کے تو آیا ہے میری جان یہاں　　　ایک دم پاس مرے بیٹھ ذرا بات کی بات

تبسم ہے نہ ہنسنا ہے نہ وہ گفتار کیا باعث　　　خفا رہنا ہے مجسے کیوں مرے دلدار کیا باعث
ہمیشہ صحبت اغیار میں خوشوقت رہتے ہو　　　ہمارے پاس آنیسے جو ہو بیزار کیا باعث
بھلا مقبول سے تو دوست کو گھر سے نکالے ہے　　　یہ کیوں کا ہیکو کہہ کسواسطے دلدار کیا باعث

ہم وہ شہید عشق ہیں تیرے کہ بعد مرگ　　　برپا ہماری خاک سے ہوگا غبار سرخ

غم سے جھکے ہیں ہوا مر کے غبار آخر کار　　　خاک پر بھی مری آیا نہ وہ یار آخر کار
نہ لگا تو گلے سے یار افسوس　　　آہ افسوس صد ہزار افسوس
سیم تن جاتے ہیں خوش ہو ہو کے زرداروں کے پاس　　　کون آتا ہے دلا ہم جیسے بے چاروں کے پاس

چالاکی اپنی برق نہ دکھلا فلک پہ تو　　　ہیں بھی زمیں پہ آتش غم سے طپیدہ ہوں

ہر بات میں رکھاوٹ طرز ادا تو دیکھو　　　ہر آن ہیں بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

اکسیر[1] سے پرے ہو جو پاوے کہیں قرار ‏ پر چین ہے کہاں دل سیماب وار کو

کیا مزے سے عیش ہو ساقی جو ہوا سباب ہو ‏ ماہرو ہووے ہو مے ہوں اور شب مہتاب ہو

بزم میں اغیار کی رات صریحاً تھے تم ‏ کھاتے ہو کیوں اس گھڑی جھوٹی قسم واہ واہ

ازبکہ عکس رو سے تیرے آب ہو گیا ‏ ہے تیرے آگے دست بفریاد آئینہ

خوشنما تھی تجھ لب نازک پہ سرخی پان کی ‏ سامنے ہو جان کیا یاقوت اور مرجان کی
غیر سے کل رات کو کرتے تھے تم کیا بات چیت ‏ سچ کہو پیارے تمہیں سوگند اپنی جان کی

چاہو جو کچھ کہو تم مقبول کو پیارے ‏ سب خلق میں تمہارا مقہور ہے تو یہ ہے

دو قدم پر رہ گیا ہے ہمدمو ملک عدم ‏ کاٹ دینگے یہ بھی چلکر راہ اوٹھتے بیٹھتے
یاد سے تیری صنم ایک آن ہم غافل نہیں ‏ دھیان تیرا ہے تجھے واللہ اوٹھتے بیٹھتے

مقتول

ورق ۳۰۰

تخلص مرزا ابراہیم بیگ است وے صفاہانی الاصل دہلوی المولد شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است در انشا پردازی دستے دارد و در شعر فہمی سلیقہ درستے کلامش مرغوب است و سخنش محبوب القلوب این دو بیت شعر او راست ؎

---

[1] ۱۰۹ میں مقبول سے یہ تمام اشعار منقول ہیں، اکسیر کو رشک سے کہا ہے + [2] کذا

بتاں جبکہ زلف دوتا باندھتے ہیں | گرہ میں دل مبتلا باندھتے ہیں
میں یہاں خون روتا ہوں ہاتھوں سے اونکے | جو پاؤوں میں تیرے حنا باندھتے ہیں
میاں حال مقتول دیکھا نہیں کیا | کمر اسپہ کس پر بھلا [با]ندھتے ہیں

رنگ شفق کی خاک میں ملجاے سب بہار | جسدم وہ کھولے اپنے حنا بستہ ہات کو

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے | سو طرح کے اوسمیں سے بیساختہ پن نکلے

مقصود

تخلص سقائے است در بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد مقصود نام وے با وضعے کہ عامی است بنابر مناسبت طبع در جرگۂ اطفال حامیان علم استادی بر افراختہ کوس سلطان الشعرائی نواختہ این دو شعر اوراست

عشق کیا جانو کدھر تھا مجھے معلوم نہ تھا | عشق کا دل ہی میں گھر تھا مجھے معلوم نہ تھا

بوسہ لینے سے [خفا ہوتے] ہو کیوں شفق من | بوسہ وہ شے ہے کہ دونو کو مزا دیتا [ہے]

مکھو

شیخ زادۂ ہیست [خوشنویس خط نستعلیق می نویسد] دہلوی الاصل [فرخ آبادی] المولد کہ اشعار متفرقہ دارد و ایں احقر تخلصش یاد نمی دارد اما ایں مطلع [وے] می نگارد

مصحف رو کی قسم ہے تجکو در کار چمن | میں برنگ شمع ہوں پر[و]انہ زار چمن

ملول

تخلص درویشے است بزرگی التیام شاہ شرف الد[ین] نام سخنش با سلوب [است و کلامش]

مرغوب ایں مطلع او گفتہ ؎

تری جدائی نے یہاں تک [ہمیں ملو] ل کیا   کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا

ممتاز

تخلص دو کس می شناسم تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب می پندارم و دیگرے مولوی نور احمد مرحوم جسد مادری برخوردار کامگار میر عزت اللہ [عشق مدعمرہ] و زاد [قدرہ] است دسے بزرگے بود [بحلیہ] علم و عمل آر [استہ و بزیور عقل] و فضل پیراستہ ملبس بلباس علما مودب بآداب صلحا نیکذات غریب پرور ستو [دہ] صفات محبت گستر دریا دل شجاعت آگین روشن جان سخاوۃ آئین ظریف الطبع لطیفہ گو مزاج دوست پاکیزہ خو سر بسر ابتہاج یکسر سرور جسم فطرت و ہوش جان عقل و شعور صاحب اقبال بلند مالک بخت ارجمند حافظ کلام ربانی غلام خاص حضرت محبوب سبحانی در ایام جوانی بعزت تمام و حرمت مالا کلام مجالس ملوک و سلاطین و وزراے صاحب تمکین حامی یافت یک چند بحضور سراپا نور حضرت ظل سبحانی سلیمان مکانی در ایام شاہزادگی بعلاقہ استادی می شتافت بعد تشریف شریف ارزانی داشتن جناب ایشان [بایام] شرقیہ بہ سلطان ہدایت بخش مغفور و نواب عماد الملک میر ور در پیوستہ [اما] سر رشتہ بزرگی و استادی را در ہم نہ شکستہ در آخرہا ترک ایں سودا کردہ بخانہ نشینی بقیہ العمر بسر بردہ بکیفیتے کہ در خانہ نشینی ایام میگذرانید نصیب قاسم ہیچمدان باد و بہ لطفے کہ در [ا] و ان گوشہ گزینی اوقات شریفہ بانجام می رسانید او سبحانہ جل شانہ روزی ایں سراپا نقصان گرداناد بر در امیر و وزیر نمی رفت تا باستدعاے حاجت خود چہ رسد و باہر جنس [مردم] شہر عموماً و اہل محلہ خویش خصوصاً حاکمانہ پیش می آمد اطاعت و انقیاد کسے خود چہ امکان داشت [روزے] کہ جہان فانی را پدرود کرد باوصف غوغاے خاص [و] عام چندے [از] عامیان سر برہنہ نعرہ زناں ہمراہی جنازۂ آں برگزیدۂ حضرت غفار اختیار کردند در حینے کہ ایں سراے گذاشتنی را خیر باد گفت باوجود اژدہام ہر گونہ مردم معدودے از عوام الناس روہاے خود سیاہ کردہ واویلا گویاں رفاقت نعش آں اختیار کردۂ حضرت ستار تا بمدفنش رفتند روز روشن در محلہ آں روز حکم شب تیرہ بہم رسانیدہ بود کہ بازاریاں دکاکین را تختہ کردہ تا منزل اول نرسانیدہ از پا نہ نشستند مختصر کلام تا الیوم کہ سی و سہ سال از رحلتش منقضی شدہ ممکن نیست کہ در حین ذکر خیرش دریا دریا اشک از چشم اہل محلہ نبارد یا روح پر فتوح حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ نسبتے قوی داشت

ورق ۱۳۱

ہر مدعا کہ از جناب کہ [امت] مآب حضرت ایشان روح اللہ روحہ بطریق استخارہ می خواست مانند [فلق] الصبح منکشف میگشت در سہ یازدہم ربیع الاخر منقبتے بنام نامی آں قدوہ اولیاء کرام و اسم سامی آں پیشوائے اصفیا [ے عظام یہ] ز [بانے کہ] داشت گذارش می کرد بہر دو زبان سخن میگفت ریختہ اش بروبہ پاستا [نیا] ن می ماند بہر حال ایں چاردہ شعر تیمناً درایں جامی نگارم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

زلف مہرو میں یہ دل جب سے گرفتار ہوا — مو بمو نام خدا محرم اسرار ہوا
[1] . . . . بتاوے ناصح — کس طرح ہمکو روا عشق کا انکار ہوا

دل کا آ [ئینہ] صاف کر کر دیکھ — اپنے ہی دید کے ہیں عاشق سب

ہر چند پھرے دیکھتے بازار محبت — لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
درکار [صر] احی نہ ہمیں جام ہے ساقی — ایک عمر سے ہیں کیفی سرشار محبت
از بسکہ مریضوں میں ہوں ممتاز میں سب سے — بھاوے ہے مجھے دل سے یہ آزار محبت

تم پوچھو کوہکن کے درد کو [مجنوں] سے مت پوچھو — دوانا اسکو کیا جانے محبت اسکو کہتے ہیں۔

یارب یہ جان شیریں تڑپھتی [نہ] تن سے جاوے — مجنوں نہ کیجیو مجھے فرہاد کیجیو
دشمن کے دوست ہم ہیں جو مانگیں ہیں یہ [دعا] — یارب دل خراب [کو آ] باد کیجیو

زاہدا زہد ا [سکو کہتے] ہیں — دل میں کچھ ہے زباں میں کچھ ہے
دل مرا [درد] سب سے [ہے] ممتاز — آ [ن میں] کچھ ہے آن میں کچھ ہے

[صا] ف آئینے سے ہوا روشن — مونہہ ہی دیکھے کی جگ میں الفت ہے

[1] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

ورق ۳۰۲

رُباعی

یوہیں ہر دم [جو اشکباری] ہوگی — تسپر دل کی یہ بے قراری ہوگی
[تو ہی ہے رہ]حم کر تلک اسکا انصاف — کس طور سے [زندگی ہماری ہوگی

ممنون

تخلص دو [کس] می شناسم

ممنون (۱) **اوّل** میر امانت [علی] سلمہ اللہ العلی وے سید زادہ [ایست] نیک نہاد از بلدہ [عظیم] آباد یک چند جہت تحصیل علم وارد حضرت دہلی شدہ [بو] دگاہ گاہ فکر ریختہ [میفرمود] و شعر [خو] د باصلاح شاعر سیادۃ مشحون میر فرزند علی موزون می رسانید [بالفعل] معلوم نیست کہ از دور زمانہ حالش بچہ انجامید این [شعرا] و گفتہ ؎

اے وائے کہ تیرے لیئے اس خاک نشیں کو — جوں باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون (۲) **دوم** میر نظام الدین سلمہ رب العالمین خلف الصدق [ق] میر قمر الدین منت علیہ الرحمۃ وے جوانے است شیریں سخن واقف اکثر اصول این فن سلیس گفتار [فصیح] زبان نیکی کردار عذوبت بیان در سلک شعرائے پایۂ سریر خاقانی انتظام و بقدر شنا [سی] و دیدہ وری حضرت ظل سبحانی بخطاب مستطاب فخر الشعرائی عز و احترام داشت و [موافق] طبع مشکل پسند بادشاہی بدیہہ ہم از و سر انجام می یافت حسب الحکم ارفع اعلےٰ قصیدۂ برشتہ نظم کشید [ہ] و بدرجہ قبول خاطر ظل اللٰہی رسیدہ فیض سخن از پدر والا قدر خود ربودہ ا [ز چند ...] استعفاے خدمت حضور فیض گنجور نمودہ تخلص [کلام ایں جہل] و دو بیت [ا] ز سخنان آں صحیح البیان است ؎

دور فلک ہیں کس کو نہیں ہے کشتی کا ذوق — رکھتا ہے ماہ یا [ت میں] ساغر بلور کا
ممنوں برنگ مصرع [سودا جو دیکھیے — ہر سنگ] میں شرار [ہے] اوسکے ظہور کا

بسکہ وقت گریہ [پیش چ]شم وہ مہ پارہ [تھا] — ہر چلا جو [اشک] سو یہاں اختر سیارہ تھا

بہا[ں] ذوق زخم [خنجر قاتل]نہیں رہا
دل چاہیئے تڑپنے کو [سو دل نہیں] رہا
کیوں بزم میں جھکی جھکی [آنکھیں تھیں کل] اگر
چتون [میں کوئی] بوسے کا سائل نہیں رہا

رات [تم] بن نہ ٹک آسودہ [یہ] مہجور ہوا
رشتہ بستر راحت دم سا طور ہوا
چاندنی [مار] گئی اس دل زخمی کو رات
پرتو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے [تلوار] آزمانے کا
کسی کے ہونٹ کے ملتے ہی بس تمام ہوئے
ملا مزا نہ ہمیں گالیاں بھی کھانے کا

ورق ۳۰۳

نام جانے کا نہ لے یار کہ مر جاؤں گا
سنتے ہی نام سفر جی سے گزر جاؤں گا
ہے یہی گریۂ بے صرفہ تو اس محفل سے
ہو کے آخر ہی میں جوں شمع سحر جاؤں گا
تیغ بے درد لگا تو کہ اگر محشر میں
مجھسے پوچھیں گے ترا نام مکر جاؤں گا
خوب اس کشور ہستی میں غریبا [نہ پھرا]
اب ہے ٹک قصد عدم یعنی کہ گھر جاؤں گا

کو[ئی] کہدے [تیز] رو ناقہ نشیں سے یوں پکار
گر کے اب ایک ناتواں دنبال محمل رہ گیا
دیکھ [اٹکھیلی] کہ سو سو بار بوسے کے لیئے
لا کے وہ مونہہ کو مرے مونہہ کے مقابل رہ گیا
عرض بیتابی دل میں نے جو کی چھاتی سے لگ
وہ لگے کہنے کہ لے اب تو ترا [ا] دل رہ گیا
ہم رہے اے موج خیز فتنہ اس گرداب [میں]
کشتی امید ٹوٹی دور [سا] حل رہ گیا
چل بسا ہر لشکر اہل جنوں ممنو[ن] کہا [ں]
آج اس وادی میں کچھ شور سلاسل [رہ] گیا

وہ تفتہ جگر ہوں کہ دم ذبح سے اب تک
ہے گرم مرے [خنجر] بر [ان کا لوہا]
[یل بے دل] گرم اپنے کی سوزش کہ ہوا جذب
بن قطرہ آب آپ [کے پیکان] کا لوہا
کب سا ... تقدیر کا کٹتا ہے گھسا مفت
آ [ہنگر] تدبیر کی سوہان کا لوہا

تبسم لب غنچہ کو دیکھ رو تا ہوں — کہ ٹھیک رنگ ہے اوس خندۂ نہانی کا
نہیں بچا مرض [عشق] سے کوئی ممنون — ہمیں دریغ بہت ہے تری جوانی کا

جگر کے دود سے رنگیں نشان آہ کیئے — دل شہید کے غم میں علم سیاہ کیئے
ہجوم بوسہ وہاں کیجے واہ اے لب شوق — کہ نیم رنگ جو عارض ہوا [یک] نگاہ کیئے
ہزار خرقہ و عمامہ ہوں خراب جو آئے — قبا وہ کھولے ہوے اور کج کلاہ کیئے
غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز — کہ گھر کے گھر تری آنکھوں نے ہیں تباہ کیئے

اضطراب دل ذرا فرصت کہ لوں بوسے کئی — پھر لب معشوق سینے ہیں کسی کا [تیر] ہے
قتل کر بیتاب کو اپنے کہ ہے یہ کیمیا — یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے
ہمکو رونا آئے ہے ممنون[1] تجھکو کیا ہوا — دم [بدم] کیوں [ل رنگ] پر تیرے بھلا تغیر ہے

دل کے سب داغ ہیں ایک آگ لگانے والے — جو مرے پہلو ہیں بیٹھے سو جلانے والے
جیتے جی داغ تو دیتے ہو بہت [پر] پس مرگ — میری تربت پہ نہ دو پھول ہولانے والے
[تو چٹکنے دے ذرا غنچوں] کو اے نکہت] گل — چٹکیوں میں[2] تجھے [ہم بھی ہیں] اوڑانے والے
لوٹ تک اوس عطر گریباں کی سنگھادی [اوسنے] — ہم زخود رفتہ نہیں آپ ہیں آنے والے
طالع [خفتہ نہ بیدار ہوے] اپنے کبھی — گو یہ نالے تو ہیں سوتوں کے جگانے والے
دل جو سلگے ہے ایدھر سے ہے نکلتا کچھ دود — چاک پہلو کو [نہیں ہم تو سلانے] والے
پانوؤں ممنون نے نکالے ہیں بہت دیکھو تو — ہیں بھی اس شہر میں زنجیر بنانے والے

کیا دلکو [ئی اوس] قاتل بے باک سے باندھے — جو ذبح کرے اور نہ فتراک سے باندھے
رندوں سے [ملے آن] کے تا ساقی بے رحم — چلا کوئی جا کر شجر تاک سے باندھے
کچھ درد کی لذت ہے فراموش کوئی [اب] — الماس کا سودہ جگر چاک سے باندھے

ورق ۳۰۴

---

[1] ممنون کہ ا۔۱ [2] میں ہیں تجھے ہم بھی اڑانیوالے ا۔ا۔

رُباعی

کسے کہوں [تنہا]ئی و بد روزی کو — جز داغ کوئی نہیں جگر سوزی کو

کوئی غمخوار گاہ گاہے جوں تیر — پہلو میں جو بیٹھے ہے تو دل دوزی کو

منت

تخلص میر قمرالدین مرحوم والد ماجد میر نظام الدین ممنون است سلمہ ربہ وے از سادات قصبہ سونی پت و مرد صاحب رتبت سخن سنج شیریں گفتار شاعر عذوبت شعار نکتہ پرداز فصاحت نشان معنی طراز بلاغت توامان بود بر کتب متداولہ نظم و نثر نظر مستوفی داشت و در شعر گوئی [بیشتر ہمت بہ صنائع] بدائع می گماشت بیرون از دیوان مردف فارسی کہ مشحون انواع سخن است کتابے چند در نظم و نثر مانند شکرستان در جواب [گلستا]ن شیخ شیراز قدس سرہ و مثنوی [در] جواب سحر حلال کہ ذوبحرین و ذو[قا]فیتین و بصنعت تجنیس با[د]گار اہلی شیرازی [رو]ح اللہ ر[و]حہ تصنیف نمودہ و[فی]ض سخن طرازی فارسی از جناب افاضۃ انتساب نکتہ سنج روشن تقریر میر شمس الدین فقیر عفی اللہ عنہ [ربودہ] و در [ریختہ] گوئی نسبت تلمذ بہ قیام الدین علی قائم داشت اما باین شغل ہمت عالی خود بسیار کم می گماشت در[ا]وائل حال بمصاحبت نواب معلے [القا]ب عماد الملک مرحوم سر افتخار باسمان می سود از اں پس دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ مثال خلافت حاصل نمود در اخرہا [رخت] سفر بدیار شرقیہ کشید اتفاقاً قاسم جیدان سراپا نقصان ہمسفر آں فصاحت زبان در یک گردون تا بلدہ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین و برادرانک فرصت بوطن مالوف رسانید و آں میر [مید]ان سخنوری درہماں [نو]اح توطن گزید و بوساطت میر محمد حسین[۱] کہ از اجلہ فضلا و ارباب . . . ظاہری بود نقش مرادش بسیار درست نشستہ بسرعت ہرچہ تمام تر بمدارج علیائے دنیوی ارتقا فرمود و بہ سفارۃ حیدر آباد شتافتہ قصیدۂ در مدح ناظم آنجا گفتہ مبلغ پنجہزار روپیہ برسم جائزہ حا[صل] نمود گویند اما باور نمی آید کہ در آخر قال حالش بدیار شرقیہ دگرگوں گشتہ [بود ر]قاصہ زنے بمنتہ گرفتہ مسی بر دنداں مالیدو از یں ہا در گذشتہ] رسالہ در رد صوفیہ ادام اللہ برکاتہم نوشت در ایام بودن حضرت دہلی

---

[۱] مرزا محمد فاخر مکین ا. ا. لیکن اصل نسخہ میں مرزا محمد فاخر مکین کو کاٹ کر اسی قلم سے "میر محمد حسین کہ از اجلۂ فضلا و ارباب .... ظاہری بود" حاشیہ پر اضافہ کر دیا گیا ہے +

ازیں چیزہا ہیچ در پیرامونش نمی گشت [امابرادران بہ تقیہ] تشیعش نسبت [میکردند] وبس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ ایشہا از افترا حسودان است یا راست بہر حال در کلکتہ برحمت حق پیوست خداش [بیامرزد] ایں پنج بیت منجملہ سخنان آں مرحوم شیریں گفتار است ؎

مدعی اوس سے سخن ساز بسالوسی ہے — پھر تمنا کو [یہاں شقہ مایوسی ہے]

آہ اے کشتۂ داغ غم خوباں کہ مدام — صفحہ سینہ پر از جلوہ طاؤسی ہے

میری ہی طرح جگر خوں ہے ترا مدت سے — اے حنا کس کی تجھے خواہش پابوسی ہے

تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجکو منت — ہاں یہ سچ ہے ملنے کی خوباں سے تو اک خو سی ہے

ہم سے وہ جوشش [وہ] الفت دور کی — آپ کو سوجھی نہایت دور کی

منتظر

تخلص درویش زادہ ایست سعادۃ النیام نور الاسلام نام نیاگانش درویش صاحب قال و حال بودند خودش ہم بلباس [صلاح] و تقوی ملبس است گویند تحصیل علم ہم نمودہ و از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ است و شاگردی میاں غلام ہمدانی مصحفی فرمودہ ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

ایک یہ عرض ہے صاحب مری [تقصیر معاف — پائیں] گر رہے کہیئے تو غلام آج کی رات

[ہمارے] جی ہیں [یہ تھا نہ رکھا] کے سو رہیئے — و [لے یہ ڈر] ہے نہ تہمت ہو یار اپنے پر

صدمہ جوشش ہجر کا یا [د] آئے ہے مجکو — [ایک] وہیں پہر پہری [سی کچھ] آجائے ہے مجکو

پیدا ہوئی [کچھ] مجکو نئی طرح کی وحشت — نے شہر [نہ صحرا نہ چمن] بھائے [ہے] مجکو

ہے روز [حشر د] یکھنے کا [شو] ق گر تجھے — اے منتظر تو اپنی شب انتظار دیکھ

منصف

تخلص منصف علیخاں عظیم آبادی است وے [انرا] فاغنۂ آں نواح و بسیار مرد قابل و زباں دان صاحب شعور و فصاحت بیان واقع شدہ اکثرے از کتب متداولہ فارسی از بر نمودہ و بعضے رسائل عربی ہم تحصیل فرمودہ گونہ از علوم شعریہ بہرہ ور [و] برخے از قواعد عروض و قوافی باخبر است خیال خام ہوسی خیلے در سر می پزد و نقوش احضار اجنہ ہم می نویسد بیشتر شعر فارسی موزوں می فرمائد [و] اظہار تلمذ نظام[1] خان متجز علیہ الرحمت می [نما]ئد بنا بر کساد بازاری بہ معلمی ایام بسری بردایں نہ شعر کہ نسبت بوے دارند بہ تحریر می رسد ؎

یعقوب تنک حوصلہ مت جانیو مجھکو | تا حشر م[رے] اشک کا طوفان رہے گا
گر عشق مرا یہ ہے تو پھر دست جنوں سے | داماں رہے گا نہ گریبان رہے گا

قسمت میں خدا جانیے کس کی [ہے] شہادۃ | پھرتا ہے [وہ] کافر لیئے [تلو]ار بغل میں

خیال جاوے ترا کیونکے میرے سینے سے | جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

[مکھڑا] ترا خور[شید] ہے اور ابر سیہ زلف | [ہے] اختر تابندہ ترے کان کا موتی

اگر پاؤں پڑوں بوسے جھڑک کر | پرے ہو دور ہو کیوں سر چڑھا ہے

ورق ۳۰۶

عوض لطف کی جفا تو نے | خوب کی ہے وفا وفا تو نے

قطعہ

جی دھڑکتا ہے ہاے قاصد نے | نامہ[2] جب اوسکے تیں دیا ہوگا
پڑھ کے احوال زار منصف کا | در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

---

[1] نظام الدین متجز علیہ الرحمۃ ، [2] جبکہ نامہ اوسے دیا الخ ۱۰۱۰

منیر

تخلص سہ کس میدانم

اول

منیر(۱)

جوانے تمکنت التیام میر آفتاب علی نام و[ے] اگرچہ بلباس عامیاں بہ صیقل گری ایام بسر می بردامااز خاندان شرافت و دودمان نجابت[است] نہائت باغربت و بغائت بامسکنت واقع شدہ باوصفے کہ ازسواد خوانی چنداں بہرہ ندارد شعرش کیفیتے خوب دارد از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است ملخص کلا[م ا]یں سی[و] یک بیت از گفتہاے وے است ہ

چاہیئے اول کفن ا[سے شمع سر] سے باندھنا — رشتہ الفت نہیں آساں جگر سے باندھنا
کار دنیا ہیچ اور اسباب دنیا بے ثبات — ہے عبث [یا]ں اپنے دلکو [سیم وزر سے] باندھنا
یارو اوسکی اس نگہہ کو کیا نظر بندی ہے یاد[۱] — جو کوئی دیکھے اوسے تار نظر سے باندھنا
آگے پروانے کے ہے آسان جل مر[نا] ولے — نامہ میرے شوق کا مشکل ہے پر سے باندھنا
باغباں ہٹ کر بنا تار رگ گل کی کمند — چور بادی ہے صبا شاخ شجر سے باندھنا
اوسکی زلفوں ہیں پھسانا دل بھلا کیا ہے ضرور — اور ایک کالی بلا ناحق کی سر سے باندھنا
تم جو کہتے ہو کہ عاشق ہے منیر اب اور پر — یہ بنا کر باندھنو سیکھے کیدھر سے باندھنا

شب فراق ہیں ہے کون یار[۲] عاشق کا — نہیں ہے غم کے سوا کوئی یار[۲] عاشق کا
ہمیشہ تیغ لیئے اپنے دست رنگیں ہیں — پھرے ہے تشنہ خوں وہ نگار عاشق کا
تری گلی ہیں ہمیشہ پھرے ہے اوڑتا ہاے — طرح بگولے کے مشت غبار عاشق کا
یہ اضطراب خدا جانے لائے کیا طوفاں — کریگا دیکھیے کیا انتظار عاشق کا

کہاں دماغ جو دیکھے وہ حال عاشق کا — بلا کو اوس کی پڑا ہے ملال عاشق کا
زکوٰۃ حسن ہی دے ڈال[کیا] ہے اک بوسہ — [نہ کر تو ر]د یہ بیا[ر]ے سوال عاشق کا

---

۱ آ ۱ . ۱ . ۱ ۲ کذا در ہر دو نسخہ ،

جو [بے سبب] تم اوسے را[ند]ان سناتے ہو
پڑے گا کس پہ بھلا یہ وبال عاشق کا
بتاں کے عشق میں پروانہ وار [جل] بجھنا
[یہی بڑا ہے] منیر اب [کمال] عاشق کا

کیا ہے آگے [دل] سوزاں کے [شرر] آتش کا
یہاں ہر اک داغ جگر میں ہے اثر آتش کا
عشق یوں چاہیئے ہو دل میں ہر اک انساں کے
جیسے ہر سنگ میں لے یار ہے گھر آتش کا

ورق ۳۰۷

آبلے پڑتے ہیں جس جا کہ گرے ہے قطرہ
ہے مرے اشک کے پانی میں اثر [آ]تش کا
یارو ٹک دیکھیو سینے میں کہاں آگ لگی
دوڑیو دوڑیو یہ اوٹھتا ہے کدھر آتش کا
یار کچھ میرے تپ دل کی حقیقت مت پوچھ
ہے کباب آگے مرے دل کے جگر آتش کا
جا ہے اشک آہ نکلتے ہیں منیر انگارے
چشم ہے میری کہ جھرنا ہے مگر آتش کا

شعلہ رو شب کو تری یاد جو گذری دل پر
شمع ساں سینے میں ایک سیل بہا آتش کا
ر[شک] صد باغ ہر ایک داغ دل اپنا ہے منیر
جوں خلیل اپنے [یہ گلزار کھلا] آتش کا

تصدق بے ثباتی [کے نہیں] کچھ سیم و زر ہی کا
گرہ میں باندھ کوئی کیا در شبنم کو لے جاوے
دکھاؤں زخم دل اوسکو تو [ٹانکے] توڑ دے ظالم
جراحت پر [نمک] چھڑکے اوٹھا مرہم کو لے جاوے
نسیم صبح سے کیا دور ہے یارو جو ایسا ہو
[منیر ناتواں کی [بند] گی حاتم کو لے جاوے
بتاں تو جمع ہیں لیکن خدا حافظ ہے مجلس کا
غضب سے گر چڑھا تا آستیں وہ [تندخو] آوے
تری زلفوں کی کیفیت سے لے پیالے یہ دل میرا
ابھی در نجف ہو وے جو اوس میں ایک مو آوے
منیر اسواسطے کرتا ہے سیر باغ اے یارو
مگر شائد محبت کی کسی بھی گل سے بو آوے

رُباعی

دنیا داری ہمیشہ دل ریشی ہے
پابند عیال و مال اور خویشی ہے
آزادہ و وارستہ و فرد و فارغ
دیکھا تو یہاں عالم درویشی ہے

منیر (۲)

دوم

جوان سعادۃ نشان مسمی بخواجہ آفتاب خان وے خواجہ زادہ ایست نیک دین شاگرد سعادۃ یار خان رنگین این دو بیت ازو است ؎

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کریں ــــ کنگھی کے دانت توڑ کر اپنی زباں کریں

مکتب میں تجھے دیکھ کے کیسے شوق سبق ہے ــــ ہر طفل کے وہاں اشک سے آلودہ ورق ہے

منیر (۳)

سیوم

سید زادہ خوش آئین مسمی [بہ] میر نظام الدین پدر والا قدرش کہ شاہ پیر[۱] علی نام دارد مرد نیک [نہاد ورو] یش سزادوا [ین میر] نظام الدین [جو] انے سلیم و فہیم دوستی [دوست] دشمنی دشمن است شعرش کیفیتے خوب دارد این عاصی بانواع [المعاصی] شش شعروے اینجا می نگارد ؎

یوں تو [خط] اوسکو میں اے پیک صبا لکھونگا ــــ لیکن احوال جدائی [کا] جدا لکھوں گا

تجھ بن شب فراق میری یوں بسر ہوئی ــــ روتے ہی روتے شام سے آخر سحر [ہوئی]
آیا سمند ناز پہ جس دم وہ شہسوار ــــ کاوش ہمارے دل کی [بنو] ع دگر ہوئی
دم کر شتاب سورۂ جن پڑھکر اے منیر ــــ تجکو کسی پری کی ہے شاید نظر ہوئی

ورق ۳۰۸

قطعہ

تنہا یہ کٹے گی کیونکے منزل ــــ اب پاؤں میں پڑ گئے ہیں چھالے
کہد یجو سلام رفتگاں سے ــــ او ملک عدم کے جانیوالے

منجھو [خان] مرحوم

پسر دوم [م] حکیم عسکری خاں عفی اللہ عنہ و برادر کوچک حکیم بو علیخاں سلمہ الرحمن تخلصش بہ سرحد تحقیق نہ پیوستہ گاہ گاہ بہ ندرۃ [یک] دو شعر موزوں می کرد این مطلع ازان آں مغفور است ؎

۱؎ بند علی ک د ا

اوس لب لعل [سے اب] لاگ لگی ہے دل کو — چشمۂ خضر سے یہ آگ لگی ہے دل کو

[منور]

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں بہ تکملہ ان شاء اللہ تعالےٰ می نگارم و دیگرے سید زادہ ایست خوبی التیام میر منور علی نام خوش طبع شیریں زبان کشادہ رو عذب البیان صاحب شعور یکسر سرور ایں مطلع ازو است ؎

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — عیش جاتا [رہا] جوانی کا

منشی

تخلص دو کس می شناسم

اول

منشی (۱)

میر محمد حسین] غلف الصدق میر ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وے از [سا] دات رضویہ مشہدی الاصل دہلوی المولد است جد کلانش بحضرت دہلی رسیدہ تو [طن] گزیدہ نستعلیق و ثلث و شکستہ درست می نگارد در فن انشا پرد [از] ی دستے دارد بہ سر [کا] ر دولت مدار شہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بصیغۂ منشی گری سرفراز است و بمصاحبت آں [و] الاتبار ممتاز شروع ریختہ گوئی باشارۃ و بشارۃ آں عالی مقدار نمودہ و منشی تخلص ہم حسب الارشاد واجب الانقیاد آں قرۃ باصرہ سلطنت کبری فرمودہ جوان خوش خو نیک رو است و ایں دو شعر از ان او ؎

صبح شب وصال ذرا ٹھہر کر نکل — ورنہ یہ جی ہوا ہے مرا تیرے دم کے ساتھ
منشی رقم کروں ہوں جب اپنا میں سوز دل — نکلے ہے دود آہ صریر قلم کے ساتھ

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم کچھ آفت ہے — بلا شوخی غضب رفتار قامت ایک قیامت ہے
جو پوچھا اوسنے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے — سمجھے کچھ [نہیں ا] وسے دور کی صاحب سلامت ہے

گھر سے جو نکلے ہو اجی آج [تم] اس تراش سے — آپکو [کچھ] خبر بھی [ہے] دلکی مری خراش سے
کو [چے] یار کا پتہ جب نہ ملا تو مر گئے — خوب ہوا کہ چھٹ [گئے] روز کی ہم تلاش سے
منشی خستہ دل کو ہے عشق میں اوس [پری] کے آپ — فکر نہ کچھ معاد کی کچھ نہ خبر معاش سے

نہ رکھیے دیر سے مطلب اب طوف حرم [کیجیے] — بتنگ آیا ہے جی ہستی سے [ٹک] سیر عدم کیجیے

ق

اگر خط بھیجیے اوسکو [تو] پھر حضرت سلیماں کا — یہ مصرع کر کے تضمیں ایک شعر اب یوں رقم کیجیے
سوا احوال [د] ل اپنے کے منشی نے اگر [تمکو] — لکھا ہو حرف شکوے [کا] تو ہاتھ اوسکے قلم کیجیے

دوم

منشی (۲)

ورق ۳۰۹

لالہ مولچند دسے کائت زادہ ایست [باحلم وحیا] آراستہ و بمہر [و] وفا پیراستہ نہائت بکر و ولغائت خوشخو بسیار باادب و خوش تقریر شاگرد رشید محمد نصیر الدین نصیر در قلعہ مبارک آمد و رفت دارد وحسب الحکم ارفع اقدس قصۂ منظوم میسازد ایں بیست وہفت شعر از زادہاے طبع اوست سہ

سب نے جانا کہ شفق چہرے کے نکلا خور [شید] — صبحدم او [ڑ] ھ جو [د] ہ سرخ دوشالا نکلا

دوچار آئینہ اے رشک مہرو ما [ہ] ہوا — پر ایک نگاہ [سے] شرمندہ میں نہ گاہ ہوا
تری ہمیشہ سے تھی رسم بے گناہ کشی — مجھے نہ قتل کیا تجھسے کیا گناہ ہوا
یہ دلکی دیکھئے شامت جو زلف سے چھوٹا — تو پھر اسیر [خم] کاکل سیاہ ہوا

مرغ بسمل کیا دل افگار و مضطر بن گیا — مر [دما] ل ہر اشک یہاں لوٹن کبوتر بن گیا
دل ہمارا مہ جبینوں کا زبس گھر بن گیا — ساحت دل چاندنی چوک اب سراسر بن گیا
شعلہ آ [ہ] دل سوزاں جو پہنچا چر [خ پر] — دو ہیں شیشہ آتشی خورشید انور بن گیا
[فر] ط نقش بوریا سے اپنے تو بے ریو [ریا] — [صفحہ مسطر] کشیدہ جسم یکسر بن گیا
چشم خون افشانکی دولت دیکھ منشی [یک قلم] — دامن اپنا تختہ گلہاے [احمر] بن گیا

پڑھ نماز آکر جو کچھ ڈر ہے خدائے پاک کا [ہے جنا] زہ تیرے ہی یہ عاشق غمناک کا
کروٹیں بدلے تھا جس جا کل ترا رنجور ہائے اوس مکاں پہ آج جاکر ڈھیر دیکھا خاک کا

ماہ روکش ترے اے طفل فرنگی کیا ہو اوسے [گو] را ہے تو سب پیر و جواں کہتے ہیں
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت اسلیئے لوگ تمہیں آفت جاں کہتے ہیں
یہ عجب دور ہے ایک جام ہوا جسکے نصیب آج وہ آپ کو جمشید زماں کہتے ہیں

یہ کہدو اوسنے کہ مصحف کی [کھاتے] قسمیں ہیں تمہارے روے [کتابی] کی ہم ہوس میں ہیں
کبھی نہ یہاں سے ہوں آز [ا] داس ہوس میں ہیں تمہارے پاس تو ہیں گرچہ ہم قفس میں ہیں

یہ عالم پھر کہاں اے دلبران سیمبر دیکھو بدلتا ہے زمانہ روپ دیکھو ٹک ادہر دیکھو
سنا ہے آپ ایک ٹھوکر سے مردے کو جلاتے ہیں یہ جب اوسنے کہا ہمنے [لگے] کہنے کہ مر دیکھو

بے طرح اپنے مقابل ابر [دریا] بار ہے ہمکو چشم [مردمی] اب تجھے چشم زار ہے
آئینے میں یہ ترا عکس رخ گلنار ہے یا لگی پانی [میں] آگ اے غیرت گلزار ہے

وقت رخصت کیا بیاں کیجے عجب حالت ہوئی تم [او] دھر رخصت ہوئے اور جاں ادھر رخصت [ہوئی]

دل تجکو دیتے زلف [گرہ گیر] کس لیے ہاتھ اپنے کیجے پاؤں میں زنجیر کس لیے

آہ قمری کو جو اے سرو ستایا تو نے راستی یو [ں ہے] کہ کچھ پھل بھی [نہ] پایا تو نے

گلشن میں جیکے آپ لب جو کھڑے ہوئے پانی میں دیکھے سرو و صنوبر پڑے ہوئے

بے نور ہا سحر کیا رخ نیکو سے ہے تیرے ‏ ‏ بے قدر شب قدر بھی گیسو سے ہے تیرے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا ‏ ‏ کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی
مر گئے ہم تو کیا ہے غم منشی ‏ ‏ حیف یہ ہے اوسے خبر نہ ہوئی

ورق ۳۱۰

منعم

غیر از محمد یار بیگ سا[ئل] کہ در [آخر ہا] منعم تخلص نمودہ بود تخلص دو کس میدانم

منعم (۱)

اول

درویشے بود بے دغل بقصبہ پلول در دلق اہل اللہ المشہور بہ مولوی سر اللہ عاشق پیشہ بہ اندیشہ برفاقہ زنے کہ سبحانی نام [دا] رد سر خوشش داشت اکثر جا در اشعار خود نامش می نگاشت مدتے است کہ عمر ششں بسر آمدہ و آں زنکہ بقید حیات دیوانش مانند حرز جان با[خود دارد] ورحینے کہ ذکر آں مرحوم در مجلس میرود دریا دریا اشک از چشم [د] ر بار می بارد و قصہ پاکبازیش داستاں داستان می سرائد گویند کہ شعر خود بیشتر [از نظر] رنگین قدیمی گذرانیدہ و برخے [بسمع] شریف سخن سنج فیض گستر [مرزا جانجاناں مظہر] علیہ الرحمۃ والغفران رسانیدہ مختصر سخن ایں بیست و یک بیت [ازاں مغفور کہ نزد سبحانی] یاد است بہ [تحریر] پیدرآ [مدہ] رضی اللہ عنہ ؎

چھوٹیں نہ [عشق] سے ہم جبتک ہے جی سلا[مت] ‏ ‏ [تا] صبح تو کیجو [ل] کرے ہے [ہمکو عبث ملامت]

کریں [اجو] ال اپنا تجھسے ہم اٹھا[ر] کیا طاقت ‏ ‏ [لگاویں ہات] دامن کو ترے اے یار کیا طاقت

زاہد [کو] باغ اور گل و گلزار ہے بہشت ‏ ‏ ہمکو بس اوسکا سایۂ دیوار ہے بہشت
عاشق کو کب خیال ہے باغ و بہار کا ‏ ‏ مجنوں کو اپنا دامن کہسار ہے بہشت
رضواں سے کام کیا جنہیں طالب ہیں وصل کے ‏ ‏ حلاج کے تئیں یہ سر دار ہے بہشت

کیوں نہ ہو اب جگ میں اوس کی آبرو　　جا لگے موتی تمہارے کان [آج]
کیوں کے دیکھے اوس کماں ابرو کی اور　　تیسر سے لگتے ہیں وہ مژگان آج
چھوڑیاں [زلفیں] جو مونہہ پہ سمجھہ رکھو　　قتل کا کس کے ہے یہ سامان آج

جا کے اولجھا ہے یہ دل اوس زلف سے شانے کیطرح　　دیکھیے ہووےگی کیا اب ایسے دیوانے کی طرح

افسوس تھا یہ دل نہ کسی غم سے آشنا　　کیا عشق کا لگا اسے جنجال [بے طرح]

ہوتی شیریں لباں میں گر الفت　　مرتا کا [ہیکو سر] پٹک فرہاد
کسی گل [رو] میں نہیں [وفا] کی بو　　بیوفائی میں ہیں یہ [سب اوستاد]

ق

رات مجکو یہ چند محنت و درد　　روح مجنوں [نے یوں] کیا ارشاد
بعد میرے یہ خانۂ زنجیر　　اب ہے خالی تو کر [اسے آباد

طریق] عشق میں کہتے [ہیں سخت خطرا ہے　　رکھا ہے [اپنو قدم ہمنے ہر چہ] بادا باد

کریگی کب تلک فریاد بلبل　　[نہیں سننے] کا تیرا [یا] غبان وسو
[سنیں گر] ریختے تیرے [کو] منعم　　[مقرر ہے کرینگے] ہیں میاں ورد[و]

[شبنم کو] دیکھیو زری گلشن میں سحر　　روتی ہے بیوفائی گل [دیکھ زار زار]
موسم گل میں عبث مت قید اسے صیاد کر　　ما [رنا] ہو مار چک ورنہ ہمیں[1] آزاد کر
کوہکن دواں مرگیا مجنوں کی وہ صورت ہوئی　　گر طلب شہرۃ ہے ایدل تو بھی کچھ ایجاد کر
جب نفاق آبادلوں میں پھر کہاں منعم مزا　　کب گرہ میں نیشکر کی دیکھ لے ہوتا ہے رس

ورق: ۳۱۱

[1] کہیں، نسخۂ اصل،

منعم (۲)

دوم

کاتب بچہ خوبی الئیام موہن لعل نام بتازہ مشقی سخن طراز و شعر خود با صلاح محمد نصیر الدین نصیر [می]
[ساند] ایں سہ شعر [بو] سے منسوب است ؎

پھونکدے ایسا نہ ہو یہ خانہ افلاک کو　　مجکو [اندیشہ] ہے آہ آتشیں کے پھول کا

سرنوشت اپنی ہیں کیا جانے لکھا ہے کیا آہ　　یہ کھلا ہم پہ نہ مضموں خط پیشانی کا

ہو کے شعلہ جو اوڑا رات یہ دل آہ کے ساتھ　　چنگ ایک روے ہوا پر نظر آ [ئی ا] وڑتی

موزوں

غیر از بقال پسرے کہ شعر موزوں وتا موزوں رطب و [یابس] در مدح مہاجی سندھیہ مرہٹہ در کوچ ہمراہ فیلش انشاد کردہ میرفت واو را خوش [می] ساخت وترد موافقت با وے می باخت وحسب [تقسیم] قسمت جائزہ می یافت [وکفافے بہم مقرر شدہ بود] کہ در ایام د [و] لت وے وصول می نمود تخلص [سہ کس از سخن گو بمن رسیدہ ؎

موزوں (۱)

اول]
سیدے بود بزرگ ذات ستودہ صفات تحلیہ [فضل و علم آر] استہ بزیور عقل و ہنر پیراستہ در [عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس [آرام] گاہ طاب اللہ ثراہ [کہ نام نامی آن] بزرگ باین خورد نرسیدہ و براسم سامی آں صاحب [درائشت ایں سبے بقا] عنت مطلع نہ گردیدہ شعرش بردیہ [شاہ] مبارک آبرو و شیخ شرف الدین [مضمون] و بالجملہ حسب [رو] اج آنوقت سعادہ مشحون است [ایں] دو شعر از گفتہا سے آں مرحوم رحمت ایزدی [کہ] باین احقر رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

زرد ہوتے بن نہ دیکھا ہم نے کچھ روے بہی　　پھل یہی پایا جہاں میں تجھ زنخ کو سیو کر

اگرچہ خوش کمر موزوں بہت ہیں　　فدا ہے جی میرا اوس مو میاں پر

موزون ص ۲۷

دوم

میر فرزند علی سامانوی وے شاعرے است دیرمشق شیریں گفتار خوش خلق خوبی کردار شگفتہ رو نیک خو خلیق یار باش صحبت [دار پاکیز] ہ معاش فصاحت نشان [خو] ش تقریر شاگرد میر شمس الدین فقیر بہرہ در زبان سخن گوئد [دربہرد] و میدان ترش ہمت پو[یذ] دیوان فارسی و ریختہ مشحون انواع سخن سرانجام دادہ و تصانیف [د] یگر ہم از و بر صفحہ دہر ثبت افتادہ مدتے است کہ بہ بلدۂ لکھنؤ طرح اقامت افگندہ ایام بسر می برد این پنج شعر وے کہ بدست افتاد [ہ ا] ینجا ثبت می ا[فتد] منہ سلمہ ربہ ؎

جب آپ سے ہوا گم تب تجھ تلک [میں] پہنچا — کھویا نشان اپنا پایا نشان تیرا

آؤ خوش چشموں کہ ہم بندے ہیں اس تاثیر کے — اپنی مجلس میں ابھی [مذکور تھا] بادام کا

تیغ ابرو سے کبھو مونہہ کو نہ موڑا ہرگز — [عشق بازوں میں یہ دل صاحب جو] ہر نکلا [۱]

نرگس کا پھول بھیجے نامے [میں یار کو] — معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

یار ہے چھت [چڑھا ہوا] بیٹھے ہیں [ہم ا] ود [اس سے — ذکر] کر اوس کا ہمنشیں ا[و ٹھ] نہ ہمارے پاس سے

موزون ص ۱۳

سی[وم]

[راے] چھتر سنگھ وے از کایتان حضرت دہلی است بہ دیوانی نواب [غفران مآب] معتمد الدولہ یعقوب علیخاں بہادر عز امتیاز داشت میگوئد کہ نبیرہ منشی مادھو رام و در بھاکہا ہم مہارتے دارم حاصل کہ مرد خوبی آما و بہرہ ور زبان سخن پیراست این پنج بیت او گفتہ ؎

ورق ۳۱۲

بیت ابرو کو تیرے دیکھ کر اے مطلع حسن — جو تیرے کوچے سے نکلا سو غزلخواں نکلا

گلی میں اوس پریرو کے بنا کر [ایک] مکاں اپنا — چلے ہیں اوس جہاں میں چھوڑ ہم بھی [یہ نشاں] اپنا

۱؎ دارد ۱۰۱

دوستی سا[دہ] رو کی آئینہ وار — آبرو خاک میں ملاتی ہے

بلبل چمن میں آج جو باد سحر گئی — کچھ کان گل کے تیرے ہی شکوے سے بھر گئی

پڑیں اس رونے پہ [پتھر] کہ نہیں ایک سرشک — کوئی یاقوت نکلتا ہے کوئی گوہر ہے

مہجور

تخلص تازہ [مشقے] است نوجوان سعادۃ آئین مسمی بہ محمد صدر الدین اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش این گلزمین بہشت تزئین نسبت تلمذ بہ [شا] عر فصاحت مشحون میر نظام الدین [ممنو]ن دارد گاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار [آر دایں سہ] بیت او راست ؎

یک تبسم [پہ چکے تھا یہاں ہمارا خوں بہا — عزم خونریزی کا کر کر کیوں تو قاتل رہ [گیا]

تو [اگر اے شانہ تجھے] تو ذرا کیجیو سراغ — دلربا [کے کا] کل [یہ] پیچ میں دل رہ گیا

کس طرح [مجنوں] ریختے ہو[گی] راہ عشق طے — پہلی ہی منزل میں تو تو پاے در گل رہ گیا

مہلت

تخلص مرز[ا] علی است و [سے عز] یزے خوشگو از سکنہ بلدہ [لکھنؤ و مردے صاحب خبرۃ از شاگردان میاں [قلندر] بخش جرا[ۃ] بسیار خلیق و خوش اختلاط و نہائت گرمجوش و نیک ارتباط است ایں [دو] شعر او گفتہ ؎

گر یاد گلرخوں کی تہ خاک کیجیے — تو قبر میں بھی تن پہ کفن چاک کیجیے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش — آرام زیر خاک بھی کیا خاک کیجیے

؎ ہوگی سنجھے ۱ ۔ ۱ ۔

مہاراج

تخلص راجہ نہلاس رائے [کا] ہست وے در بلدہ بریلی بدیوانی سرکار دولتمدار حافظ الملک حافظ [رحمت خان] شہید مغفور و مبرور عزا [متیاز] داشت و بہ نہا [یت] جود و جوانمردی و بدرجہ اعلی مردۃ و [نیک] نہادی ہمت می گماشت بہرکس و ناکس بمردمی و فتوۃ می ساخت و با ہر عامی و اہل ہنر مزد محبت و اخلاص می باخت باہل فضل و کمال بکمال عجز و انکسار ملاقات می نمود و بہ صاحبان علم و دانش بہ نہایت مسکنت و غربت اختلاط می فرمود دیوانے مردف از وے بزمانہ یادگار است و ایں غزل ہفت بیتی منجملہ طبع زادہاے آں خوبی [کر] دار

سے آر [ام] کا ہے کون سا اسباب فلک پر	عیسیٰ کو بھی آئے نہ کبھو خواب [فلک پر]
مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھو رات کو تیرے	رہتا ہے [کھلا دیدۂ] مہتاب فلک پر
سجدہ [ہ] کرے عاشق جو مہ نو [کو بجا ہے	معشوق] کی ابرو کی ہے محراب فلک پر
[دیکھا ہے] کہیں اسنے ترے حسن کا [جلوہ	آئینہ خور] شید ہے سیلے آب فلک پر
گو خوشہ پروین کو ہے انگور سے نسبت	[لیکن] نہوا گل کی یہ وہ شاب فلک پر
[سا] قی تو نہایت ہی خفا ہم سے ہے [سے] ابر	برسا تو اگر ہووے مے ناب فلک پر
دیکھے سے ترے یا [ر] کے مکھڑے کو مہاراج	رہتا ہے یہ خورشید بھی بیتاب فلک پر

میر

تخلص سخن سنج طبع زکی میر محمد تقی است اصلش از مستقر الخلافہ اکبرآباد و بود و باش وے در اکثرے از ایام عمر گرامی در دار الخلافہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشرور الفساد است [د] ر آخر ہا بہ بلدہ [ہ] لکھنؤ [طرح] اقامۃ افگند [ہ] بصیغہ شاعری بمواجب مبلغ [دو] صد روپیہ ملازم سرکار دولت مدا [رنواب] غفراں مآب و [زیر] الممالک آصف الدولہ یحیی خان بہادر گشتہ پسر شوہر ہمشیرہ سخن پرداز بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو است نسبت تلمذہم

سلہ بہلاس د۰ا۰

بجناب افادۂ انتساب خان مشارالیہ وارد اما بنا بر نخوتے کہ د[رسرا]ش جا گرفتہ ازیں امر کہ فی الحقیقۃ فخرے است اباء کلی بمیان آرد از کبر و غرورش چہ برطرازم کہ حدے ندارد و از نخوت و خود سریش چہ برنگارم کہ سینۂ قلم حقائق رقم

رق ۳۱۳

می فگار د بر شعر کسے گرہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز باشد سر ہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہل شیرازی گوش ہم فرانمی دارد امکان چہ[یس]ت کہ حرف آفرین) بر زبانش رود در تذکرہ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در[حق] شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و پسرانے ایں کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہائے متعددہ او کر[دہ] کہ بعضے ازاں بغائت رکیک و پردہ[در] افتادہ و قطع نظر از تذکرہ اژدر نامہ برشتۂ نظم کشیدہ کہ دراں خود را اژدہائے مردم خوار و شعرائے دیگر را حیوانات مسکین و خوار قرار دادہ و در جواب آں از ہر سخن ساز صاحب امتیاز ہجوے در نہائت رکاکت بر روے کار آمدہ

حکائت

در مجلسے کہ اژدر نامہ انشاد کرد اتفاقاً قبل ازیں بسمع میاں محمد امان نثار قصہ اژدر نامہ گفتن رسیدہ وے

یکسو

بگوشۂ نشستہ در ہماں مجلس غزلے موزوں نمود و بعد خواندن وے اژدر نامہ را بدورۂ [خود آ]ں غزل را ہزار شد و مدانشاد فرمود و در مجلس غوغائے عجیب و غریب بر (خاست[1])، و بہ محمد تقی میر رسید آنچہ رسید مقطع آں غزل بنابر تفریح یاراں در ینجا مرقوم گردید[2]

حیدر کرار نے وہ زور بخشا ہے نثار ایک پل[3] میں دو کروں [اژدرکے] کلے چیر کر

برایں مقطع اہل مجلس ہزاراں ہزار آفریں کردند کہ فی الحقیقۃ بر اژدرنا[مہ] بلکہ بر قائلش صد ہزار نفریں بود بہر حال از ینہا درگذشتہ میگوئم و حق نمی پوشم محمد تقی میر [شا]عرے است بے [نظیر] و سخن سنجے است خوش تقریر عندلیب خوش نواے باغ فصاحت بلبل ہزار داستان گلزار بلاغت شیر بیشۂ سخنوری ہزبر صحراے ہنر گستری شہسوار عرصۂ سخن طرازی فارس مضمار نکتہ پردازی جادو کلام معانی آفریں سحر بیان صنائع بدائع آگین میر اقلیم شیریں زبانی دبیر قلمرو عذب البیانی طرز گفتارش سبے بدل انداز اشعارش ضرب المثل زعم بعضے آں کہ سر آمد شعراے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی سخن بوے نرسانیدہ اما حق آنست کہ ع

---

[1] برخواست در ہر دو نسخہ [2] میگردد ا۔ا۔ [3] دم ا۔ا۔

هر [گلے] را رنگ و بوے دیگر است

مرزا دریاے است بیکراں و میر نہرے است عظیم الشان در معلومات قو[اعد فن] میر را بر مرزا برتری است و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری ملخص کلام دواوین متعددہ مملو ہر گونہ سخن و مثنویات متوفرہ مشحون چندیں صنائع بدائع فن بر صفحہ روزگار ثبت فرمود . . . . . شعر از اشعار بلند رتبہ آں استاد مسلم الثبوت اہل انصاف رقم زدہ کلک وقائع سلک ایں خوشہ چین خرمن اہل سخن نمود منہ سلمہ ربہ ؎

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا — موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا
اشک تر قطرۂ خوں لخت جگر پارہ دل — ایک سے ایک عدم آنکھ سے بہتر نکلا

کہلاتے ہیں جو پگڑی کا پیچ اوس کی میر — سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا

جواے قاصد وہ پوچھے میر بھی ایدہر کو چلتا تھا — تو کہیو جب چلا ہو نہیں تو اوسکا جی نکلتا تھا

کیا کہیے عشق حسن کا آپ ہی طرف ہوا — دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا

مے گلگوں کی بوسے بسکہ میخانہ مہکتا تھا — لب ساغر پہ موبہہ رکھ رکھ ہر ایک [شیشہ بہکتا] تھا

ایک پارہ جیب کا بھی بجا ہیں سیا نہیں — وحشت میں ہیں سیا تو کہیں کا کہیں سیا

اوٹھوں نہ خاک سے ہیں کشتہ کم نگاہی کا — دماغ کس کو ہے محشر کی دادخواہی کا
ہے لب نمکیں علاج میرا — پر بے مزہ ہے مزاج میرا

کیا کہوں میں میر اپنی سرگذشت — ابتداے قصہ میں وہ سو گیا

ورق ۳۱۴

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے — ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند — یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوے آرام کیا

پوچھتے کیا ہو ہم سے یارو میر کے د[ین] اور مذہب کو — قشقا کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

دیوانہ پن ہمارا آخر یہ رنگ لایا — جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

مناں مجہ مست بن یہ خندہ قلقل نہ ہو ویگا — مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لیکے رو ویگا

خواب میں شب پاؤں اپنے دوست کے ملتا تھا میں — آنکھ دشمن کھل گئی سو ہاتھ ملتا رہ گیا

مسجد میں امام آج ہوا آ کے کہاں سے — کل تک تو یہی میر خرابات نشیں تھا

کسی وقت پاتے نہیں ہم اوسے — بہت میر نے آپ کو گم کیا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے — کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

داغ [آنکھوں] سے کھل رہے ہیں سب — دل[1] [بھی] دستہ ہوا ہے نرگس کا

قامت خمیدہ رنگ شکستہ بدن نزار — تیرا تو میر غم میں عجب حال ہو گیا

---

[1] آنکھیں، در ہر دو نسخہ، مگر کلیات طبع کلکتہ میں "آنکھوں" ص۴۳، اور "آنکھوں سے کھل رہیں ہیں" ص۲۹۴ ایضاً ص۵۲ "ہاتھ" کلیات

بیتاب جی کو دیکھا دل کو کباب دیکھا
جیتے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دیکھا

سو کھنے ہی آنسوؤں کے نور آنکھوں کا گیا
بجھ ہی جاتے ہیں دیے جس وقت سب روغن جلا
آگ سی ایک دل میں سلگے ہے کبھی بھڑکے تو میر
[دیکھئے] میری ہڈیوں کا ڈھیر جوں ایندھن جلا

مر چلے بے قرار [ہو] کر ہم
اب تو تیرے تئیں قرار ہوا

لگتی نہیں ہے دارو ہیں سب طبیب حیراں
ایک روگ میں بسا ہا جی کو کہاں لگایا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر چڑھا ہے
چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اس جواں کا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
قسم جو کھائیے تو طالع زلیخا کی
عزیز مصر کا بھی صاحب ایک غلام لیا

کیوں کے نقاش ازل نے نقش ابرو کا کیا
کام ہے ایک تیرے موںہہ پر [کھینچنا] شمشیر کا
کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں
ر[نگ] اوڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

روے عرق فشاں کو بس [پوچھ] گرم مت ہو
اوس گل میں کیا رہے ہے جس کا گلاب نکلا

میں نہ کہتا تھا کہ موںہہ کر دل کے اور
اب کہاں وہ آینہ ٹوٹا گیا
میر کس کو اب دماغ گفتگو
عمر گذری ریختہ چھوٹا گیا

اتنی [گذری] جو تیرے ہجر میں سو اوس کے سبب
صبر مرحوم عجب [مونس] تنہائی تھا

ملہ "دیکھے" اصل نسخہ

ہم فقیروں سے کج ادائی کیا — آن بیٹھے جو تم نے پیار [کیا]
سخت کافر تھا جنے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

ورق ۳۱۵

لے گئی صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے — آنکھ اوس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا

نمود کر کے وہیں بحر غم میں بیٹھ گیا — کہے تو میر بھی ایک بلبلا تھا پانی کا

گلی میں اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر — میں میر میر کر [او] س کو بہت پکار رہا

دل کے تیں آتش ہجراں سے بچایا نہ گیا — گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا
گل میں اوسکی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا — ہم کو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا
کاوکاو مژہ یار و دل زار و نزار — گتھ گئے ایسی شتابی کہ چھڑایا نہ گیا
دل میں رہ دل میں کہ معمار قضا سے اب تک — ایسا مطبوع مکاں کوئی بنایا نہ گیا
میر [مت] عذر گریباں پھٹے رہنے کا کر — زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر — پھر ملیں گے اگر خدا لایا

اس صحن پر یہ وسعت اللہ رے تیری [صنعت] — معمار نے قضا کے دل کیا مکاں بنایا
وہ تو مٹا گیا تھا تربت بھی میر جی کی — دو چار اینٹیں رکھ کر پھر میں نشاں بنایا

خوش رہا جب تلک رہا جیتا — میر معلوم ہے قلندر تھا

حسرت اوسکی جگہ تھی خوابیدہ — میر کا کھول کر کفن دیکھا

ٹہ " بتکدے " ۱۰۱

تو یوں گالیاں شوق سے غیر کو دے — ہمیں کچھ کہیگا تو ہوتا رہے گا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھے وہاں کی بے نیازی کا

دیکھ آرسی کو یار ہوا محو ناز کا — خانہ خراب ہوجیو آیینہ ساز[کا]

[این شعر سرقہ نا]صر علی است اما خوب بستہ وے گوید۔

دست خواہم زد بدامان سکندر روز حشر — شوخ لیلی زادہ ام را طبع مجنوں کردہ است

چشم بہنے سے کبھو رہتی نہیں — کچھ علاج اے میر اس نا[سو[1]]ر کا

کئی دن سلوک وداع [کا[2]] میرے درپئے دل زار تھا — کبھو درد تھا کبھو داغ تھا کبھو زخم تھا کبھو وار تھا

شہرۂ عالم اوسے یمن محبت نے کیا — ورنہ مجنوں ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا

[یہ[3]] اتصال اشک جگر سوز کا کہاں — روتی ہے [یونتو] شمع بھی کم کم تمام شب

دریا میں قطرہ قطرہ ہے آب گہر [کہیں] — ہے میر موجزن ترے ہر یک سخن میں آب

اس لیئے عشق میں نے بویا[4] تھا — تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب
میر شاعر بھی زور کوئی تھا — دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

---

[1] نسخۂ اصل میں 'ناصور'۔ [2] 'کے' درہردو نسخہ 'کا' از کلیات ص۳۸
[3] 'یہ' از کلیات ۔ 'نہ' درہردو نسخہ ۔ [4] 'چھوڑا' کلیات ص۸۱

کھا کے دانہ یہ دام بچھوا یا ہووے آدم کو[بھی] بہشت نصیب

تنگ ہوجاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر گر ہمیں زیر زمیں سونپا دل نالاں سمیت

[ا]بتو چپ لگ گئی ہے حیرت سے پھر کھلے گی زبان جب[۱] کی[بات]
[ظ]لم ہے قہر ہے قیامت ہے [غصے]میں اوسکے زیرلب کی بات

تو کس نیدوں پڑا سوتا رہا دروازہ مو[ندے] شب میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ

آئے ہیں میر مونہہ کو بنائے خفا سے آج شائد بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

چ[شم] بد دور کہ کچھ رنگ ہے اب گریہ پر خون جھکے ہے پڑا دیدۂ گریان کے بیچ
کان رکھ رکھ کے بہت درد دل میر کو تم سنتے تو ہو[پہ] کہیں [درد ہو کان]کے بیچ

ہم سیہ کاروں کا رستہ وو ہے میخانے کے اور آ گئے ہیں میر [مسجد]میں چلے مستی کے بیچ

فتنہ اوٹھے گا ورنہ نکل [گھر]سے تو شتاب بیٹھے ہیں آ کے طالب دیدار سے طرح

گہہ گل ہے گاہ رنگ گہے با[غ] [کا] ہ بو آتا نہیں نظر وہ طرحدار ایک طرح
[نہ] پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد آخر کار کیا کہا قاصد

میرے سنگ [مزار] پر فرہاد رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد

ورق ۳۱۶

---

۱ دل کی جب' د. ا. ۲ مستی در ہر دو نسخہ ۳ باغ کی ہے بو۔ کلیات صفحہ ۷۶ '

کچھہ [ہو] رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز ‌ ‌ ‌ آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

جوں شمع صبحگاہی یک بار بجھ گئے ہم ‌ ‌ ‌ اوس شعلہ خو نے ہم کو مار[ا] جلا جلا کر

کیا داغوں سے رشک باغ اے صد آفریں الفت ‌ ‌ ‌ یہ سینہ ہم کو بھی [ایسا] ہی تھا درکار بس بہتر

کس ڈھب سے راہ عشق چلوں [ہے یہ ڈر مجھے ‌ ‌ ‌ پھو[ٹیں] کہیں نہ آبلے [ٹو] ٹیں کہیں نہ خار

قیامت تھا سما اوس خشمگیں پر ‌ ‌ ‌ کہ تلوا[ریں چلیں] ابرو کی چیں پر

یہ عشق بے اجل کش ہے بس اے دل اب توکل کر ‌ ‌ ‌ اگرچہ جان جاتی ہے چلی لیکن [تغافل] کر
گداز عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا ‌ ‌ ‌ جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل [کر]

چاک دل پر ہے چشم صد خوباں ‌ ‌ ‌ کیا کروں یک انار و صد بیمار

مرے کہیں اے میر جا [سرگشتہ پھرنا] تا کجا ‌ ‌ ‌ ظالم کسو کا سن کہا کوئی گھڑی آ [را] م کر

ضعف یاں تک کھچا کہ صورت گر ‌ ‌ ‌ رہ گئے ہاتھ میں قلم لے کر
میر صاحب ہی چوکے اے بد عہد ‌ ‌ ‌ ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر

کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہو گیا ‌ ‌ ‌ اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

چاہیں اوسکے [میرا] لہو تھا سو پی چوکا ‌ ‌ ‌ اوڑ[تا] نہیں ہے طائر رنگ حنا ہنوز

دل جلوں پر روتے ہیں جنکو ہے کچھہ سوز وگداز　　شمع رکھتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز

ہے پریشان دشت میں کس کا غبار ناتواں　　گرد کچھہ گستاخ آتی ہے چلی محمل کے پاس]

سب سے آیینہ [نمط] رکھتے ہیں خوباں اختلاط　　ہوتے ہیں یہ لوگ بھی کتنے پریشاں اختلاط
شیخ سچھ خوب ہے بہشت کاباب　　جائینگے گروفا کرے گا دماغ
ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ [دروغ]　　کہاں دماغ ہمیں اسقدر [درو] غ دروغ

کس نے [لیاہے تم سے مچلکہ] کہ داد [و]　　ٹک کان [ہی رکھا] کرو فریاد کی طرف

[محبت] نے شائد کہ دی دل کو آگ　　دھوا سا ہے کچھ اس نگر کی طرف

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں　　[سب کی] آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

[نقا] ش کیوں کے کھینچ چوکا تو ستشبیہ یار　　کھینچوں ہوں ایک ناز ہی اوسکے میں اب تلک

اللہ رے عندلیب کی آواز د[ل خر]اش　　دل ہی نکل گیا جو کہا اونے ہائے گل

[سلنے] کی رات داخل ایام کیا نہیں　　برسوں ہوے کہاں تئیں اے یار آج [کل]
گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم　　لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

نقد [دل چھوڑتے نہیں] خوباں　　ا[س پہ] گو[یا] کہ قر[ض کھاتے] ہیں

ورق ۳۱۷

بے کلی بے خودی کچھہ آج نہیں — ایک مدت سے [وہ مز]اج نہیں

[اسطرح دل گیا] کہ اب تک ہم — بیٹھے روتے ہیں ہاتھ ملتے ہیں
ایک بیمار جدائی [ہو]ں میں آپ ہی تسپر — پوچھنے و[ا]لے جدا جان کو کھا جاتے ہیں

پھاڑا ہزار جاں سے گریبان صبر میر — کیا کہہ گئی نسیم سحر گل کے کان میں

تو زبوں شکار تو تھا ولے میر صید گہ میں — تیرے خوں سے ہے حنائی کف پائے صید بندا
بارہا وعد[وں] کی راتیں [آئیا]ں — طالعوں نے صبح کر دکھلائیاں
آنکھوں نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا — حضرت بکا کیا نہ [کرو]¹ رات کے تئیں

نوحہ پہ میرے عندلیب [نالے کو اپنے] سر نہ کر — بات میں بات [عیب ہے] میں نے تجھے کہا نہیں

[جنو]ں میرے کی باتیں دشت اور گلشن [میں] جب چلیاں — نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیاں بید کی [ہ]لیاں
گریباں شور محشر کا اوڑے گا دھجیاں ہو کر — فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل بے تیری ہتھ بلیاں
[دوانہ] ہو گیا ہے میر آخر ریختہ کہہ کہہ — نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

[یو]ں ہیں حیران و خفا جوں غنچۂ تصویر ہوں — عمر گذ[ر]ی پر نہ جانا [کس لئے دلگیر ہو]اں
گذر جان سے اور ڈر کچھ نہیں — رہ عشق میں پھر خطر کچھ نہیں
فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیر بیاباں کو — نکالا سر سے جا سے مو مرے خار مغیلاں کو

نہیں یہہ بید مجنوں گردش گردون گرداں نے — بنایا ہے شجر کیا جانئے کس مو پریشاں [کو]

---

۱ "کروں"، نسخۂ اصل،

نسیم مصر کب آئی سواد شہر کنعاں کو — کہ بھر جھولی [نہ] یہاں سے لیگئی گلہاے حرماں کو
زبان نوحہ گر ہو نہیں [تھنا] نے [کیا ملایا] تھا — مری طینت میں یارب سو وہ دلہاے نالاں کو
صدائے آہ جیسے تیر جی کے پار ہوتی ہے — کسی بیدرد نے کھیچا کسو کے دل کے پیکاں کو
تری ہی جستجو میں گم ہوا ہے کہہ کہاں کھویا — جگر خوں گشتہ دل آزردہ میر [اوس] خانہ ویراں کو

چاہوں تو بھر کے کولی اوٹھا لوں ابھی تمہیں — کیسے ہی بھاری ہو [مرے آگے] تو پھول ہو

آ [را] م ہو چوکا مرے جسم نزار کو — [رکھے خدا] جہاں میں دل بے قرار کو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو — ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو
اچھی لگے ہے [پیا] رے گلگشت باغ کسکو — صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کس کو

گل ہو آئینہ ہو مہتاب ہو خورشید ہو میر — اپنا محبوب وہی ہے جو اد [ار] کھتا ہو

بکھر رہی ہیں مونہہ پر زلفیں آنکھ نہیں کھل سکتی ہے — [کیوں] کے [چھپے] میخواری شب جب ایسے راتے ماتے ہو

دل [صاف ہو تو] جلوہ گہہ یار کیوں نہ ہو — آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی — میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

[نور نظر کو کھو کے میں سوؤں گا] دیکھیو — [دل] بکھر [رہا] ہے [خوب ہی روؤنگا دیکھیو]
عشق کی مرگ ابتدائی لو — جو نہ مانو تو انتہائی لو]
فاتحہ کو نہ آیا بعد مرگ — میر کے یار کی طرح دیکھو

لہ بکھری۔ کلیات ص ۱۶۲ ،

[کھویا] ہمارے ہات سے آئینہ نے اوسے — [۱] ایسا جو پاوے آپ کو [مغرور] کیوں نہ ہو

ہردم وہ شوخ دست بشمشیر کیوں نہ ہو — [کچھہ ہم نے کی] ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہ ہو

ہووے ہزار [وحشت] اوسے تو بھی یار ہے — اغیار تیرے سا [تھا] جو ہو میر کیوں نہ ہو

جو میں نہ ہوں تو کرو ترک [ناز] کرنے کو — کوئی تو چاہیئے جی بھی [نیاز] کرنے کو

[ا]ہتو نقاب موںہہ پہ سے ظالم کہ شب ہوئی — شر[مندہ] سارے دن تو [کیا] آفتاب کو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب — سمجھاؤں [کبتک اس] دل خانہ خراب کو

اوس کی طرز نگاہ مت [پوچھو] — جی ہی جانے ہے آہ مت پو[چھو]

جگر لوہو کو ترسے ہے [میں سچ کہتا] ہوں دل خستہ — دلیل اسکی نمایاں ہے میری آنکھیں ہیں خوں [بستہ]

[میر]ے آگے نہیں ہنستا تو اک صلح کرتا ہوں — بھلا روؤں میں دو دو یا تبسم کر تو یک [پستہ][۲]

میں تو چپ ہوں وہ ہونٹ چاٹے ہے — کیا کہوں ریجھنے کی جا ہے یہ

[روسپیدی] ہے نقاب رخ شور مستی — ریش قاضی کے سبب پنبہ دہاں [ہے] شیشہ

چھک گیا دیکھ کے میں میر اسے مجلس میں — چشم بد دور طرحدار جواں ہے شیشہ

کل بے تکلفی میں لطف اوس بدن کا دیکھا — نکلا نہ پڑ قبا سے اس گل بن اب ڈھکا رہ

کہتے ہیں اوسکے تو موںہہ لگا ہے — یوں ہی ہو یا ہے جواں ہے [یہہ][۳] افواہ

کیا کیا نہ ترکھیں تم نے بچائیں[۴] — اچھا رکھا یا اسے مہربا[ن واہ]

---

۱ ازکلیات صفحہ ۱۶۰   ۲ کلیات صفحہ ۱۷۱   ۳ ازکلیات صفحہ ۱۷۵   ۴ بچائیں ۔ کلیات صفحہ ۱۷۴

کس گنہ کا ہے پس از مرگ یہ عذر جانسوز
پائوں پر شمع کے [پاٹتے] ہیں سر پروانہ

درمیاں ایسا نہیں ہے[۲] آئینہ
میری اوسکی اب صفائی ہوچکی

آج پھر بیٹھا ہے حجبت میر وہاں
کل لڑائی [سی] لڑائی ہوچکی

کلی کہتے ہیں تیرا سا دہن ہے
سنا کر تو کہ یہ بھی ایک سخن ہے

نہیں خالی اثر سے تصفیہ د[ل کا] محبت میں
کہ آئینے کو ربط خا[ص] ہے صاحب جمالوں سے

[رگ گل کوئی کہتا] ہے کوئی اسے میر موا سکو
[کمر] اوس شوخ کی بندہ تی نہیں [ان][۳] خوش [خیالوں] سے

دل دو ہو میر صاحب اوس بدمعاش کو تم
خاطر تو [جمع] کر لو ٹک قول سے قسم سے

عشاق [پر جو] وہ صف مژگاں پھریں تو میر
جوں اشک کتنے چو گئے کتنے ٹپک گئے

میرے لب پہ رکھ کان آواز سن
کہ اب تک بھی ایک ناتواں [آہ ہے]

دم مرگ دشوار دی جان اونے
مگر میر کو آرزو تھی [کسو کی]

فلک اے کاش ہم کو خاک ہی رکھتا کہ اسمیں ہم
غبار راہ ہوتے [یا کسو کے] خاک پا ہوتے

کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میر کیا جانے
انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے

جاے روغن دیا کرے ہے عشق
خون [بلبل چرا]غ میں گل کے

ورق ۳۱۹

---

[۱] از کلیات صـ ۱۷۶ — [۲] 'اب' کلیات — [۳] کلیات صـ ۱۷۹ .

دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میرؔ   [آئی جو با]ت لب پہ سو فریاد ہو گئی

اچھا لگا ہے شاید آنکھوں میں [یار اپنی   آئینہ] دیکھ کر جو حیران ہو رہا ہے

میں جو بولا کہا کہ یہ آواز   [ا]وسی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم میں دل بھنا شاید   دیر سے بو کباب کی سی ہے
میرؔ اون نیم باز آنکھوں میں   ساری مستی شراب [کی] سی ہے

اوس کی شمشیر تیز سے ہمدم   مر رہیں گے جو زندگانی ہے

اب ظلم ہے اس خاطر نا غیر بھلا مانے   بس [ہم نہ برا مانیں] تو کون برا مانے
بے طاقتی دل نے رسوا ہی کیا ہم کو   [پر میرؔ فقیر]وں کی یہاں کون صدا مانے

وصل کے دن کی آرزو ہی [رہ]ی   شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
زور زر کچھ نہ تھا تو بارے میرؔ   کس بھروسے [پہ آشنا]ئی کی

عاقبت فرہاد مر کر کام اپنا کر گیا   آدمی ہووے کسو پیشے کا جرأت چاہیئے

آہ میری [زبان] پر آئی   پھر بلا آسمان پر آئی

اپنے بھی جی [میں آخر ا]نصاف کر کبھو تک   تو یہ ستم کرے گا ہم درگذر کریں [گے]
اب چا[ند بھی] لگا ہے تیرے سے جلوے کرنے   شبہائے ماہ چندے تجھکو چھپا رکھیں گے

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش　　رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

کل میر نے کیا کیا کی مے [کے] لیئے بیتابی　　آخر کو گرو رکھا [سجا] دۂ محرابی

ہمیں عش آگیا تھا وہ بدن دیکھ　　بڑی کل بل ٹلی [ہے جان] پر سے [
لیا دل اوس مخطط رو نے میرا　　اوٹھالوں میں اوسے [قرآن پر سے]

سر مے سے ایسی آنکھیں تمہاری لگیں نہیں　　احوال پر ہمارے تمہیں [کب] نگاہ ہے

اب سے یوں کیجے مقرر اوٹھیے جب کبھار سے　　وادی مجنوں پہ بھی اے ابر ایک دم رو دیئے

یکسو کشادہ [روئی] پہ چیں نہیں جبیں بھی　　ہم چھوڑی مہر اوسکی کاش [اوسکو ہوئے کیں] بھی

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت [کی　　نگاہ چشم] ادیدھر تو نے کی قیامت کی

کس پاس جا کے بیٹھوں [ں خرابی] میں پاسے میں　　مجنوں کی موت کیسی شتابی سے آگئی
سودا جو اوسکے سر سے گیا زلف یار کا　　تو تو بڑی ہی میر کے [سر سے بلا] گئی

گلا [اپنی] جفا کا سن کے مت آزردہ ہو ظالم　　نہیں تہمت ہے تجھپر تو جفا کاری کو کیا [جانے]
ترا ابرام اوسکی سا [دگی پر] میر مانا ہیں　　بھلا ایسا ہی ناداں ہے وہ عیا [ری کو کیا جانے]

کہہ حدیث آنیکی اوسکے جو کیا شادی مرگ　　نامہ بر [کیا چلی] تھی ہم کو خبر کرنے کی

ورق ۳۲۰

[برقع] کو اوٹھا چہرے سے وہ بت [اگر] آوے — اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے
[اے ناقۂ لیلیٰ] دو قدم راہ غلط کر — مجنون زخود [رفتہ] کبھو راہ پر آوے
[نہ پوچھ کچھ] لب ترسا بچے کی کیفیت — کہوں تو دختر رز کی . . . [جل] جاوے
نہ بول میرسے مظلوم عشق ہے وہ غریب — مبادا [آہ] کرے سب جہان جل جاوے

کرے ہے خندۂ دنداں نما [تو] میں بھی رووں گا — چمکتی زور بجلی ہے مقرر آج باراں ہے

چلا ہے کھینچنے تصویر میرے بت کی آج — خدا کے واسطے [صو] رت تو دیکھو مانی کی

ابھی ایک عمر رونا ہے نہ کھوؤ اشک [اے آنکھو] — کرو [کچھہ] سوجھتا اپنا تو بہتر ہے کہ دنیا ہے

بال [کھلے وہ شب کو شاید] بستر خواب پہ سوتا تھا — [آ] ئی نسیم صبح جو ایدھر پھیلا [عنبر] سارا ہے

جسکو پہلو سے یار اوٹھتا [ہے] — درد بے اختیار [اوٹھتا] ہے
اب تلک بھی مزار مجنوں سے — ناتواں سا غبار [او] ٹھتا [ہے]

لا علاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارہ گی — کیجیے کیا میر صاحب بندگی بے چارہ گی

طاقت نہیں ہے جی میں [نے] اب جگر رہا ہے — پھر دل ستم رسیدہ ایک ظلم کر رہا ہے

مارا ہے [کس کو ظالم اس] بے سلیقگی سے — دامن تمام تیرا لوہو سے بھر رہا ہے
[پہنچا] تھا تیغ کھینچے مجھ تک جو بولے دشمن — کیا مارتے ہوا سکو یہ آپ مر رہا ہے
چل ہمنشیں دیکھیں آوارہ میر کو ٹک — خانہ خراب وہ بھی آج اپنے گھر رہا ہے

کذا

تا چند تیرے غم میں یوں زار رہا [کیجے] ا[مید] عیادۃ پر بیمار رہا کیجے
دل جاؤ تو اب جاؤ خو[ں] ہو تو [جگر] ہووے ایک جان ہے کس کس کے غمخوار رہا کیجے

ذوق [جراحت] اوسکا کس کو نہیں ہے لیکن بخت اوسکے جسکو اونے تیغ [جفا] لگائی
بالعکس آج اوس کے سارے سلوک دیکھے کیا جا[نے د]شمنوں نے [کل] اوسے کیا لگائی

دل عجب جائے ہے ولیکن مفت ہات سے یہ مکان جاتا ہے

نالے کا آج دل سے [پھر] لب تلک گذر ہے [ٹک گوش] رکھیو ایدھر ساتھ اسکے کچھ خبر ہے
صید افگنو[ں ہمارے دلکو] جگر کو دیکھو ایک تیر کا ہدف ہے ایک تیغ کا سپر [ہے]

اوسکے چلنے کی آن کا بے حال مدتوں میں بحال آتا [ہے]

سر مار سنگ سے مردانہ جی دیا فرہاد کے جہان سے جانیکو عشق ہے]

جب سے اوس بے وفا نے بال رکھے صید [بندوں] نے جال ڈال [رکھے]
ہاتھ کیا آوے وہ کمر ہے ہیچ یوں کوئی جی میں کچھ [خیال رکھے]

دلی کے سبھی کوچے اوراق مصور تھے [جو شکل] نظر آ[ئی تصویر] نظر آئی

شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے [ہوئے] [جان کو] اپنی گل و مہتاب انگارے ہوے
پیار کرنے کا جو خوباں [ہم پہ] رکھتے ہیں گناہ اون سے بھی تو پوچھیے تم [اتنے] کیوں پیارے ہوے
لیتے [کروٹ] ہل [گئے] جو کان کے موتی تیرے شرم سے [سرو] رگریباں صبح کے تارے [ہوے]

ورق ۲۲۱

سلہ کذا در ہر دو نسخہ

بہت سعی کریے تو مر رہیئے میر　　　بس اپنا تو اتنا ہی [مقدور] ہے

زخموں پہ زخم جھیلے داغوں پہ داغ کھائے　　　ایک قطرہ خون دل نے کیا کیا ستم اٹھائے

یاقوت کوئی [ان کو کہے ہے] کوئی [گلبرگ]　　　ٹک تو بھی ہلا ہونٹ کہ ایک بات ٹھہر جاے

شوق تھا جو [پھرکے] کوچے میں ہمیں لایا تھا میر　　　پاؤں میں طاقت [کہاں اتنی] کہ پھر گھر جائیے

میر صاحب گیا ہے دل تب سے　　　ہیں [تو کچھ ہو گیا] ہوں سودائی

ٹک تمہارے ہونٹ کے ہلنے [ہیں یہاں] ہوتا ہے کام　　　اتنی اوتنی بات گر ہووے تو مانا کیجیے

[کھنچتے] ہیں دل ایک جانب سکھتے ہیں جگر یکسو　　　ہے مجلس مشتاقاں [دوکان] کبابی کی

طاقت نہیں ہے جی میں نے دل بجا رہا ہے　　　کیا ناز کر رہے [ہو] اب ہم میں کیا رہا ہے

اب خدا مغفرت [نصیب کرے]　　　میر مرحوم تھا عجب کوئی

رونے کی ہے جا کہ آہ [کر لیے]　　　پھر دل میں تیرے اثر نہ ہووے

چھن گیا سینہ بھی کلیجا بھی　　　[یار کے تیر جان لیجا بھی]
کیوں تیری موت آئی ہے اے غیر　　　سامنے [سے میرے پرے جا بھی]

ا ازکلیات ص۲۲

گھبرا نہ میر عشق میں اس سہل زیست پر　　[جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار] مر گئے

رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے　　بلا سے چاک بھی ہو جاوے سینہ ٹک ہوا آوے
ہمارے دل میں آنے کا تکلف اوسکو بیجا ہے　　یہ دولتخانہ ہے [اوسکا وہ] جب چاہے چلا آوے

ہم زمزمہ تو ہوگی مجھ نالہ کش [سے چپ رہ]　　اے عندلیب گلشن تیرا لب و دہاں ہے

پھر طرح جو کچھ [او] سنے دعوے کی سی ڈالی ہے　　کیا تازہ کوئی گل نے اب شاخ [نکالی ہے]
دو گام کے چلنے میں پامال ہوا عالم　　کچھ [سا] ری خدائی سے یہ [چال] نرالی ہے

ناز چمن وہی ہے بلبل سے گو خزاں ہے　　[ٹہنی جو] زرد بھی ہے سو شاخ زعفراں ہے
باغ و بہار [ہے وہ میں کشت] زعفراں ہوں　　جو لطف ایک اودھر ہے تو یہاں بھی [ایکساں ہے]
از خویش رفتہ [اوس] بن رہتا ہے میر اکثر　　کرتے ہو بات [کسّے وہ] آپ میں کہاں ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمار [سے گذر گئے]　　بس اے تپ فراق کہ گرمی سے مر گئے

کسکو ہے آرزوے رفا [قت] فراق میں　　ایسا تو ہو کہ کوئی گھڑی جی سنبھل سکے

[کیا] غم میں ایسے خاک فتادہ سے ہو سکے　　دامن پکڑ کے یار [کا جو ٹک نہ] سو سکے

طرف ہونا مرا مشکل [ہے میر اس شعر کے فن میں]　　یوں ہیں سودا کبھی ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے]

[روز] آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف　　عمر بھر ایک [ملاقات چلی جاتی ہے]

سلہ سے ۱۰۱۔

ورق ۳۲۲

[خرقہ] مندیل ردا مست لیے جاتے ہیں　　شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

[کب تلک جی] رکے خفا ہووے　　آہ کریے کہ ٹک ہوا ہووے
جی [ٹھہر جا] ہے یا ہوا ہووے　　دیکھیے ہوتے ہوتے کیا ہووے
بیکلی مارے ڈالتی ہے نسیم　　دیکھیے اب کے سال کیا ہووے
مر گئے ہم تو مر گئے تو جی　　دل گرفتہ [تر] ی بلا ہووے

پہنچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر　　اس پر بھی جی میں آوے تو دل کو لگائیے

نہیں وسواس جی [گنو] انے کا　　ہاے [رے] ذوق د[ل] لگانے کا

اس شوق کو [ٹک دیکھ] کہ چشم نگراں ہے　　جو زخم جگر میر کا ناسور ہوا ہے

[بسکہ تیرا ہوا] بلا گرداں　　سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی [رنجش] ایسی باتوں میں　　کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
دل کو کوہات [میں] رکھو [اب] تم　　کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
کیوں نہ ہووے عزیز [دلہا میر]　　کس کے کوچے میں خوار رہتا ہے

طفلی سے ہوے پیر [گیا عہد جوانی　　]اے عمر گذشتہ میں تیری قدر نہ جانی

آتی ہے مجھے [ایک طلب بوسہ میں] یہ آن　　[لکنت] میں او لجھ جا کے تجھے بات نہ [آئی][1]

---

[1] از کلیات ،

آج پر بے قرار ہیں ہم بھی | بیٹھ جا چلنے ہار ہیں ہم بھی
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح | اسمیں بے اختیار ہیں ہم بھی
میر نام ایک جواں سنا ہوگا | اوسی عاشق کے یار ہیں ہم بھی

آہ ان خوش قامتوں کو کیوں کے بر میں لائیے | جنکے ہاتھوں سے قیامت [پر بھی] عرصہ تنگ ہے
صبر بھی کرتے بلا پر میر صاحب جی کبھو | [جب نہ تب] رونا ہی کڑھنا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

فقیرانہ آ[ئے صدا] کر چلے | کہ [میا]ں[1] خوش رہو ہم دعا کر چلے

برقع اوٹھتے ہی چاند سا نکلا | داغ ہوں اوسکی بے حجابی سے

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہمنے | اس گریبان [ہی سے] ہاتھ اوٹھایا ہم نے

ہے جو اندھیر شہر میں [خور]شید | د[ن کو] لیکر چراغ نکلے[2] ہے

کرو توکل [کہ][3] عاشقی میں نہ یوں کروگے تو کیا کروگے | ا[لم جو یہ ہے] تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کروگے
غم محبت سے میر [صاحب بتنگ] ہوں میں فقیر ہو تم | جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو [میرے حق میں] دعا کروگے

مرنے کی کیا میر جی صاحب ہمکو ہو[س تھی کیا] کہیے | جی سے ہاتھ اوٹھائے گئے پر [د]ل سے وا[ں نہ اوٹھائے گئے]

کیا خدا لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی | [لکھتا ہوں تو پھرے ہے] کتابت بہی بہی

---

[1] میاں ا۔ ا۔ [2] نکلا ا۔ ا۔ [3] "نہ" دراصل

کلاہ کج سے ہر غنچے [کی پیدا ہے گلستاں میں]　　　کہ کیا کیا اس چمن [میں] دلبران لا ابالی تھے

تری زلف [سیہ کی] یاد میں آنسو چمکتے ہیں　　　اندھیری رات [ہے] برسات ہے جگنو چمکتے [ہیں]

میر پھر کہیو سرگذشت اپنی　　　بارے [یہ کہہ] مزاج تو خوش ہے

ورق ۳۲۳

[ترے فرا]ق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں　　　تو کس خیال میں ہے تجکو کچھ خبر [بھی ہے]

میں گریباں پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر　　　خوش نہیں [آتی] نصیحت گر کی غمخواری مجھے

کیا گردن ہلال ابھی سے ڈھلک گئی　　　ا[برو] تو یک طرف پلک اوسکی نہیں ہلی

مصرع زلف کا نہ نکلا پیچ　　　شاعروں نے بھی فکر کر دیکھی

اونے دیکھا جو اوٹھکے سوتے سے　　　اوڑ گئے آئنے کے [طوطے سے]

دیکھتا ہوں تو کام میر امیر　　　اول عشق [ہی میں آ] خر ہے

ر[اہ] آنسو[ں] کی کب تلک تکیے　　　خون دل ہی کا اب [مزہ چکھیے]
بید سا کانپتا ہے وقت مرگ　　　میر کو رکھیو مجنوں کے تکیے

[چلی جاتی] ہے نکلی جان ہی تدبیر کیا کیجے　　　مداوا سے مرض گذرا کہو اب میر کیا کیجے

پر نہیں میرؔ تم نام خدا ہو جواں　　کاہلی اللہ رے کچھ تو کیا چاہیئے

قطعہ

شیخ اور برہمن کی تو ضد سے　　کعبہ [و دیر] میں نہ جائے گا
[اپنی ڈ] پڑھا [ینٹ] کی جدی مسجد　　کسی ویرانے میں بنائے گا

دیگر

واجب [القتل اسقدر] تو ہوں　　کہ مجھے دیکھکر کہے ہے پکار
پھر تو آیا نہ سامنے میر[ے]　　لائیو [میاں] میری سپر تلوار

دیگر

میں یہ کہتا تھا کہ دل جنے لیا کون ہے وہ　　یک بیک بول اوٹھا اس [طرف] آئیں ہی ہوں
جب کہا میں نے [کہ تو] ہی ہے تو پھر کہنے لگا　　کیا کرے گا تو مرا دیکھوں تو جا میں ہی ہوں

[دیگر]

گر ساتھ لے گڑا[1] [تو دل] مضطرب کو میرؔ　　آرام ہو چکا مرے اس[2] جسم زار کو
جیتے جی فکر خوب ہے ورنہ [یہ بد] بلا　　رکھے گی حشر تک نہ و بالا مزار کو

دیگر

جس راہ ہو کے آج میں پہنچا ہوں تجھ تلک　　کافر کا بھی گذا [رالہی] اودھر نہ ہو
یکجا نہ دیکھی آنکھوں سے ایسی تمام راہ　　جسمیں [بجائے نقش] قدم چشم تر نہ ہو

دیگر

چلتا ہے رہ عشق ہے اسیر بھی تو چل[3] تو　　پر ایک قدم چل[4] کہیں زنہار نہ ہووے
صحرائے محبت میں قدم دیکھ کے رکھ میرؔ　　یہ سیر سر کوچہ و بازار نہ ہووے

دیگر

جبتک کڑی اوٹھائی گئی ہم کڑے رہے　　ایک [ایک] سخت بات پہ برسوں [لڑے] رہے
اب کیا کریں [نہ صبر] ہے د[ل کو نہ] جی کو تاب　　کل [اوس گلی میں] آکھ پھر عشق پڑے رہے

---

[1] از کلیات 'کھڑا' در ہر دو نسخہ　[2] ترے جسم زار ا، و 'ترے مشت غبار' کلیات　[3] 'چلے' کلیات　[4] 'چل' کلیات

دیگر

میں کہا میرجاں بلب ہے شوخ [ ] تونے کوئی خبر کو بھیجا بھی
کہنے لا[گا] نہ واہی بک [اتنا] کیوں ہوا ہے سڑی ارے جا بھی

دیگر

تربت میر پر ہیں اہل سخن ہر طرف حرف ہے حکائت ہے
تو بھی تقریب فاتحہ سے چل [بخدا واجب] الزیارت ہے

دیگر

ایک شخص مجھی سا تھا کہ [تجھے] [پر تھا] عاشق وہ اوس کی وفا [پیشگی] وہ اوس کی جوانی
یہ کہہ [کے میں] رویا تو کہا جانے دے اے میر سنتا نہیں میں ظلم رسیدوں [کی] کہانی

رباعی

محشر میں اگر یہ آتشیں دم ہوگا ہنگا[مہ سب] ایک لپٹ میں برہم ہوگا
تکلیف [بہشت] کاش مجکو نہ کریں[یں] ورنہ وہ باغ بھی جہنم ہوگا

دیگر

[ہر دو] زنیا ایک تماشا دیکھا ہر کوچے میں سو [جو] ان رعنا دیکھا
دلی تھی طلسمات کہ ہر جاگہ میر ان آنکھوں [سے آہ] ہمنے کیا کیا دیکھا

دیگر

تا چند تلف میر حیا سے ہوگا شایستہ [صد] ستم وفا سے ہوگا
گر ترک ملاقات بتاں کیجے چل انسے ہوگا سواب خدا سے ہوگا

دیگر

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا میخانے میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
ایک گوشہ عافیت جہاں میں ہمنے [دیکھا تو محلۂ] خمو[شاں دیکھا]

ورق ۳۲۴

سلہ از کلیات ،

دیگر

اغلب ہے وہ [غم] کا یار [کھینچے گا] میر
[مونہہ] دیکھ کہ [شکل یار] کھینچے گا میر

بیٹھا ہے بنانے اوس کی چشم [ہم] سیکوں
[نقا]ش بہت خما[ر] کھینچے گا میر

دیگر

تسبیح کو [رات د]ن سنبھالا ہم نے
خرقہ برسوں گلے میں ڈالا ہم نے

اب آخر عمر [میرے[1] کی خاطر]
سجادہ گرو رکھتے [نکالا[2]] ہم نے

دیگر

اب شہر کی [گلیوں میں جو ہم] ہوتے ہیں
مونہہ خون جگر سے دمبدم دھوتے ہیں

[یعنی کہ ہراک جائے پہ] جوں [ابر] بہار
عالم عالم جہاں جہاں روتے ہیں

[دیگر]

[بس حرص] وہوا سے میر [اب] تم بھاگو
غفلت کب تک کہے ہمارے [لاگو]

[چلنے] سے خبر دے ہے سفیدی مو کی
یعنی کہ ہوئی ہے صبح اب تو [جاگو]

دیگر

[یک مرتبہ دل] پہ اضطرابی آئی
یعنی کہ اجل میری شتابی آئی

گھبرا جا[تا] ہے ناتوانی سے جی
عاشق نہ ہوے کہ اک خرابی آئی

[دیگر]

کو عمر [کہ اب[3]] فکر امیری کیجے[4]
بن آوے تو اندیشۂ پیری کیجے

آگے مرنے سے خاک ہوجے اے میر
یعنی کہ کوئی روز فقیری کیجے

میرن

غیر از میرن سبزواری کہ [منا] قب می گوید [ونجات] خود از [ین] عمل نیک می جوید واشعار رطب و

---

[1] از کلیات ص ۷۹
[2] از کلیات
[3] کلیات ص ۷۹۵
[4] 'کریے' در ہر سہ مصرع - کلیات

یابس و صحیح و غلط واد [د] اما نظر بر [مناقب] گوئی جناب ولائت مآب مرتضویہ علیہ السلام و کرم اللہ وجہہ ہمہ صحیح [بلکہ] اصح است تخلص دو کس بمن رسیده

میرانؔ (۱)

اول

زبده صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سره جنا[ب کرامت مآب] حضر[ت ایشان] جامع علوم شرعیہ حاوی فنون صوفیہ وا[قف اسرار] غیبی آگاه رموز [لاریبی] مجمع [کمالات] وہبی و کسبی مستجمع فیوضا[ت فیضی و مکتسبی] [پیر] روشن ضمیر . . . وان بے نظیر شہباز بلند پر[واز] فضائے قدس شہسو[ا] ریکہ تا[ز] مضمار انس بود شعرے فار[سی] خواه ریختہ کہ گاه [گاه از خاطر] فیض مآثر ایشان می ترا وید سراپا معرفت [و درایت بود] و سخنے کہ گلے ہے از زبان کرامت نشا[ن شان] باصول شاعری بر می آمد یکسر براه خدا جل و اعلیٰ دلالت [وہدایت می فرمود] چار شعر ازاں مخزن فتوحات و فصوص تیمنا و تبرکا [می نگارم لہ قدس] سره ؎

لے عرش سے ثرا تک از پاسے دل پھرا ہیں
[جو آپ ہیں] لکھا تھا سب ہیں وہی لکھا ہیں

[درد[۱] دیدہ و دل من تم سنے وطن کیا ہے
ہر ما سوائے خود را بیروں زمن کیا ہے

زہد و فقر قناعت شد توشہ رہ ما
حرص و ہوائے دنیا زیر کفن کیا ہے

بر کرسی دل خود حق را نشان میرانؔ
قربان[۲] بر سر او ہم جان و تن کیا ہے]

ورق ۳۲۵

دوم

میر عسکری سلمہ ربہ و سے جوانے است از دودمان نجابت و خاندان شرافت سعادت نشان شیریں زبان خوش طبع نیک کردار مزاج دوست پاکیزہ گفتار درست بیثاق خوشگو شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثنا[ء اللہ] خان فراقؔ ایں [دوازده] بیت او راست ؎

ہم دل جلوں کے بر میں و[ہ شعلہ خو] نہ آیا
آ[را]م جی کو اپنے یارو کبھو نہ [آیا]

کہتے نہ تھے تجھے [ہم رندو]ں کے پاس مت جا
تو [شیخ ہو گے آخر سب لے آبر]و نہ آیا

۱؎ یہ تین شعر نسخۂ اصل میں درج نہیں ہیں۔ انکی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۲؎ قربان [۱]

[یارا] سطرح سے آ میرے گلے سے لپٹا — ہوگئے [ر] شک [سے] بس دیکھکے اغیار [خجل]
اس روش سے وہ گیا سیرِ چمن کو [ہمدم] — ہوگئے دیکھ اوسے یہ گل و گلزار خجل
روز لیتا ہے [قدم آن سکے تیرے] میرن — ایسی باتوں سے ہو پیارے تیری بیزار [خجل]

نہ آ[یا] نظر وہ پیارا ہمیں — ستانے لگا دل ہمارا [ہمیں]
نہ آرام شب کو نہ دن کو [قرا]ر — غرض تیری فرقت نے [مارا ہمیں]

دیکھ مری نبض کو رو کے یہ بولا طبیب — گھیر لیا ہے اسے عشق کے آزار نے
جالی کی انگیا تیری دیکھ کے رشک پری — ہاتھ ملے سب طرح محرم اسرار [نے]
چرخ تو میرن ترے درپے آزار تھا — تجکو بچایا بہت حیدر کرار نے

قطعہ

نشہ بنگ ہمیں ہووے ہے جس دم میرن — کیا کہیں شکل ہم اپنے دل متانے کی
گھر میں لونگوں کے دھسے جاتے ہیں پر بے وسواس — نہ خبر ہم کو زنانے کی نہ مردانے کی

حرف النون

درسطے این حرف ذکر سی شاعر کہ منجملہ آں سہ کس نامی و دو عزیز نادر و دو مرد نشار و دو شاعر ندیم و دو سخن گو نصیر[و دو] سخن سنج نظیر و سہ شعر گو نیاز تخلص [می کنند] اندراج یافتہ [و مجمو]ع اشعار اینہا . . . . شعر است

ناجی

تخلص میر محمد شاکر مرحو[م است] وے مردے بود سیادۃ پناہ منجملہ اساتذہ عہد آسودہ مہد حضرت

ملہ کذا در ہر دو نسخہ

[فردوس آ] رامگاہ انار اللہ [برہا نہ ومعاصران] شاہ مبارک آبرو سپا [ہی] پیشہ نیک اندیشہ مدتے [در] سرکار دولت مدار نواب غفران مآب عمدۃ الملک امیرخان بہادر [بعزت تما] م] و حرمت تام ایام بکام دل بسری برد طبیعتش حسب ارو [بیہ آں و] قت میل بایہام گوئی داشت و بیشتر ہمت [خود] بایں ر [و] بیہ میگماشت ایں [شا] نزدہ بیت و دو بند مخمس کہ در احو [ا] ل یورش طہماسپ قلی ناد [ریہ] ہندوستان جنت نشان و پاشاں شدن لشکر پادشاہی [بنا برکینہ توزی] سران نفاق پیشہ و سپاہ آرام طلب ترتیب اندیشہ گفتہ و [ایں] احقر] پراں دست یافتہ رقم زدہ کلک وقائع سلک می شود منہ عفی اللہ عنہ سے

ورق ۲۳۶

کفن ہے سبزہ ترے گیسو داں کے ماروں کا　　　مکان غم ہے ترے در کے بیقراروں کا

رکھے اس لالچی لڑکے کو کوئی کب تلک بہلا　　　چلی جاتی ہے فرمائش کبھو یہ لا کبھو وہ لا

موزوں قد اوس کا چشم کی میزاں میں جب تلا　　　طو[بی] تب اوسسے ایک قدم اودھ کسا ہوا

ابرو جب سفید پوشش ہوا　　　ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا

تیری نگاہ کی کثرت سے اسے کماں ابرو　　　ہمارے سینے میں تودہ ہوا ہے تیروں کا

ترے رخسار کے پرتو سے اے شوخ　　　پریخانہ ہوا گھر آرسی کا

اگر ہو وہ بت ہندو کبھو اشنان کو ننگا　　　بھوبر ہو دیکھ کر جمنا [اوسے] غوطے میں جا گنگا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم　　　لب صدف کے تر نہیں ہر چند گو [ہر ہے] آب

لہ ماشاں ۱۰۰۱

گر سلیماں کا تخت دیں مت لے   کہ سب آخر کو جا[ئے گا برباد]

بہا سستا[ہو] یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر   یہ[سب خرمن] اوسی[کے ہیں خدا] ہو جسکے پلے پر
انگوٹھی[لعل کی] کرتی قیامت آج اگر ہوتی   جنہوں کی آن[پہچی] لڑ موئے وہ ایک چھلے پر

اوس رخ روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے   مہر اوسکے رو[بر] و سورج مکھی کا پھول ہے

نہ تو کو یار کے خط[کو] رکھاتا یا منڈاتا ہے   میرے نشے کی خاطر[لطف سے] سبزی بناتا ہے

جہاں دل بند ہو ناصح وہاں آوے خلل [کرنے]   رقیب لا[ولد] ناجی گویا[لڑ] کوں کا بابا ہے

شمع کافوری ہے واقف اس دل مشتاق [سے]   رات ہم زانو میں تھا اوس شوخ سیمیں ساق سے

بندہائے مخمس

لڑے ہوئے نہ برس ہیں اونکو بیتے [تھے]   دعا کے زور سے دائی ددوں کی جیتے تھے
شرابیں گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے   نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ چیتے تھے
گلے میں ہیکلیں بازو اوپر طلا کی تال

قضا سے بچ گیا مرنا نہیں تو ٹھاٹا تھا   کہ میں نشان کے ہاتھی اوپر نشانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا وہاں نہ کھانا تھا   ملے تہی دہان جو لشکر تمام چھپاتا تھا
نہ ظرف و مطبخ و دوکاں نہ غلہ و بقال

نامی

تخلص چار کس میدانم اما یکے ازاں ہا انشاء اللہ تعالی بہ تکملہ می نگارم و ازاں سہ کس باقی

نامی (۱)

اوّل

مرزا رجب علی بیگ است برادر زادہ حیدر بیگ خان مرحوم مدار کار سرکار دولت مدار نواب غفران مآب وزیر الممالک آصف الدولہ یحیی خان بہادر این مطلع از واست ؎

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظار یار پر — چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی (۲)

دوم

میر حسام الدین حیدر موسوی خلف الصدق مرزا محمد غیاث کہ یکے از صاحبز[ا] دہائے مشہورۂ ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر است عفی اللہ عنہ وے جوانے است رعنا زیبا منظر نیکو محضر شگفتہ [جبین] ظرافت آگین سخن سنج بذلہ گو نکتہ پیرا کشادہ رو گرم جوش خوش مزاج یکسر سرور سر بسر ابتہاج نہائت صاحب شعور و ہوشیار بغائت نیک طینت [وو] الاتبار اصلش از نجف[1] اشرف و نسبش خیلے با عظمت و شرف بعضے[2] از نیاگانش کہ از سادات رضویہ[3] [اند بمرتبہ] اعلے جلیل القدر و بدرجہ قصوی عظیم المقدار بودند بصدارت آں بقعۂ متبرکہ عز امتیاز داشتند و بعضے از انہا کہ بفر قدوم میمنت لزوم ایشان گلزار [جا] وید بہار ہندوستان جنت نشان رشک روضۂ رضوان و فخر باغ جنان گردید با رۂ عظمی و سرداری کبری ممتا[ز و] سرفراز گشتہ سر بگردوں برافراشتند پدر والاقدرش در انشا پردازی ید طولے دارد و در نکتہ پیرائی و سخن آرائی دستگاہ علیا سخنش بے سخن سخن خاص مرزایان [ایر]ان کلامش لا کلام کلام فصاحت التیام بلغاے شیراز و اصفہان در قصید[ہ] کہ بمدح شریف الحکما رئیس الاطبا مقتداے متفلسفین پیشواے منطقین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت سرگروہ فضلاے جہان حکیم محمد شریف خان مد ظلہم و سلمہم ربہم انشا فرمودہ صنائع بدائع بسیار بکار بر[دہ] و داد زبانِ دانی ایرانیان دادہ در تعریف ساختہ آں اوستاد والا نژاد میگوید ؎

طفل نہ ماہہ اگر یک ماشہ این معجون خورد — عاقر صد سالہ را صد بار آبستن کند

مختصر کلام این در دریاے گرامی اعنی میر حسام الدین حیدر نامی آنچہ از اشعار آبدار خود باین ہیچمدان سراپا نقصان فرستادہ ہریکے ازاں لولوئیست لالا و گوہرے است بے بہا و پرتابہا با وصف درد و انداز و طرز

ورق ۳۲۷

---

[1] نیشاپور ۱۰۱۰ [2] اکثر ۱۰۱۰ [3] موسوی ۱۰۱۰

سوز و گداز از سخندانی سخن گو خبر مید ہد و از [ستمع و م]صف باشعور بے اختیار بمعرض تحسین و آفرین می رسد از انجملہ گوہر شاہوار ریختہ طبع در بار آں والا تبار زیب سلک آراستہ تا کہ این فقیر سراپا تقصیر می شود منہ سلمہ ربہ ؎

اوٹھتے ہی تیرے یہ دل بے تاب نہ ٹھہرا
ہیں گرچہ بغل میں بھی رہا داب نہ ٹھہرا

مرآت حقیقت ہے تو کیا خاک [ہے وہ د]ل
جو آینہ خاطر احباب نہ ٹھہرا

میرا دل صد پارہ ہے اور آتش فرقت
کہتے ہیں غلط آگ پہ سیماب نہ ٹھہرا

طوفاں ہے کہ پانی میں بہی جاتی ہے ایک خلق
رونا تو یہ اے دیدۂ پر آب نہ ٹھہرا

کیا پھیر ستارے کا منجم ہے وہ بے مہر
ایک دن بھی میرے گھر شب مہتاب نہ ٹھہرا

تڑپھنا ہم صفیرو اب نہ دیکھو زیر دام اپنا
مبارک ہو تمہیں سیر چمن آخر ہے کام اپنا

چھپا بیٹھا نہیں بالوں سے وہ بے مہر مکھڑے کو
نہ ابر آگیا ہے ہمنشیں ماہ تمام اپنا

گل و سنبل کی بو اب طبع کو آشفتہ کرتی ہے
شمیم زلف سے کس کے معطر ہے مشام اپنا

مے گلگوں کی خواہش تھی ہمیں اس دور میں لیکن
فلک نے بھر دیا مانند خور آتش سے جام اپنا

نہ دی چھونے کبھو زلف اوسنے مجھ خاطر پریشاں کو
رہا ابتر سدا اس دل کے الجھیڑے میں کام اپنا

بہت رویا کیے مجلس میں اہل درد سن سن کر
پڑھا تھا کچھ حسام الدین حیدر نے کلام اپنا

کس کے سینے کی صباحت میں ہے اندازۂ صبح
لگ کے چھاتی کے جو ہے خورشید بدروازۂ صبح

وہ سیہ بخت تو ہم ہیں کہ کبھی دوراں نے
چہرۂ شب کو ہمارے نہ ملا غازۂ صبح

تابش خور سے وہ کس طرح نہ مرجھا جاوے
عارض [یار] ہے ہمرنگ گل تازۂ صبح

تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالے کرتے
کیوں سنا تا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح

توبہ شب کیسی تھی تو آج جو گھر سے ناآمی
سوئے میخانہ چلا دیکھ کے خمیازۂ صبح

ہیں اوس نہال حسن کے ہم دل [پہ] بار حیف
نخل امید عشق میں لایا یہ بار حیف

ہوئے یہ سفید ہوئے روزگار حیف
دیکھی نہ ہم نے صبح شب ہجر [یا]ر حیف

روتا ہوں ایک عمر سے میں زار زار آہ — دھویا گیا نہ دل سے ترے پر غبار حیف
وہ تو گلے لگا نہ تہ خاک لے چلے — ہم دل کے ساتھ حسرت بوس و کنار حیف
گو میں موا بحال تہ ہجر میں پہ شکر — نکلا زبان یار سے بے اختیار حیف

ق

آواز دلخراش سے ایک عندلیب زار — کل کہہ رہی تھی اے فلک بے مدار حیف
اب کا برس بھی کنج قفس میں گذر گیا — افسوس گل دریغ چمن نو بہار حیف
ناگہ بگوش ہوش مرا دل یہ سن صدا — بولا بحال زار و بجان فگار حیف
ہیں نے عیش امید حصول وصال پہ — برباد کی یہ زندگی مستعار حیف
پھر آپہی آپ [سوچ] کے کچھ بند ہو گیا — تصویر کی کلی کی طرح سے ہزار حیف
اوسکی گلی میں آمد و رفت صبا نے آہ — تا می بباد دی مری مشت غبار حیف

بعینہ ہر گھڑی ہر وقت جوں یعقوب روئے ہم — غرض اے رشک یوسف غم میں تیرے خوب روئے ہم

آتش رخوں کی قیمت عالم کو آنکتے ہیں — بازار حسن والے کیا آگ پھانکتے ہیں

ورق ۲۲۸

نہیں کہتا اوسے یارو نہ تم آٹھوں پہر دیکھو — ولے ٹک شکل اوسکی میری صورت دیکھکر دیکھو
مقابل دو نواوان پلکونکے ہیں جب غور کر دیکھو — جگر کا میرے دل دیکھو میرے دل کا جگر دیکھو
نہ ہر یک مژہ خوابیدہ صد طوفاں ہیں اے مردم — سمندر کو نہ دیکھا ہو تو میری چشم تر دیکھو
کسی کو تمنے چاہا ہے کبھو یارو تو ہر ساعت — نہ سمجھاؤ مجھے ٹک اپنے دل پہ ہاتھ دھر دیکھو
بنا ہوں طائر تصویر گلشن کے تصور میں — قفس میں ہم صفیرو رنگ میرا آن کر دیکھو
دم آخر کرو مت چشم پوشی اپنے عاشق سے — کوئی دم کو ہوا جاتا ہے قصہ مختصر دیکھو
جنہوں کے حسن سے بزم جہاں روشن تھی اے [تی] — چراغ و گل نہیں لاتا انہوں کی گور پر دیکھو
کبھو رنگ حنا آگے نہ اوسکے رنگ پکڑے گا — نہ باور ہو تو اپنے ہاتھ میرے خوں میں بھر دیکھو

سحر ہے کوچ شاید کاروان گل کا اے نامی
کسا ہے اپنا ہر غنچے نے اسباب سفر دیکھو

ہزار حیف کہ راہ چمن میں بھو[ل گیا]
قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ

ادھر سے آنکھیں تو موندیں ہیں پر دکھا دینگے
کبھی ہمارے بھی چونکے جو بخت خواب زدہ

وفور گریہ سے کیا قدر و منزلت دل کی
کسے دکھاؤں میں جاکر یہ جنس آب زدہ

بحال غش سے میں آیا تو ہنس کے یوں بولے
بھلا لگے ہے بہت مونہہ ترا گلاب زدہ

کرینگے سایۂ جنت پہ طعن چن چن کر
گئے جو وہاں ترے کوچے کے آفتاب زدہ

زمیں پہ ضعف سے کیونکر گروں نہ پیری میں
ہوئی ہے خیمۂ تن کی ہر ایک طناب زدہ

کام اوسکو نہیں کچھ رخ نیکو سے کسی کے
وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے

دیوار سے یا سنگ سے پٹکوں تو بجا ہے
اس سر کو کبھو ربط تھا زانو سے کسی کے

کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات
ہم پہلو تھا پہلو میرا پہلو سے کسی کے

مت غیر سے باتوں میں ہو سرگرم کہ جوں شمع
سر کھینچے ہے آتش بن ہر مو سے کسی کے

کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوئے سمن بو سے کسی کے

کس طرح مہ عید کو رو رو کے نہ دیکھوں
مانا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے

کیا قطعہ بموقع یہ پڑھا میں نے کل اپنا
مضطر اوسے دیکھ آتے سر کو سے کسی کے

ہو جاؤ گے صورت سے خفا یہ کہوں کیونکر
سوتے ہوئے اوٹھ آئے ہو پہلو سے کسی کے

دل دھڑکے ہے مونہہ فق ہے لٹیں بکھری ہیں یکسر
تم آج نکل بھاگے ہو قابو سے کسی کے

ہیں دل پہ کھاؤں[1] زخم ہوں جیسے کٹار کے
یہ پھل لا کھیاں میں مژگان یار کے

---

[1] زخم کھاؤں ہوں ا۔ ا۔

خون ناحق کیا کس کا دامن کی جو زہ تر ہے — اب گھر میں مرے چھپ رہ ظالم یہی بہتر ہے

کثرۂ داغ عشق بدن پر اپنے نہیں کل پرسوں سے — ان پھولوں کی منڈی میں ہم بستے ہوئے ہیں برسوں سے

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکے ہے — یا دم سرو سے میرے وہ کمر لچکے ہے

ناطمی (۳)

سیوم

لالہ متھی[1] لال وسے کائستھ زادہ ایست از حضرت دہلی خوش اختلاط نیک ارتباط در ابتدا شعر خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذرانید بعد ازاں کہ میر موسوم رخت سفر بر بستہ بدیار شرقیہ رحل اقامۃ افگند[ہ] بہ محمد نصیر الدین نصیر در پیوست شعر فارسی ہم میگوید این سہ بیت ریختہ از واست ؎

ورق ۳۲۹

دامن سے اونے جھاڑی جو پی کر شراب گرد — آئی یہ بو کہ ہوگئی بوے گلاب گرد

مے سے شبنم کی صراحی ہے بھری غنچے کی — اے صبا دیکھیو یہ جائے نہ ڈھل بر سر گل

تجھے سیکھا چاہیئے انداز خوبی دل ربا — دم رکھاوٹ کا جدا دل لینے کا دم اور ہے

نالاں

تخلص دو کس می شناسم اما ذکر یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارم و آں دیگر مرزا عسکری جہان آبادی است کہ اول مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ و بعد ازاں اشعار خود از نظر سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق گذرانیدہ و بیشتر ایام عمر گرامی بمعلمی بسر فرمودہ بسیار نیک خو و خوش اختلاط خوشگو و مستحکم ارتباط واقع شدہ این یازدہ شعر از گفتہاے اوست ؎

---

[1] متھن ۱۰۱.

روز محشر میں ساقی کوثر — تو ہی پشت و پناہ ہے میرا

عشق میں تا زیست یہ کیا کیا نہ دکھ پاتا رہا — اس دِوانے دلکو میں کیا کیا [نہ] سمجھاتا رہا

قاصد نہ کہا تونے بھی پیغام ہمارا — اب دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام ہمارا

شب اوسے قصہ غم آہ سنانے نہ دیا — طپش دل نے مجھے ہوش میں آنے نہ دیا

نے خواہش چمن ہے نہ گلزار کی ہوس — رکھتا ہوں ایک میں تیرے دیدار کی ہوس

کتاب حسن پہ پرکار کا خط — نہ دیکھا ہو تو دیکھو یار کا خط

کانوں پہ جیسے رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف — شمس و قمر رہتے ہیں تل ایک اسطرف ایک اوسطرف

دل میرا اضطراب کرتا ہے — مجکو یا عشق خراب کرتا ہے
اوسکا ہر موے زلف دیکھو تو — مجھسے کیا پیچ و تاب کرتا ہے

یہ نگر اور یہ جو کھیڑا ہے — زندگانی کا سب بکھیڑا ہے

درد پہلوے جاں سے اوٹھتا ہے — کس لئے کیوں کہاں سے اوٹھتا ہے

نادر

تخلص ؎ و مرد میدانم

؎ اصل نسخہ

نادر (۱)

اوّل

مردے موصوف بہ صفت خوشدلی مسمی بہ میر محمد علی صاحب ہنر و پر فن المعروف بہ میر جاکن وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است گاہ گاہ فکر ریختہ بطور خود میکند ایں دو بیت از وست ؎

ناخن مشکل کشا بن کیونکے ہو یہ وا گرہ — دل نہیں پہلو میں میرے غم کی ہے گویا گرہ
سو طرح سے بات اگر کہیئے تو کہتا ہے نہیں — تجھہ میں اور مجھہ میں بتا تو پڑ گئی ہے کیا گرہ

(۲) ...

دوم

لالہ گنگا سنگھ وے مرد نیک خو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و شخص صاحب فن و از تلامذۂ میر حسن حسن است ایں مطلع او گفتہ ؎

قاصد تو اس فریب سے اوس پاس جائیو — کس کا یہ خط ہے اسکو مجھے پڑھ سنائیو

نثار

غیر از محمد پناہ خاں حکیم کہ پیشتر ہمیں تخلص متخلص بود تخلص دو کس می شناسم

نثار (۱)

اول

عزیزے بود از اہل قبول مسمی بہ میر عبد الرسول اکبر آبادی الاصل جہاں آبادی المولد شیریں گو خوشخو از معاصران سر امد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر مدتے است کہ ایں جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق تعالے شانہ در پیوستہ ایں چار بیت از ان آں مرحوم است ؎

اوس بلبل اسیر کو کیا گل سے راہ و رسم — جو زیر دام منت صیاد ہی رہا

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاوینگے ہم — یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلا وینگے ہم
ماہ رو کی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم کو آسمانی ہے
اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے

مشار (۲)

ورق ۳۳۰

دوم

میاں محمد امان سلمہ الرحمن وے جوانے است ہوشیار ریختہ کار خوش طبع شیریں زبان مزاج دوست عذب البیان یار باش پاکیزہ معاش کشادہ پیشانی نیک زندگانی شاگرد استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم رخش ہمت بمیدان فصاحت پوید سخن پختگی و خوبی گوید بہر گونہ سخن طرازی صنعتہا بروے کار آرد و دیوانے ضخیم مملو انواع سخن بر صفحہ روزگار یادگار دارد مجلس سخن طرازاں درحین انشاد اثر در نامہ بہ محمد تقی میر طرف گردیدہ و غزلے بدیہہ در توصیف میر کہ مقطع آں بجائے خود سمت گذارش یافتہ برخواندہ (بہ) تحسین اہل مجلس وارسیدہ در عمارت قصر ریختہ رنگے خوب ریختہ و در صحن بنا زبان اردوے معلے بآئین بہین فرس فراست انگیختہ نیاگانش در صنعت معماری یدطولے داشتند و درین کاخ مجازی بناہاے عالیہ برافراشتہ اند گویند کہ بناء خیر بنیاد مسجد جامع شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ریختہ یکے از کلانہاے وے است و وے نیز درین کار استوار بسیار پرکار و چابکدست واقع شدہ در سرکار دولت مدار امراے نامدار بعہدۂ این کار بعزت تمام و حرمت مالا کلام ایام بکام دل بسر بردہ بالفعل بدیار لکھنؤ بہ ملازمی سرای آنجا بہمیں صیغہ اشتغال دارد و طراحی ہا بروے [کا] ر آرد بہر حال ایں سی شعر تہ منجملہ ریختہاے طبع سلیم اوست ؎

بوسہ سے لعل لب کے محروم ہی رہا دل | گلقند آفتابی بیمار تک نہ پہنچا

اوسکے پاؤں سے لگی رہتی ہے دن رات حنا | خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

گذرا میرے غبار سے دامن سنبھالتا | کیا خاک اپنے دل کی میں حسرت نکالتا

دل دے کے تجھے عشق کا آزار خریدا | غنچے کے عوض ہم نے عجب خار خریدا

کیا جامہ پھلکار[ی] اوس تن پہ پھبن کا تھا | جو تختہ دامن تھا سو تختہ چمن کا تھا

ہم آگئے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھاروگے | جسوقت گجر باجا تھا وہیں کھٹکا تھا

شب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آ رہا　　غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

مٹھی میں تیری کہہ تو ہے کیا اے نگار بند　　ہے طائر حنا کہ دل بے قرار بند

اے محتسب نظر کی تو نے اگر سبو پر　　سنتا ہے مرمٹیں گے ہم اپنی آبرو پر

ہاتھ پھیرا جو ہیں اوس شوخ کے رخساروں پر　　دیکھ کر غیر لگا لوٹنے انگاروں پر

یہاں گریۂ خونی سے ہے یہ رنگ مژہ پر　　ہر اشک ہے گویا گل اورنگ مژہ پر

شیشۂ مے را تکو لاے دوشالے میں چھپا　　ہے نیا مضموں یہ پشمینے میں فانوس و چراغ

ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک　　دنیا میں بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

گذرتا ہی نہیں اوسکے مزاج لا ابالی میں　　کہ بیٹھوں اپنے عاشق کے کبھو آغوش خالی میں

کچھ مجھے اب زندگی اپنی نظر آتی نہیں　　ہمنشیں [مدت] ہوئی اوسکی خبر آتی نہیں

اوسے خدا نے بنایا ہے ناز کرنے کو　　ہمیں دیا ہے دل اوس کی نیاز کرنے کو

خیال گلرخاں دل میں جگہ پاوے تو پانے دو　　یہ دولت خانہ اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

اوس آئنہ طلعت کی اب مجھے یہ صورت ہے　　ظاہر میں صفائی ہے باطن میں کدورت ہے

اس دل کو نہ چھوڑا ترے کاکل کی بلا نے — ہر چند ہوئے جمع زمانے کے سیانے

زخمی کو محبت کے ہر طرح سے راحت ہے — گر نون بھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہے

خداوندا بھلا کیونکر مجھے یوں صبر و تاب آوے — نہ آپ آوے نہ خط بھیجے نہ نامے کا جواب آوے

مجھ میں اور اوس میں غرض کیا کہ لڑائی ہوگی — یہ اوائی کسو دشمن کی اوڑائی ہوگی

ورق ۳۳۱

دنبالہ دار سرمۂ چشم بتاں نے مجھے — کھینچے ہے ہند سے طرف اصفہاں مجھے

دستار گلابی میں نہیں طرۂ زر تار — خورشید شفق میں وہ نمودار کھے ہے

خط کے آنے سے نہ کچھ چل سکی تدبیر اپنی — بوسہ بازی کی لگی خالصے جاگیر اپنی
اپنے گھر میں جو یہ ہے رخنۂ دیوار نثار — اپنی غفلت پہ ہنسا کرتی ہے تعمیر اپنی

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے — اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کوئی سوجھتی نہیں — صاحب کی وضع اور میرا طور اور ہے
بندہ ہوں جاں نثار ہوں اوسکا میں اے نثار — آخر جو میں ہوں اور نہیں اور اور ہے

نجابت

تخلص سیدزادہ ایست سعادۃ التیام میرزین العابدین نام وے از قصبۂ سہارنپور و مرد صاحب شعور است نسبت تلمذ بہ یکے از ولا[یت] زبان دارد و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آرد ایں دو بیت تراویدۂ زبان اوست

کہ گاہے ریختہ گوست ؎

یہاں تلک سرکو پٹک ہجر میں توڑے پتھر   کہ نہیں دامن کہسار میں چھوڑے پتھر
آنکھیں پتھرا گئیں تس پر ہیں ٹپکتے آنسو   بل بے ہجراں تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

ندیم

تخلص دو مرد میدانم

اوّل

ندیم (۱)

مرزا علی قلی مرحوم وے ہندوستان زادے بود از معاصران سرآمد سخن سنجان فصاحت آ آمرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر کہ در حضرت دہلی بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در ہماں سرزمین جنت آئین بمرد خداش رحمت کناد و بفردوس جناں رسانادایں مطلع وے است ؎

جدائی میں تیری ہم کیا کہیں کسطرح جلتے ہیں   بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

دوم

ندیم (۲)

جوانے است خوبی التیام محمد قاسم نام بسیار خوش اخلاق شاگرد ہمان فراق ایں مطلع ادراست ؎

عکس اوس فندق پا کا پڑے گر پانی میں   جھاڑ گل مہندی کا آجائے نظر پانی میں

ندرۃ

تخلص مرزا مغل مرحوم است وے از سخن گویان عہد قدیم و صاحب طبع قویم کشادہ رو خوش گو بود مرثیہ وسلام ہم موزوں می نمود و دراں امامی تخلص می فرمود ایں دو بیت از واست ؎

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو   کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ہمیں تو پائے تخت عیش ہے نقش قدم اوس کا   بڑی دولت ہے ندرۃ گر میسر ہووے پابوسی

نزہت

تخلص مرزا ارجمند مرحوم است وے مردے بود قابل نیک دل کہ بمنشی گری نواب مغفرۃ ایاب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر عز امتیاز داشت کلامش دردمندانہ وسخنش عاشقانہ است این دو بیت آں [ں] مرحوم گفتہ ؎

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھاؤ گیا ۔۔۔ ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

جب سے دیکھی ہے جھلک پانی میں ۔۔۔ ڈوبی رہتی ہے پلک پانی میں

نسیم

تخلص راجہ کدار[1] ناتھ نبیرہ مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ است وے نوجوانے است ملیح خوشرو شیریں زبان پاکیزہ گو خلیق شگفتہ جبین گرمجوشش محبت آگین گاہ گاہ فرس فراست بہ مضمار سخنگوئی می پوید وشعر تر وپاکیزہ میگوید این پنج بیت از سخنان آں شیریں زبان است ؎

قتل ہاتھوں سے تیرے یہ دل رنجور ہوا ۔۔۔ دردسر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

وے[2] جو بازار محبت میں دکاں رکھتے ہیں ۔۔۔ دل میں کب وسوسۂ سود و زیاں رکھتے ہیں

برق سے کیوں کے نہ تعلیم شرارہ ہر دم ۔۔۔ گرمی حسن غضب شعلہ رخاں رکھتے ہیں

ورق ۳۳۲

ق

شب اپنی بزم میں وہ مختلط غیروں سے بیٹھے تھے ۔۔۔ یکایک مجکو وہاں وارد جو دیکھا وہیں کترائے

کہا میں نے کہ بس صاحب کے بھی قول و قسم دیکھے ۔۔۔ یہ سنکر چپ ہوئے اور سوچکر کچھہ جی میں شرمائے

دلی

---

[1] کدار ا۔ا۔ [2] وہ ا۔ا۔

نشاط

تخلص لالہ ایسری سنگھ عرف بسنت سنگھ فرزند ارجمند لالہ سندرداس منشی خالصہ شریفہ است وے
جوانے خوش خلق و متین کشادہ رو با تمکین واقع شدہ مشق سخن از میر انشاء اللہ خاں انشا میکرد و بعد راہی شدن
وے بدیار شرقیہ بہ محمد نصیر الدین نصیر توسل جستہ این دوازدہ بیت از زادہاے طبع اوست ؎

کوئی تڑپے ہے مارِ زلف کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

دل نے ایسی جگہ چھپایا ہے
جس سے میں ہوا الگ نہیں سکتا
پانو تک دسترس کہاں ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا

جی چاہے ہے جسکو اب تک اوسکے
ق
کچھ وصل کی بن نہ آئی تدبیر
بیکل ہے بہت نشاط یہ دل
اب دیکھیے کیا دکھائے تقدیر

رنتھ کے حلقے کا دیکھ کر عالم
ناک میں آ رہا ہے اپنا دم

دے اجازت تو ذرا لیجیے دم سائے میں
تیری دیوار کے آ بیٹھے ہیں ہم سائے میں
سرو آزاد جو بے بہرے کہے ہے قمری
اسکے بیٹھا ہے کوئی سبز قدم سائے میں

تڑپھوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ
آوے وہ یا نہ آوے یارو بلا تو دیکھو

تیرے کوچے میں آ کر ہاتھ اپنے دل سے دھو بیٹھے
رفیق اپنا جو رکھتے تھے سو اپنے ہاتھ کھو بیٹھے

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

بار کے اوٹھتے ہی کچھ دل پر اداسی آگئی[1] بے بسی سی چھاگئی[2] اور بے خودی سی آگئی

نصیر

تخلص سہ کس می شناسم لکن تحریر یکے از انہا بہ تکملہ گذاشتہ دو کس را درا ینجا می نگارم

اول

نصیر (۱)

شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میاں کلو پدر والاقدر وے کہ شاہ غریب نام داشت و مرد نیک سیرت خوش طینت اسم با مسمی غریب خوش طالع و صاحب نصیب بدلق فقرا آراستہ بلباس درویشاں پیراستہ پرورش دادہ زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر دہان قدس سرہ بود و خیلے بہ ترفہ و آسودگی ایام عمر گرامی بسر می فرمود و در کسوۂ درویشی موسی آساعصے در دست میداشت و دلق ملمع پوشیدہ بہ تزئین لباس درویشی ہمت می گماشت وایں محمد نصیر الدین بسیار با ناز و نعمت پرورش یافتہ والد ما [جدش] استادے ادیب و خدام متعددہ متکفل آموزش بر وے گماشتہ بود مختصر کلا[م بعد] رحلت آ[ں] صاحب اقتدار ایں ستودہ کردار شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ شاگرد شاہ محمدی مائل کہ نسبت خویشی با مرحوم داشت گردیدہ سلسلۂ تلمذ وے بدو واسطہ کہ شاہ محمدی مائل و قیام الدین علی قائم بود بہ سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا میرسد و باعتبارے بہمیں دو واسطہ و باعتبار دیگر بہ سہ واسطہ کہ قیام الدین علی قائم شاگرد استاد صاحب درائت ہدایت اللہ خان ہدائت ہم ہست بہ مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد می پیوندد بہرکیف وے اگرچہ از احوال فن و قواعد سخن چنداں آگہی ندارد اما مناسبت کلی بہ سخن پردازی دارد بنا بہ تناسب طبعی و سیر مشقی سخنش نغز و بسبب کثرۂ فکر و بسیاری توغل کلامش پر مغز معلوم می شود اکثرے از تازہ مشقان نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از نوآموزان گفتۂ خود باصلاح وے رسانند خیال شاعری چناں در نہادش جا گرفتہ کہ تا سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و نکتہ پرداز بے نظیر محمد تقی میر در نظرش نمی [سنجند][3] تا بدیگران خود چہ رسد بے ہیچ با ہر کس نقاری دارد و خود را ملک الشعرا پندارد با وصفے کہ والد ماجدش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان

ورق ۳۲۲

---

[1] آگئی ا ۔ ا ۔ [2] چھاگئی ا ۔ ا ۔ [3] سنجید در نسخۂ اصل ،

زبان حضرت میر جہان بر این سراپا نقصان نہایت عنایت فرا بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیۂ[1] مودۃ و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا با وصف عدم ملائمت باطناب محل می کشد از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشم داشت پیش می آمد ہے ہے غلط کردم و خطا گفتم جاے شکوہ نیست در اظہا [راو] صاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور رو [معذ] ور است ع [کل اناء] یترشح بما فیہ

بہر حال او داند و کار او من بے چارہ کہ خاک پاے طلباے عالم ع طبع مرا بزمزمۂ شاعری چہ کار شاعر نہ ام کہ در پوستین مدعی شاعری افتم از ہمہ اینہا در گذشتہ سی و یک شعر از زادہاے طبع مناسبش می نگارم او راست ہداہ اللہ تعالے ؎

پشت لب پر ہے تیری یہ خط ریحاں ایسا　　　موںہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خاں ایسا

بینے بٹھلا کے جو پاس اوسکو کھلایا بیڑا　　　قتل پر میرے رقیبوں نے اوٹھایا بیڑا

یوں دل صدچاک کومت دیدۂ تر بیچنا　　　یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا

میر انشاء اللہ خاں انشا گوید ؎

دل کو رکھ کر پنجۂ مژگان تر [پر] بیچیۓ　　　یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر بیچیۓ

خدا داند ازین ہر دو صاحبان کہ ہر یکے خود را خلاق المعانی] پندارد کدام کس [بمال دیگرے] دست دراز کردہ منہ [عفی عنہ] ؎

پہلو میں رکھا اوس تیر کے پیکان کا لوہا　　　اے دل وہ نگہباں ہے تری جان کا لوہا
نکلے تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز　　　فرہاد یہ دشمن ہے تیری جان کا لوہا

رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب　　　جھوٹ بولوں تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب

---

[1] مستدعیہ ۱۰۱۔

چرائی چادر مہتاب شب میکش [نے] جیحوں پہ ‎ کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردوں پہ

اودی وسمے کی نہیں تیرے رزائی سر پر ‎ مہ جبیں رات پہ تاروں بھری آئی سر پر

ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دمکتے ہیں ‎ کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہیں

سر مژگاں سے وقت نالہ آنسو کو ترستے ہیں ‎ یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہات میں ‎ دست چپ میں رکھ سپر شمشیر سیدھے ہات میں

مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو ‎ سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنے پیر[کو]

خوف زلف یار چھوٹ مانا ہے کن کا رات سنے ‎ کہکشاں سے [لے لیا د] اتوں [میں] تنکا رات نے

گرمی بازار آہ دیکھ دلا اور ہے ‎ کل کی ہوا اور تھی آج ہوا اور ہے

قیا دکھی ہے پھلکاری کہ شب کس ماہ پارے کی ‎ فلک جو کاڑھنی سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

قاصد بہ اوسے کہیو زبانی کہ نہیں چین ‎ میں کیا کروں حالت دل نالاں کی تحریر

قدم نہ رکھ میری چشم پر آب کے گھر میں ‎ بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ بساغر مے ‎ نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
مدام رند کریں کیوں نہ آستاں بوسی ‎ حرم ہے شیخ مشیخت مآب کے گھر میں

ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی
چنے ہوئے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر ہیں

تڑپھ کو دیکھ میرے دل کی برق آتشبار
خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر ہیں

ولا نہ کیونکہ کروں اختلاط کی باتیں
حجاب کیا ہے اب اوس بیحجاب کے گھر ہیں

نصیر دیکھ تو کیا جلوۂ خدائی ہے
ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گھر ہیں

ورق ۲۴۴

نصیر (۲)

دوم

سید نصیر الدین غوثی جلیسری وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشوا اے انس و جان قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرار ہم و مرد نیک دین پارسا خوش عقیدہ صاحب تقوی آگاہ دل بخدا مشتغل دردمند یکرو ارجمند فرخندہ خواست خلقے کثیر از انفاس متبرکہ اش بہرہ یاب وجمے غفیر از فیض ارادتش بہ بضاعۃ زہد و تقوی کامل نصاب گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید و جستہ جستہ دریں سرزمین رخش ہمت می پوید ایں چار شعر از زادہاے طبع آن نیک ذات والاصفات است ؎

کس تجمل سے میرے گھر آج آئی ہے بسنت
حضرت گل کا مجھے پیغام لائی ہے بسنت

ماہرو پھولوں کی چھڑیوں سے کریں ہیں اہتمام
حاکم فصل بہار اب ہو کے آئی ہے بسنت

خاک بھی یارو کنھیا کی کرے ہے رقص وہاں
برج میں شاید کسی نے آج گائی ہے بسنت

اوس رنگیلے کو میرے مجھے ملادے حق نصیر
پیار سے اب تو گلے میں نے لگائی ہے بسنت

نصرت

تخلص لالہ گوبندرائے کائت است وے اگرچہ حسب ظاہر ہندو نژاد است اما اشعارش بہ بانگ بلند بر تصدیق باطنی وے گواہی میدہند بہر کیف جوانے است مہذب خوش تقریر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر ایں نوزدہ [۱۹] شعر از گفتہاے اوست ؎

ساقی تو بھر کے دے مجھے پیالا شراب کا
خطرا نہیں ہے حشر کے دن کے عذاب [کا]

کمر کا خیال اوسکی جب آگیا — تو سب نے کہا [یہ عدم کو [چلا]]
شہ دین و دنیا ہے مولا علی — تو اوسکی صفت میں قلم کو چلا

دامن جلادیا ہے [فلک کا] اس آہ نے — جلوہ شفق کے رنگ کا اے مہوشاں نہیں

دیکھکر رخ پہ تیرے آج عرق کے قطرے — اختر صبح انہیں پیر و جواں کہتے ہیں
چرخ پر ابر سیہ یہ نہیں اے برق وشاں — اسکو میرے دل سوزاں کا دھواں کہتے ہیں
قہر انداز ستم ناز [غضب ہے] غمزہ — اسلیئے تجکو غرض آفت جاں کہتے ہیں

تاکتا ہے تو عبث چھپ چھپ کے اے زاہد اسے — دخت رز تیری طرف تو دیکھنے والی نہیں
قصد اگر کیجے تو اے صیاد لے اوڑ جائے قفس — مانع پرواز کچھ یہ بے پر و بالی نہیں

ورق ۳۲۵

ہمکو کچھ ہنگامۂ روز جزا کا ڈر نہیں — شافع محشر ہمارے حیدر کرار ہیں

میرے حضور تو آنکھیں لڑا نہ غیروں سے — میادا ان سے نہ میری کہیں لڑائی ہو

ڈر نہ تو گردش افلاک سے نصرۃ ہر دم — کہ مدد کو تیری یہاں حیدر کرار بھی ہے

کس کو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا — تجھہ بن لگے ہے ہر رگ گل نیشتر مجھے
نصرت غلام ہوں میں شہ بو تراب کا — لگتا نہیں [ہے] روز قیامت سے ڈر [مجھے]

کیا عجب ہے ہاتھ میں گر یہ عصا لے آہ کا — دل تمہاری نرگس [مخمور] کا بیمار ہے
زلف سے نسبت نہ کیوں ہو خال عارض کو ترے — [آپ] زنگی بادشاہ کشور تاتار ہے

عاشقوں میں کوہکن سا بھی نہ ہوگا سر فروش — وصف جسکا یہاں زبان تیشہ پر ہر بار ہے
ایکدن تو خوب سا سیدھا بنے گا دیکھیو — راستی کیشوں سے کیوں اے چرخ کجرفتار ہے
سوزش مہر قیامت کا نہیں ذرہ خطر — سب طرح نصرۃ کا مالک احمد مختار ہے

نظام

تخلص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است ازانجاکہ حسب و نسبش بنابر وضوح واضح و شیوع شایع مستغنی التحریر و بے نیاز از تسطیر است ازاں در گذشتہ بہ ترقیم نبذے از اوصاف نفس نفیسش و نوشتن رشحے از اخلاق ذات شریفش میگرائم وے ہزبرے بود در بیشہ وغا و شیرے در بیدائے ہیجا و امیرے بود صاحب شمشیر در ممالک کشورستانی و دبیرے بود صائب تدبیر در قلمرو حکمرانی در اول امر بہ نائرہ تفنگ و تیر و تیروے شعلہ ہوش و تدبیر از سواد حضرت دہلی بآیینے رجم شیاطین نمود کہ ہرگز متصور و مطلقاً متوقع نبود در آخرہا بہ ثمرۂ نمک حرامی کہ با ولی نعمت قدیمی از وے بظہور رسید آوارۂ دشت ادبار شدہ در چار سوے عالم حیران و سرگرداں میگشت و در یکجا قرار نمی گرفت و سراسیمہ ایام بسر می برد عاقبۃ الامر ناکام و نامقضی المرام در بلدۂ کالپی جاں بجان بخش سپرد از جودۂ عقل و تیزی فہمش چہ برطرازم کہ قلم حقائق رقم با وصف دو زبانی از عہدہ تقریرش برنمی آ[مد] و ا[ز بیا]ن روانی و کثرۃ ہنر [و] ریش چہ نگارم کہ سمند خامہ عنبریں شمامہ [باوجود تیز گامیہا] در مضمار تحریرش تگاپو نمودن نتواند قطع نظر از صنائع سپاہگری و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و بدیہہ خوانی و ہفت زبانی و ہفت قلمی و فقیر پرستی و کشادہ دستی و معلومات اشغال فقرا و اطلاع بر اوراد صلحا و انشا پردازی بانحاء شتی و سخن طرازی بانواع لاتحصی و حصول علوم شرعیہ و وفور فنون نقلیہ و نیک دینی و خوش اعتقادی و کشادہ روئی و خدا یادی بالسنہ متعددہ بکمال فصاحت و نہائت بلاغت سخن میگفت مخمس چند از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است کہ ہر مصرع زبان دیگر دارد و بیشتر غزلیات عربی و ترکی از طبع وقادش تراوش نمودہ و دیوان ضخیمے فارسی مشحون جملہ اقسام مدون فرمودہ و بیرون ازین مثنویات چند خاصہ مثنوی کہ دران کرامات حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ فراہم آوردہ برشتۂ نظم کشیدہ و دراں داد سخنوری دادہ گاہے ریختہ ہم از طبع دربارش ریختہ ازاں رو ایں بے بضاعت بمیدان تسطیر چہل و دو شعر منجملہ

ورق ۲۳۶

آنہا فرس خامہ برانگیختہ۔ نہ عفی اللہ عنہ سلہ

زلف کا کھولنا بہانا تھا　　مدعی[1] ہم سے مونہہ چھپانا تھا

دل گرمی نگاہ سے بے تاب ہو گیا　　جب تک میں اسکو تھانبوں جگر آب ہو گیا
اللہ رے تیری گرمی طینت کہ وہ سرشک　　پہلی تپش میں روکش سیماب ہو گیا

نظر [کا] اپنی سر رہ گذار باندھ دیا　　تیرے تو رونے نے لے دیدہ تار باندھ دیا
کمر تو ایک سر مو بھی نظر نہیں آئی[2]　　سخنوروں نے یہ مضموں ہزار باندھ دیا
دل اسطرح سے تیری زلف میں ہے آویزاں　　شکار بند سے جیسے شکار باندھ دیا
کہیں ہیں لخت جگر ہے تیرا گل دستار　　یہ باندھنو تیرے سر کستے یار باندھ دیا

بے مہر سے چاہ پوچھنا کیا　　گمراہ سے راہ پوچھنا کیا
گرجی کے دیئے وہ ہات آوے　　لیجے واللہ پوچھنا کیا
رکھتا ہے نظام بیوفا سے　　امید نباہ پوچھنا کیا

نگہ اوس شوخ کی گر نہر میں ہو تیر انداز　　حلق ماہی میں تیقن ہے کہ جوں تیر ہو آب
مے تو یک طرف ہے ساقی تیری فرقت میں ہم　　چاہیں ٹک حلق کریں تر تو گلوگیر ہو آب
چٹکی بھر خاک اگر مشہد عشاق سے لے　　بحر پہ چھڑکے صبا جاکے تو اکسیر ہو آب

صبح بہار ہوتی ہے جس طرح دل کشا　　یوں میکشوں کے چاک گریباں پہ ہے بہار

گر شمع صفت آہ کرے مشتعل آتش　　جوں پھلجھڑی اشکوں میں گرے ہوکے دل آتش

سلہ کذا، مدعا۔　سلہ آتی ا۔ ا۔ ا

تجھ بن آرام یار ہے کس کو　　تاب و صبر و قرار ہے کس کو
میں نہ کہتا تھا آ شراب نہ پی　　[ب] یہ رنج و خمار ہے کس کو

بس اب اتنے مت زیادہ ہمیں داد خواہ کیجو　　تمہیں اپنی ہی قسم ہے ٹک ادھر نگاہ کیجو

طپش دل سے میری جان نکلتی ہے دیکھ　　منقل سینہ میں اب آگ ہی جلتی ہے دیکھ
کن اداؤں سے خراماں ہے میرا سرو رواں　　سرو پابند تیری کیا یہاں چلتی ہے دیکھ
تو نے ایک روز میرے غم پہ نہ ماری ٹھوکر　　تپش دل مجھے ہر لحظہ کھدلتی ہے دیکھ
میں نے بدلا نہیں دل شرط وفا سے ہرگز　　گھہ یار تو کیوں رنگ بدلتی ہے دیکھ
گرچہ ہے عمر کے خورشید کا پرتو روشن　　آہ یہ دھوپ کوئی گھڑیوں میں ڈھلتی ہے دیکھ
دل کے کہتے ہوئے بھولے ہے رہ عشق نظام　　مشعل راہ تیرے پاس ہی بلتی ہے دیکھ

دل تڑپھے ہے اور دیدہ تکے راہ کسو کی　　یارب نہ کسو جی سے لگے چاہ کسو کی

ہمارے جا[مہ] کہنہ سے مے کی بو نہ گئی　　سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی

وہ نگاہ گرم چشم نیم خواب نرگسی　　دل کو نت رکھتی ہے ہم چشم کباب نرگسی

کہاں طاقت جو ایکدم یار سے دل کو جدا کیجے　　کہاں خلوۃ کہ اپنا راز دل اوسے کہا کیجے
جو ہم ایسے ہی تھے تو آپ کو لازم نہ تھا ہرگز　　کہ سو سو منتیں کر دل کو ہم سے آشنا کیجے

موسی کو دوبارہ ہو تجلی　　تجھ سے گر ہم کلام ہووے

پھر چمن میں کون اس خوبی سے مست ناز ہے　　جلوۂ گل جسکے آگے فرش پا انداز ہے

ناز و ادا سے اوسنے جب تیوڑی چڑھائی　　سجدے کو آسماں سنے گردن وہیں جھکائی

ورق ۳۳۷

کس کے یہ حسن کا تجلا ہے　　جس سے ہر سینہ طور سینا ہے
آپ ہی سب میں جلوہ پیرا ہے　　خواہ مجنوں ہے خواہ لیلا ہے
شوخ کا انتظار مت کر دل　　کب وہ آتا ہے ایک چھلا ہے
بے نمازی کہے ہے مجکو شیخ　　پر وہاں بھی تو خیر صلا ہے

ق

دل دیوانہ کا تمہارے پاس　　گو نہیں رتبہ پر وہ ایسا ہے
کہ ذرا بھی اگر اوٹھاوے سر　　تو سر افراز عرش اعلےٰ ہے

[illegible]سنکر غم دل راہ میں سے تیر پھر جاوے　　کماں ہو از سر نو حلقہ اور زہ گیر پھر جاوے
[illegible]بخت ہے یہ یا کہ گردش ہے زمانے کی　　کہ تو یکبارگی یوں ہم سے بے تقصیر پھر جاوے
[illegible]ہوں سرگشتہ مژگانی کا تیری وصف اگر لکھتے　　قلم انگشت میں میری دم تحریر پھر جاوے
[illegible]ہے اسقدر تو اے ستمگر مجسے رو گرداں　　کہ ہو گر سامنے تیرے میری تصویر پھر جاوے

[illegible]ظاق

تخلص سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی نبیرۂ حضرت [illegible] امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و [illegible] خواجہ [illegible] فانی فاتہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ سید نظام الدین احمد قادری است [illegible] و [illegible] حضرت [illegible] خلافت و نظامت شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد او [illegible] منعقق [illegible] کرام و نبیرۂ اہل نظام گردانیدہ و در [illegible]

عرصۂ اطول بہرا علیٰ و اقل بسلوک مشفقانہ اشں را ازحفظ اوقات شریفہ اشں چہ برنگارم کہ با وصف کثرۃ شغل اما [۱] دقیقہ از مشغولی حق و سرنجام دادن اوراد مقرریہ مطلق فرو نگذاشتہ از انجا کہ تعداد اوصاف ذاتی و اضافی این جناب خارج از حیطۂ تحریر و بیرون از احاطہ تقریر است ازاں در گذشتہ بہ ترقیم ...... شعراز اشعار صوفیانہ ریختہ طبع آں والا گوہر کہ گاہ گاہ بطور خود موزوں می فرمائند و بگوئندہا عنایت می نمائند کہ نقش درست کردہ بگوئند می پردازم لہ دام ظلہ

اے فاطمہ بتلاؤ اسے کوئے محمد — یہ بندہ نظامی ہے ترا بندہ کرم کا

تحصیل جو تھی عشق کی اتمام (کو) پہونچی — مکتب کا نظامی تو تو ملا نہ بنا ہے

گرچاہئے نیکی تو کرو سب سے بھلائی — ڈاڑھی نہ بڑھاؤ یہ خراسان نہیں ہے

برہنہ ہوا سر سے پا تک وہ جانی — حقیقت نہیں اوسکی پھر تو نے جانی

نظیر

تخلص سہ کس میدانم اما نوشتن یکے ازانہا بہ تکملہ انسب می پندارم و ازاں دو باقی

اول

نظیر (۱)

شیخ ولی محمد اکبرآبادی است وے شاعرے است دیرینہ مشق کہ بالفعل دراں نواح علم استادی می افرازد و نرد محبت و اخلاص با ہرکس می بازد بسیار سلیم الطبع و خوش اختلاط و نہایت نیک طینت مستحکم ارتباط شنیدہ می شود بعلمی اوقات گذاری میکند و بکشادہ پیشانی ایام زندگانی بسر می برد ایں

لہ اس موقعہ پر دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

سی وحشت ہیت ازاں اوست سے ؎

ورق ۲۲۸

چاند اپنا تو کسی اور کا ھالا نکلا — ہمنے سمجھا تھا جسے گل سو وہ لالا نکلا
تھا ارادا تیری فریاد کریں حاکم سے — وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا
مٹ گئے شور و فغاں جی کے نکلتے ہی نظیر — پھر نہ سینے سے اوٹھی آہ نہ نالا نکلا

ترے بیمار کو تجھ بن شفا ممکن نہ تھی ہونی — فلاطوں کیا اگر خود عیسی گردوں نشیں آتا
عجب احوال ہے کچھ اضطراب دل سے کیا کہیے — غرض اکدم قرار اوس بن نہیں آتا نہیں آتا
میری بیتابیوں کی ابتک اوسکو بدگمانی ہے — اگر وہ بھی کہیں پھنستا تو اوسکو بھی یقیں آتا
مجھے یہانتک خوشی تھی اوسکے آنیکی کہ میں غش تھا — اگر وہ قتل کو میرے چڑھائے آستیں آتا
بڑے حظ لوٹتے گر اس شب مہتاب میں یارو — ادہر ساقی ادہر مطرب ادہر وہ مہ جبیں آتا

تو ہستی کی گرہ پر عقل کا ناخن نہ توڑ اے دل — کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معما را
یہ ظالم سنگدل محبوب جادو گر ستم پیشہ — چناں بروند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را

تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا — ہمارا دل بہوت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا
ہیں اوس پر مبتلا وہ غیر مذہب شوخ اک ترسا — قیامت ہے مسلماں عاشق اور معشوق ہے ترسا
ہوا بیمار تیرے عشق میں جو چرخ چارم پر — مسیحا پڑھ رہا ہے کچھ بچھا کر اپنا بستر سا
پکارا دور سے دیکر صفیرا ونے جو ہیں مجکو — تو گیا میرا کلیجہ دھک سے ہو لوٹا کبوتر سا
نظیر اک دو گلے کرنے بہوت ہوتے ہیں خوباں کے — چلو اب چپ رہو بس کھول بیٹھے تم تو دفتر سا

دیتے ہیں جان حور و ملک جس کی آن پر — کیونکر نہ ہو پھر اوس کا دماغ آسمان پر
سبزہ پڑا ہے کان میں اوس سبزہ رنگ کے — سرسبزیاں ہیں اب تو زمرد کی کان پر
جگنو پہ جان تڑپھے ہے چنپا کلی پہ دل — اور روح لوٹتی ہے پڑی عطر دان پر

سلہ "نشان" دراصل نسخہ ۵ کا ۱۰۱

کوچے میں اوسکے جائیں تھے سینہ سپر کئے
کل تو میاں نظیر بھی کھیلے تھے جان پر

اوسکے بن دیکھے جو مرجاؤں میں آنکھیں پھیر کر
ڈر خدا سے اے فلک اتنا تو مت اندھیر کر

میں تو بے غیرت نہیں کیا جاؤں اوس بدخو کے پاس
کونسا کم بخت پھر لاتا ہے مجکو گھیر کر

داغ مرنے کا وہی محروم جانے جس کو آہ
موت آپہنچی شتاب اور یار آیا دیر کر

کس کو کہیئے نیک اور ٹھہرائیے کس کو برا
غور سے دیکھا تو سب اپنے ہی بھائی بند ہیں

وہ چاندنی میں جو ٹک سیر کو نکلتے ہیں
تو مہ کے طشت میں گھی کے چراغ جلتے ہیں

ہزاروں پھرتے ہیں یہاں غنچہ لب نہ ایک نہ دو
رکھے ہیں پر کوئی تیری سی چھب نہ ایک نہ دو

کہا جو ایک نے بوسہ میں دو لگا لینے
تو ہنس کے کہنے لگے چل بے اب نہ ایک نہ دو

جسدن چمن میں جاکر وہ گلعذار ہنس دے
غنچہ بھی کھلکھلا کر بے اختیار ہنس دے

اے چشم زار اسدم رونا سنبھل سنبھل کر
ایسا نہ ہو کہ تجھ پر ابر بہار ہنس دے

قہر جھمکوں کی جھمک تسپہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن میں سب خلق تہ و بالا ہے

خال چہرے پہ نہیں اوسکے یہ اللہ نے واہ
حسن کے [خوان][1] میں کیا خوب نمک ڈالا ہے

کمر تک اوسنے زلفوں کو جو بل دے دے کے چھوڑا ہے
یہ دو زلفیں نہیں ہیں کافر ایک ناگن کا جوڑا ہے

سمند آسماں کب آپ سے دوڑے ہے اسپر تو
کسی کی ایڑ پہ ہے ایڑ اور کوڑے پہ کوڑا ہے

دیا اوس سنگدل کے ہاتھ اپنے شیشۂ دل کو
جو سچ پوچھو تو میں نے لعل کو پتھر سے پھوڑا ہے

---

[1] 'خان' اصل نسخہ میں

ورق ۲۲۹

ق

یہی ہے دھوم کل سے وہ میرے ملنے کو آتا ہے — گلے میں ہار ہے اور تن میں[۱] نافرمانی جوڑا ہے
غرض میں تو نظیر اسے سمجھتا ہوں کہیں شائد — کسی کا نیل بگڑا ہے جو یہ طوفان جوڑا ہے

ہم کل ایک ایسے پریرو کے نظر بند ہوئے — جس کا مونہہ دیکھ کے پریوں کے بھی پر بند ہوئے
ایسے کم بخت ہوئے ہاتھ ہمارے ہیہات — ایکدن اوسکی کمر کے نہ کمر بند ہوئے
حور پہنچے نہ پری جن کی نزاکت کو نظیر — ایسے کچھہ حضرت آدم کے جگر بند ہوئے

دوم

نظیر (۲)

گنپت رائے کائت وے از تازہ مشقان حضرت دہلی و شاگرد محمد نصیر الدین نصیر است ایں دو بیت بوے نسبت وارد ؎

ہے جو غنچے کو تصور دہن جانی کا — دل میں ہے عزم مگر چاک گریبانی کا

کیا زرد ہوئیں عشق کے آزار سے آنکھیں — ہم چشم ہیں اب نرگس بیمار سے آنکھیں

نعیم

تخلص شیخ محمد نعیم جہاں آبادی است وے از شاعران دیرینہ مشق و از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم و مرد سپاہی پیشہ بر اندیشہ نیک ذات ستودہ صفات بود مدتے است کہ جہان فانی را خیرباد گفتہ بسرائے جاودانی شتافتہ خدایش رحمت کناد ایں دوازدہ بیت از آن آں مرحوم است ؎

پایا جو دل نے زلف میں آرام رہ گیا — جس جا ہوئی غریب کے تیں شام رہ گیا
کرنے لگے جہان میں ہم آکے کچھہ کا کچھہ — آئے تھے جسکے واسطے وہ کام رہ گیا

---

[۱] پ، ۱۰۱۔

گر پردہ اوٹھا دیجیئے اوس پردہ نشیں کا ۔ کھل جاے طلسمات ابھی چرخ و زمیں کا

خط یار کل جو پڑھا ہیں بس گلہ شکوہ اوس میں ہزار تھا ۔ نہ سلام تھا نہ پیام تھا نہ تو عہد تھا نہ قرار تھا
ہمیں یہ امید نہ تھی صبا کہ یہ خاک یوں اوڑے جابجا ۔ تیرے دربدر کے اوڑانے کو بھلا کیا میرا ہی غبار تھا

کوچۂ یار سے دل ہم سے اوٹھایا نہ گیا ۔ مل گیا خاک ہیں اس طرح کہ پایا نہ گیا

ق

یار تو کل ہم سے ملا تھا نعیم ۔ لیک حجاب آہ دغا کر گیا
کچھہ تو اودھر شرم سے بولا نہ وہ ۔ کچھہ ہیں ادھر آپ حیا کر گیا

آفت کے نشانے ہی رہے ہم تو زمیں پر ۔ جو سنگ بلا چرخ سے آیا سو ہمیں پر

ورق ۳۴۰

عالم سے ہوا غیر ہیں اب یار کی خاطر ۔ اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

آنکھوں میں تجھہ بغیر سن اے خوبی بہار ۔ یہ سبزہ نو دمیدہ مجھے نوک خار ہے
بن دیکھے اوسکے جان نہ دوں گا میں اے اجل ۔ مدت سے مجھہ میں اوس میں ہوا یہ قرار ہے

نگران

تخلص جوانے است از دودمان حری الاحترام میر بند علی نام وے از سکنہ قصبہ اجراڑہ و شاہ شمس الدین خانوادہ است قدس سرہ شعرش از خوبی ذہن وے خبر میدہد وگاہے بنا بر عدم گنجائش بحر لفظ نگران را عاشق تخلص میکند این مطلع از وے است ؎

جو چاہیے آپ کو تو اوسے کیوں نہ چاہیئے ۔ وہ چاہے یا نہ چاہے غرض یوں نہ چاہیئے

نوا

تخلص شیخ محمد ظہور است وے طالب علمے از طلباے بلدۂ لکھنؤ و سلیم الطبع خوشگو قویم الطبیعت نیک طینت متصف باوصاف نیک نہادی شاگرد محمد بقاء اللہ اکبر آبادی است از حضور سراسر نور مرشد زادہ جہان و جہانیان مرزا جہاندار شاہ المعروف بہ مرزا جوان بخت مرحوم بخطاب مستطاب خوش فکر خانی عز امتیاز داشت و در خوش فکری نہایت ہمت می گماشت بیشتر قصائد بہ متانت و پختگی بانجام رسانیدہ و دراں داد خوش فکری دادہ و در غزلیات ہم فکر رساے دارد ہشت بیت از گفتہاے اُش ایں خاکپاے طلباے جہان می نگارد ؎

ہمارا نام لیکر دے ہے وہ دشنام قاصد کو
چھٹ اوسکے کچھ نہیں ملتا وہاں انعام قاصد کو

ق

خط آتا یک طرف اب چاہیئے پیغام برثانی
کہ جا کر دے میری جانب سے یہ پیغام قاصد کو

تو پینے خط کو آیا تھا کہ یہاں صورت پرستی کو
چل اپنے کام لگ اس کام سے کیا کام قاصد کو

نوا قاصد کو اپنے آپ وہ مفتون کرتا ہے
وہ آپہی خوب ہے کیا دیجئے الزام قاصد کو

اب اشک تو کہاں ہے جو چاہوں ٹپک پڑے
آنکھوں سے وقت گریہ مگر خوں ٹپک پڑے

پہنچی جو ٹک جھلک تیرے دانتوں [کی] گوش تک
خجلت سے آب ہو در مکنوں ٹپک پڑے

طغیاں سرشک کا تو یہاں تک ہے چشم سے
ایک قطرہ آب کا ہو تو جیحوں ٹپک پڑے

ڈوبا ہے بحر شعر میں ایسا نوا کہ اب
دے طبع کو فشار تو مضموں ٹپک پڑے

نیاز

تخلص شش کس بمن رسیدہ ذکر نوشتن سہ کس ازاں ہا بہ تکملہ النسب دیدہ و ازاں سہ کس باقی

اوّل

نیاز (۱)

میر محمد سعید اکبر آبادی است کہ بمعلمی ایام بسر می برد اما بحسن سلیقہ بمجالس اہل علم و محافل ارباب دول بہ

آب و تاب میر سد مرد صاحب ہوش و باشعور فطانت کوش و با فرح و سرور است و ایں ہشت شعر از ان آں دانش پژوہ و ناوانی نفور ست ؎

ورق ۳۴۱

خیال اوس قد موزوں کا جب دو چار ہوا — سرشک آنکھوں میں آ سرو جویبار ہوا
ہمارے اشک سے گوہر کو یار کیا نسبت — زمیں پہ جب وہ بہا بحر بے کنار ہوا

زلفوں سے مونہہ چھپا نہ تو اے بت خدا سے ڈر — کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

شاد اوسکے آنے سے دل ناشاد ہو گیا — ویراں یہ گھر پڑا تھا سو آباد ہو گیا
جب اسطرف سے وہ ستم ایجاد ہو گیا — عالم تمام محشر فریاد ہو گیا

کہاں ہے دسترس اتنی کہ پہنچے تیرے داماں تک — نہ پہنچا ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنا گریباں تک

نوک نشتر ہو رگ ابر ہو تار دامن — اشک گلرنگ جو ہو جوشش بہار دامن
جا نہ مرقد سے شہیدوں کے تو مانند نسیم — خاک نمناک کبھو ہو نہ غبار دامن

نیاز (۲)

دوم

سید زادۂ سعادۃ التیام میر محمد علی نام وے از حضرت دہلی است اما از چندے بدیار جنوبی رخت سفر کشیدہ بہ بلدۂ حیدر آباد سکونت ورزیدہ خداش خوششں داراد بیشتر مرثیہ و سلام بر زوستے کاری آرد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

اوسکے عارض یوں عرق سے تھے سحر بھیگے ہوئے — جسطرح شبنم سے دو گلبرگ تر بھیگے ہوئے
[ہے مژہ] نم اشک سے پہچے گی کب اوس تک نگاہ — بال پروانہ [ہیں] طائر کے پر بھیگے ہوے
خواب ان خانہ خراب آنکھوں میں ہو کیونکہ نیاز — جنکے بن برسات بھی رہتے ہیں گھر بھیگے ہوے

نیاز (۳)

سیوم

میاں نیاز احمد سلمہ اللہ الصمد تولدش در قصبۂ سرہند و نشو و نمائے وے در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ مرد فاضل و صاحب ذہن سلیم و شخص عالم و مالک طبع قویم است مشقتہائے بسیار در تحصیل علوم رسمیہ کشیدہ و محنتہائے بے شمار در استحصال فنون کسبیہ بوے رسیدہ شاگرد رشید حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہان مولوی خواجہ احمد خان است غفرہ اللہ المنان و اسکنہ بحبوحۃ الجنان در اوانے کہ ایں خاکپائے طلاب جہان ہم چیزے بودہ کتابے چند ازیں خاکسار نیز تکرار نمودہ بہر کیف سرانجام کام جذبۂ حق ویرا در ربودہ کہ خود را مشغول عبادات شا[قہ] ساخت و مردانہ اسپ ہمت در مضمار طلب مولے تاخت در بدو امر دعوی استفادایں کار استوار از خدمت بابرکت والدہ ماجدۂ خود کہ ویرا اویسیہ جناب طہارۃ انتساب حضرت بتول زہرا علیہا السلام میگفت میکرد و در اخرہا دست بیعت بدست حق پرست سید عبداللہ قادری علیہ الرحمۃ کہ از اولاد امجاد حضرت ذولسانین امام الفریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز بغدادی المولد بودند دادہ و مثال [اجا]زۃ ارشاد طالبان و خرقۂ خلافت تربیت سالکان یافتہ بہ تعلیم طلبا و ارشاد طالبان خدا بر مسند تعلیم و ارشاد در بلدۂ بریلی نشستہ فقیرانہ ایام بکام دل بسر می برد گاہ گاہ شعر فارسی صوفیانہ و ریختہ فقیرانہ میگوید ایں نہ بیت از زادہائے طبع اوست ؎

ورق ۳۴۲

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب موںہہ سے اوٹھا دیا	وہیں محو حیرت و بیخودی ہمیں آئینہ ساں بنا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی	سو کشش نے دامن یار کی اوسے بھی زمیں سے مٹا دیا
جبھی جاکے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا	جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے سبھی ایک پل میں بھلا دیا

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں	صورۃ وحشت ہوں یا شکل جنوں
آہ و نالے نے مجھے رسوا کیا	ورنہ پنہاں تھا میرا راز درون
حسن جاناں جلوہ گر ہے ہر جگہ	دید میں اپنی نہیں کوئی زبوں

کیونکر نیاز مانے اوروں کی خوش کلامی	اوسکو تو پیاری باتیں پیارے کی بھا رہی ہیں

صبر و قرار و شکیب تاب و تواں عقل و دیں
سب نے تو لی اپنی راہ رہ گئی کیوں جان تو

پوچھے ہے ہر ایک سے کسکا ہے عاشق نیاز
تجکو نہیں ہے خبر ایسا ہے انجان تو

حرف الواو

درطے ایں حرف ذکر سیزدہ شاعر کہ منجملہ انہا دو مرد واؤ تخلص میکنند [اندراج] یافتہ و مجموع اشعار ایشاں . . . . شعر . . . .

واقف

تخلص عزیزے است خوش اعتقاد درویش نہاد شیریں کلام واقف شاہ نام کہ در دیار شرقیہ علم استادی می افراخت و با نیک و بد درویشانہ در می ساخت مدتے است کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ و برحمت حق در پیوستہ ایں بیت و یک شعر از گفتہا ے آں مرحوم است ؎

ہوا ہے عشق سے آکر مقابلہ دل کا
بھڑا پہاڑ سے جاہل بے حوصلہ دل کا

سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے
عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہاں ہے شیشۂ محتسب خدا سے تو ڈر
مری بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا

خیال وعدے سے ازبسکہ تو نظر میں رہا
تمام رات میرا جی صدا ے در میں رہا

ان رقیبوں سے گئے گذرے ہیں کیا اے یار ہم
وہ شریک بزم ہوویں اور نہ پاویں بار ہم

نہ یہ شعاع سے ہیکل کے نگ دمکتے ہیں
یہ لخت دل ہیں ہمارے کہ یہاں چمکتے ہیں

تو مثل برق ابھی جا کے یہاں سے وہاں چمکا ہم اوس جھلک سے پلک اب تلک نہ جھپکتے ہیں

واقف شراب معلوم اس دور آخری ہیں ناچار کیا کریں ہم افیون گھو لتے ہیں

جبکہ پردے سے یار نکلے ہے آہ بے اختیار نکلے ہے

عشق میں کیا فضل و ہنر چاہیئے آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے
نامہ و پیغام سے گذرا تیرے اوس میرے قاصد کی خبر چاہیئے
آٹھ پہر جسپہ ستم کی ہو مشق ٹک تو کرم کی بھی نظر چاہیئے

ایک ہووے داغ اس دل کا تو کوئی دھو سکھے روز و شب کی شست و شوئے چشم کس سے ہو سکھے
جا گتے ہی جاگتے آنکھوں نہیں کٹ جاتی ہے رات آہ جسکو درد ہوا یسا وہ کیونکر سو سکھے
صبح تک مہمان [ہو نہیں] اور بھی اس بزم میں رو لے بالیں پر میری اے شمع جبتک رو سکھے
رہ نورد بیخودی گر کچھ نہ ہو ہم سا تو ہو گو سرا [غ] اوس کا [نہ پاوے] آپکو تو کھو سکھے
کون پہنچاوے میرا پیغام وہاں تک اے صبا کام واقف کار کا ہے تجھسے ہو تو ہو سکھے

درق ۳۴۳

[لی] واے ہمرہوں نے رہ اپنے اپنے لی کی ہم رہ گئے بھٹکتے جوں گرد کارواں کی
ایں شعر را بعضے بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر [نسبت] کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال سے

ق

[یا] ران و ہمنشین و رفیقان و دوستدار سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
جب آنکھ موند گئی تو پھر ابد و ست بعد مرگ پھٹکے ہے کون پاس کسی کے مزار کے

سے 'ہیں ہم' اصل نسخہ'

وارث

تخلص شاہ وارث الدین سلمہ رب العالمین است وے درویشے است ہفت قلم مخاطب بہ زمرد رقم خیال مشیخت در [سردا] ردد رماہے یک بار رقص مہرویان شیریں شمائل و پری پیکران فتنہ خصائل بر روے کار می آرد و جماعتے از ہوسناکان شہر بتقریب تماشا دراں محفل سرور مجتمع می شوند و بہ حظ نفس و قوت روح محظوظ و سیر میگردند بیشتر بہ مشق اصلاح نوخطاں مشغول می باشد گاہے ریختہ درویشانہ ہم از طبعش می تراود ایں پنج بیت او راست ؎

خورشید رو کا میرے جلوہ جہاں تہاں ہے
ہر ذرے میں جو دیکھو اوسکی جھلک عیاں ہے

الفت خدا سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے
اور خاک دل کو کرنا اکسیر ہے تو یہ ہے

تقدیر [پر نظر] رکھ اور لا غرض ہو سب سے
باللہ کہ عاشقوں کی تدبیر ہے تو یہ ہے

تجھ زلف عنبریں میں کب قید ہو سکے ہے
مجنون دل کی میرے زنجیر ہے تو یہ ہے

ایک آن یاد حق سے غافل نہ ہو تو وارث
قرآں کی جو دیکھے تفسیر ہے تو یہ ہے

[والہ]

واله (۱)

تخلص دو کس میدانم

اول

مردے وفا گستر مسمی بہ محمد اکبر وے از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ است شعرش بردیہ آں زمان سعادۃ توامان مطلعش کہ سمت تحریر یافت مخبر داں منہ عفی اللہ عنہ ؎

مونہہ تمہارا دمیاں ہے گا و اگر نہ مجھسے تی   آرسی کیا جان رکھتی ہے کہ ہم چشمی کرے

والد (۲)

دوم

رحمت خان مرحوم اصلش از خطہ دلپذیر کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفسا دوے و نیاگانش ہمیشہ بکام دل بعمدگی ایام بسر فرمودہ در آخرہا از قبیل سران انگریز واقعہ نگاری حضرت دہلی بوے متعلق بودہ مرد ہوشیار پختہ کار صاحب طبع سلیم و فکر قویم و خوش اختلاط نیک ارتباط بود با ہرکس [عموماً آں] بہ اندیش و با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان [خصوصاً] بیش از بیش بخوبی پیش می آمد و تواضع می فرمود قصہ عشق خود بزبان اردوے معلی بآئین خوب و باسلوب مرغوب برشتہ نظم کشیدہ و در شعر فارسی کہ بیشتر میگفت ثاقب تخلص برگزیدہ ملخص کلام مرد خوب بود کہ در حین حیات با خاص و عام نرد محبت باختہ و بعد ممات کہ از چندے رحل اقامت بجوار رحمت ارحم الراحمین انداختہ نام نیک بر صفحہ گیتی گذاشتہ بہرکیف ایں پانزدہ بیت از گفتہاے آں مغفور است ؎

ورق ۲۴۴

وہ کوئی تجھسے آشنا ہوگا   پہلے جو آپ سے جدا ہوگا

بیطرح پھر گیا ہے کچھہ اب مز[اج] دل [کا]   یارب میں کس سے پوچھوں جاکر علاج دل کا

کیا کہوں اوس خوش ادا نے کام کچھہ ایسا [کیا]   لے گیا دل ہنستے ہنستے اور میں دیکھا کیا

یاد صبا اوڑ[اد]ے مشت غبار میرا   ہووے نہ اوس پری کی خاطر پہ بار [میرا]

از بسکہ دل ہے آینہ دار اوس جمال کا   پہر تو کو اوس کے [خوف] نہیں ہے زوال کا

تو ایسی ادا سے جدھر جائیگا   [خدا جانے] کیا قہر کر جائیگا

دم مارے ہے غم دل سے میری ہم نفسی کا　　اے ہم نفساں وقت ہے فریاد رسی کا

گلشن میں میرے دلکے کوئی آن بسا ہے　　اس باغ کی کچھ اور ہی اب آب و ہوا ہے

[نہیں ہے اوسکی] جو مرضی ادہر کے آنے کی　　ہر[ا]یک دم میں نئی بات ہے بہانے کی

پینے [تو] پنہاں کیا تھا پا[س] نام و ننگ سے　　حال دل ظاہر ہوا لیکن شکست ر[نگ] سے

ہے [عیا]ں جلوہ تیرا انسان [کی] تصویر سے　　صورت معنی ہو ظاہر لفظ کی [تحر]یر سے

چشم سے کچھہ جو مدعا ہے مجھے　　محض تیرا ہی دیکھنا ہے مجھے

طور اوس شوخ کا بے طور نظر آتا ہے　　آگے کچھہ اور تھا اب اور نظر آتا ہے

گنے تو بندوں میں اپنے جو ایک بار مجھے　　تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے

ہے کس متاع کی یارب دکاں زمیں کے تلے　　چلا ہے [جس لیئے یہ] کارواں زمیں کے تلے

واصل

تخلص واصل مان مرحوم است [و]ے از [نبیر] ہاے [رای ما]ن وابا عن جد سر کردہ دربانان دربار ظل اللہی بود گاہ گاہ فکر ریختہ می فرمود این بیت ازان آن مرحوم است ؎

سرگرم ناز کیوں نہ ہو وہ رشک آفتاب　　عالم میں اوس کے حسن [کا با]زار گرم ہے

وجیہہ

تخلص نواب معلے القاب وجیہہ الدولہ وجیہہ الدین خا[ن بہادر] مبارز جنگ برادر کوچک نواب غفران آب حسام الدولہ حسام الد[ین خا]ں بہادر مبارک جنگ مختار کار سرکار گردوں اقتدار بادشاہی و کار پر[داز کارخانہ] حضرت ظل اللٰہی است ایشاں در ایام دولت برادر کامگار و روزگار اقتدار خویش باوجود ثر[وۃ] تام و شوکت تمام بہر کس بلطف و مدارا بیش از بیش پیش می آمدند و کار خلق اللہ یا علے مر[تبہ خوش (نیتی) وارفع] درجہ نیک طینتی سرانجام می دادند حاصل کہ مرد کریم الاخلاق عمیم الاشفاق محبت پرور کرم گستر نیک ذات ستودہ صفات شیریں زبان عذب البیان ہوشیار پختہ کار حمیدہ خصائل پسندیدہ شمائل است در عروض و قافیہ مہارتے دارد در سخن آرائی صنائع بدائع بسیار بر روے کار آرد مثنوی ضخیمے دوازدہ ہزار بیت تخمینا بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ صنعتہاے بلیغہ دراں بمنصہ ظہور رسیدہ بیشتر غزلہاے فارسی بہ پختگی و سنجیدگی باتمام می رساند و بایماء استاد خود مرزا محمد فاخر مکین بریں تخلص می سازد بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان از ہرچہ تمامتر اشفاق می نماند و مرہون عنا[یات بے غایات] خو[د] میفرمائد بہر[کیف] ایں نہ شعر از اشعار آبدار ریختۂ طبع دُربارشں کہ گاہ گاہ بزبان [ا] روے معلے جلوہ گر می شود [سمت تحر] یر می پذیرد منہ وام [بہجتہ] سہ

[ہے] عکس حقیقت رخ نیکوے محبت ۔۔۔ محراب طریقت خم ابروے محبت
[گو قتل سے] میرے تجھے کچھ ہات نہ آیا ۔۔۔ [سرخ] آ[گے وفا] سے [تو ہو] اروی محبت
آ دیکھ بہار چمن دیدہ و دل کو ۔۔۔ کیا ہی یہ کھلے ہیں گل خود روے محبت

ادب سے اوسکے قدمبوس ہو جیو قاصد ۔۔۔ جو ڈھب بنے تو بلائیں بھی لیجیو قاصد

خون دل بسکہ رہا آن کے [چم چ]شموں [ہیں] ۔۔۔ پانی پانی ہوں ہیں خجلت سے تو ہم چشموں ہیں
لخت دل جیسے میرے چشمہ چشموں سے بہے ۔۔۔ مچھلیاں [دیکھی] ہوں اس رنگ سے کم چشموں ہیں

ورق ۳۴۵

تسکین در[دل] کو نے آج ہو[نہ کل] ہو　　بے یار بیکلی ہے وہی آ ملے تو کل ہو

مسیح دم میرے بالیں پہ کوئی آتا ہے　　کہ مجھے مردے کو پھر گور سے جلاتا ہے

گرمی غیر جو ہم ٹک بھی گوارا کرتے　　سرد آہوں سے یہ اوقات گذارا کرتے

وحشت

تخلص عزیزے است صاحب مکنت از شاگردان میاں جعفر علی حسرت این ہفت بیت از گفتہای اوست ؎

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر　　اب جگر نکلے ہے خود [دیدہ] ٔ [تر] سے باہر
کیونکے تم گھر سے نہ نکلو گے میاں دیکھینگے　　ہم نکالیں [گے تمہیں لاکھ ہنر] سے باہر

میرے سامنے گر وہ ایک آن ٹھہرے　　تو آنکھوں میں آکر میری جان ٹھہرے
تیری عقل ناصح بتا کیوں گئی ہے　　بھلا ہم تو دل دے کے نادان ٹھہرے
عجب [یہ جنوں ہے] کہ ہاتھوں سے جنکے　　نہ دامن رہے نے گریبان ٹھہرے
کہا میں کہ رونے سے وحشت نہ دیکھا　　جو ایک دم تیری چشم گریان [ٹھہرے]
لگا کہنے میں ضبط کرتا ہوں لیکن　　کہاں تک جگر میں یہ طوفان ٹھہرے

وصال

تخلص برخوردار سعادة [نشا] ن نصر اللہ خان خلف الصدق دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان

ؔ۵ وہ ہی سے ملے ا۔ ا۔

فراق است مدعمرہ وسلمہ ر[بہ] دے نوجوانے است باحلم وبہذب لغائثت سنجیدہ ونہائثت [باادب] در ایام سالف گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد ونبذے از اوقات خود دریں شغل بسرمی برد بالفعل ازیں [سوداء خام بازایستا] دہ بہ پختگی تمام دامن برزدہ تحصیل علوم رسمیہ واستحصال فنون شر [لیفہ میکند و] مشقت بسیار ورنج بے شمار دریں کار استوار میکشد خداش [بمراد] دل وعمر طبعی رسانادو بہ ثمرات دنیوی واخروی بہرہ مند گرداناد ایں دوشعر از واست مدعمرہ وزاد قدرہ ؎

آیینہ گھورنے کو سب سے بڑا لا نکلا
موںہہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا نکلا

گرمی عشق [کا کیا] کیجے بیاں تجھسے وصال
[دل] جلا جسم جلا جیب میں چھالا نکلا

وفا

تخلص مرزا عبدالعلی است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر ومسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی مرد خوش فکر خلیق معلمی پیشہ نویسندہ نستعلیق محبت پذیر شاگرد محمد نصیرالدین نصیر است ایں چار بیت منسوب بوے است ؎

ورق ۴۴۶

[والب] زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا
جسمیں جو انگشت حیرت ہے [سو] پیکاں تیر کا

آپ ریجھا ہے بنا کر تجھکو نقاش ازل
یک قلم نقشہ کھچے کسے تری تصویر کا

وقت رخصت اسقدر یہاں نالہ و زاری ہوئی
اشک کے نالے بہے اور جوے خوں جاری ہوئی

شکر ہے صد شکر ہے صد شکر ہے صد شکر ہے
عشق خوباں [ہیں] وفا تجھسے وفاداری ہوئی

ولی

تخلص سخن سنج شان جلی المشہور بہ محمد ولی است وے عزیزے بود از سکنہ دیار دکن ومریدان شاہ سعداللہ گلشن علیہما الرحمت وا[لغفرا]ن وامرہما اللہ تعالے فی روضات الجنان گویند نسبت تلمذ ہم

بجناب ایشان داشت و در [آخرہا] باستصواب شان ہمت بہ سخن طرازی می گماشت والعلم عند اللہ [تعالے شا] نہ و عظم برہانہ بہرحال باآئینی کہ از قدوہ متغزلان سخن پرداز شیخ شیراز قدس سرہ روبہ غزل از کمتم عدم بمنصہ ظہور جلوہ گر شد تدوین دیوان ریختہ مردف و [مملو] انواع سخن و مشحون اقسام امور [ایں فن از وے] بصفحہ روزگار ثبت افتاد اگرچہ اشعار متفرقہ ریختہ پیش از وے ہم علی اختلاف الروایتین از طبع دُربار بلبل خوش نوائے گلزار قدس عندلیب دستاں سرائے ہمیشہ بہار انس خسرو سخن سنجان طوطی ہندوستان مظہر عشق حضرت اویس محمد کاسہ لیس قدس سرہما و روح روحہما سلطان نکتہ پردازی گیہاں خدیو سخن سازی [قدوہ متغزلان پیشوائے صاحبدلان صو [فی] صافی منش درویش پاکیزہ روش شیخ صاحب درد نہ بادہ حضرات سہروردی بادشاہ قلمرو بے نیازی سعدی شیرازی اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان یا سعدی دکنی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر سخن سنجان ہم ریختہ اما تدوین جملگی انحاء شعر از وے بظہور پیوستہ مختصر کلام [حقش بر جملہ] سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منشی و شیطنت میرخان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں

قطع نظر از زبان دکنی شعر سخش بمرتبۂ اعلیٰ شاعری و سخنش بدرجہ علیا [ے مخنور] ی است قصہ کوتاہ یک صد و دو و چار شعر از اشعار آبدار آں استاد والا [دمی] نگارم منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر ذرۂ عالم [ہیں] ہے خورشید حقیقی
یوں بوجھ کے[1] [بلبل ہوں] ہر ایک غنچہ دہاں کا

آوے گا جب سخن ہیں وہ مایۂ لطافت
شرمندہ اوسکے آگے آب زلال ہوگا

تیری وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعاں
کہ جسمیں مو برابر نہیں اثر ہے اعتدالی کا

بدخشاں ہیں پڑا ہے شور تیرے لعل رنگیں کا
ہوا ہے چین میں شہرا تیرے اس زلف پرچیں کا

---

[1] 'کہ' دو ہر دو نسخہ 'کے' از کلیات ولی مرتبۂ انجمن ترقی اردو'

پھر میری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا — شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

باعث نشۂ دو بالا ہے — حسن صورت کے ساتھ حسن ادا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت — برنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

تخت جس بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا — سر او پر اوسکے بگولا تاج سلطانی ہوا
بیکسی کے حال میں ایک آن میں تنہا نہیں — غم میرا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا[۱]

مستی میں اب محشر تلک کونین کو بسرا[۱] ہے وہ — جو تجھ نین کے جام سوں مد پی کے متوالا ہوا

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق شیدا ہوا — ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں[۲] بے پروا ہوا
پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلی مقصود کوں — جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سے آج — وہ نقش پا جو زینت روے زمیں ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ — دل صد چاک باغ باغ ہوا

جلوہ گر جب سوں وہ جمال ہوا — نور خورشید پائمال ہوا
نشۂ سبزۂ خط خوباں — در پے عالم خیال ہوا

طالب نہیں [کیا] حشر[۳] میں ہووے وہ داد خواہ — جس بے گنہ پہ تیری [نگہ سے ستم] ہوا

۱؎ سے ہولا، ا۔ا ۲؎ سے ا۔ا ۳؎ عشق ا۔ا۔

جسوقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا
ہر ذرہ [تجہہ] جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

خدانے لکھہ پہ تیرے باب حسن باز کیا
قد بلند کو تیرے تمام ناز کیا
مثال زلف پڑی دل کی فوج بیچ شکست
تری نگاہ نے جب آکے ترکتاز کیا

دیکھنا ہر صبح تجہہ رخسار کا
ہے مطالع مطلع انوار کا
بلبل و پروانہ کرنا و لگے تیں
کام تھا تجہہ چہرہ گلنار کا

آیئنہ تجھے ہوکے ہم زانو
غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
تجہہ نگہ سوں بسان شان عسل
دل ہوا گھر ہزار روزن کا

موج رفتار نے تجہہ قد کی صنم
سرو آزاد کون زنجیر کیا

مثل یاقوت خط ہیں ہے [شاگرد]
ساغر مے مدام تجہہ لب کا

کیوں کرے آلودۂ زرجگ منے صید مراد
ہے علم اوپر معطل صورۃ شیر طلا
بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقاں
ہے [مہوس] کے سدا سینے ہیں تدبیر طلا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آج تیرے بھواں کی مسجد نے
ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
گر نہیں راز عشق سے آگاہ
فخر بیجا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کو دیکھوں گا
وقت آیا ہے سرفرازی کا

صحن گلشن میں [جب خرا]ام کیا　　سرو آزاد کوں غلام کیا
وہ بھواں ہمسے کیوں نہوں بانکے　　ماہ نو نے جنہیں سلام کیا

طالب نہیں مہر و مشتری کا　　دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
تو سر سے قدم تلک جھلک میں　　گویا ہے قصیدہ انوری کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بیحجاب اوسکا　　بغیر از د[یدہ]ٔ حیراں نہیں جگ میں نقاب اوسکا

عبث غافل ہوا ہے فکر کر کچھ پی کے پانے کا　　صفا[۱] کر آرسی [دل کی سکندر ہو زمانے] کا
ولی تجکو گنے گے شیر مرداں اپنی مجلس میں　　رہیگا سگ ہو کر دائم نبی [کے آستانے] کا

کیا ایکبات نے واقف مجھے راز نہانی کا　　لکھوں غنچے اوپر حرف اوس دہن کی نکتہ دانی کا
ولی جن نے نہ [پایا] دھاد کو پیتے نونہالاں سوں　　نپایا اونے پھل ہرگز جہاں میں زندگانی کا

ہے فرہاد کے مانند کوہ سبے ستوں میں جبا　　اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

ہوا ہے لالہ بجھ آتش خاموش لب یار　　مرہم نہیں عالم [میں] ولی داغ جگر کا

ترے لب ہیں برنگ حوض کوثر مصدر خوبی　　یو خال عنبریں تس پر بلال اسا کھڑ[ا] دستا
یو خط حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن　　مطول کے معانی کا تمامی مدعا دستا

یو کناری کہو جو ترے لسے زلیخا دشتں نہیں　　سورۂ یوسف کوں کیتا گرد تحریر [طلا]

۱۔ صفا کر دار ستہ دل کے الخ در ہر دو نسخہ

ورق ۲۴۸

کشور دل کو تیرے ناز نے تسخیر کیا
فوج مجنوں کوں تیری زلف نے زنجیر کیا

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقا خود نمائی کا
چڑھا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا

موسی اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا
اوس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

بے رحم نہ ہو غصہ نہ کر بات میری سن
ڈرتا نہیں ایک بات کی سو بات سنا جا

نہیں کوئی سے تا حال میری آہ و زاری کا
کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بیقراری کا

ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن
اے چمن زار حیا دل کے گلستاں میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد
طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ
بسکہ مجھ حال سے ہمسر ہے پریشانی میں
درد کہتی ہے تیری زلف مرے کان میں آ

نجاؤں صحن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجکوں
بغیر از ماہرو ہرگز تماشا ماہتابی کا
نہ پوچھو اب ہوا ہے کم سخن وہ دلبر رنگیں
لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا
پوشیدہ میرے دل میں آتا ہے راز گویا

ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا
سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا
اے ولی دل کوں آپ کرتی ہے
نگہ چشم سرمگیں کی ادا

ہوا ہے سیر کا مشتاق بے تابی سوں من میرا
چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیرہن میرا

گر نہیں ہے خنجرِ بیداد خوباں کا شہید　　دامنِ صد چاک گل کسوا سطے پر خوں [ہوا] ا

[آ] رزوے چشمۂ کوثر نہیں　　تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی　　دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

ولی شیریں زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کوں　　حلاوت فہم کو میرا سخن شہد [وشکر] دستا

ترے جلوے سوں اے ماہ جہانتاب　　ہوا دل سر بسر دریاے سیماب

ملا ہو گلبدن جسکوں اوسے گلشن سوں کیا مطلب　　جو پایا وصل یوسف اوسکوں پیراہن سوں کیا مطلب
ولی جنت میں رہنا [ہی] نہیں درکار عاشق کوں　　جو طالب لامکاں کا ہے اوسے مسکن سوں کیا مطلب

ہر ایک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سے تی　　ہر ایک ساغر ترے نیناں سے ہے سرشار ہر جانب

نہیں ایک عاشق و معشوق اوسکے درد سوں خالی　　گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

سبز چیرا ہے ترا اے سبز بخت　　زہر قاتل ہو گیا دل لخت لخت

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست　　جوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست
تا سر تخ رنگ زرد کرے [اس سبب] یو غم　　دل میں ولی کے مس میں ہے جوں جست کی نشست

بجا ہے گر شہید سرو قد کوں　　بناویں چوب سوں طوبی کے تابو[ت]

لب پہ تیرے کہ روح کا ہے قوت — کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
اے ولی سبزۂ لب دلبر — خوشنمائی میں ہے خط یاقوت

کس کے آگے جا کہوں [فر]یاد اس شوخ کی — ظالم بیداد ہے وہ آفت جاں الغیاث

اعجاز عشق دیکھ کے[۵۱] مجھ نا[توا]ن پر — اوس سخت دل کے دل کوں کیا مہربان آج
کل خط زبان حال سوں آ کر کرے گا عذر — عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تو نے مان آج
اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر — آتا ہے کس ادا سوں وہ نازک میان آج

ورق ۳۴۹

کیا ناز کیا غرور ہے اوس نوبہار ہیں — دیتا نہیں سلام[۵۲] کا میرے جواب آج
آگے تیرے لباں کے کہ ہیں چشمۂ حیات — لگتا ہے آب خضر مثال سراب آج

بہ رنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح — کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح
زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دمساز — صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہائے قدح
اگر اشارۂ ابرو کرے وہ ماہ تمام — ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
خمار حشر سوں کیا غم ہوے پرستاں کوں — لکھیں جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح

کتاب عشق پہ شنگرف اشک خونی سوں — پلک کی کر کے قلم کھینچتا [ہوں] جدول سرخ
کیا ہے دفع مرے دردسر کوں رونے نے — ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
شفق نہ بوجھ کہ مجھ آہ آتشیں نے ولی — فلک کوں جا کے کیا ہے بہ رنگ منقل سرخ

عالم میں جسکے سر پہ گلدستۂ ادب ہے — وہ کیوں کہے چمن کوں تیری گلی کے مانند
سوزن سوں تجھ پلک کی لے نور جان و دیدہ — ہر استخواں میں روزن ہے بانسلی کے مانند

۵۱ کذا در نسخۂ اصل ۵۲ سوال ۱۰۱

نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن پہ — گل ستارہ کریں گل گلاب کے مانند
ترے خیال میں اے بحر حسن دیدۂ تر — ہوے ہیں آپ سراپا حباب کے مانند
ترے فراق میں ہر آہ اے کمان ابرو — گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
نگاہ گرم سوں اوس شعلہ قد نے مجلس میں — کیا [برشتہ] ولی کوں کباب کے مانند

ہمیشہ ہے بہار [سرا]و آزاد — تجھا دے دولت حسن خداداد

دلکو فرحت بخشتے ہے دائم ترے غم کا ہجوم — صاحب ہمت کوں ہے نت کثرت مہماں لذیذ

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر — بیوفائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت طرز تغافل کوں مرے حق میں روا رکھ — اے شوخ مری آہ سے البتہ حذر کر

اے سرو خراماں نہ تو جا باغ میں چل کر — مت قمری و شمشاد کے سو سے میں خلل کر
صنعت کے مصور نے صباحت کے صفے پہ — تصویر بنائی ہے تری نور سوں حل کر
تجھ ابروے خمدار سے ہرگز نہ ٹلے دل — کیوں جاے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر

انکھیاں ہیں یہ خوبان جہاں کی کہ نگیں ہیں — بوٹے نہیں نرگس کے صنم تیری قبا پہ

نہ جانوں خط ترا کس سبب خطا پہ — چلا ہے آج فوج شام لے کر

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر — اگر مقدمہ عشق کو کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں میں محیط — کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

مجکوں بھی اوس شکر لب کی خبر　　حق شکر خورے کو دیتا ہے شکر
ساتھ پردوں میں رکھوں اوسکوں چھپا　　آدے گر انکھیاں میں وہ نور نظر

بلبل شیراز کو کرتا ہوں یاد　　حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
زلف تیری کیوں نہ کھاوے پیچ و تاب　　حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر
رحم کر اوس پر کہ آیا ہے ولی　　درد دل کا تجکوں درماں بوجھ کر

رات کو دیکھا تھا تیری زلف کوں　　دل میں باقی ہے پریشانی ہنوز
اس چشم اشکبار سے میری عجب نہ کر　　سینے کا داغ تجکو دکھایا نہیں ہنوز

فصاحت کیا کہوں اوس خوش دہن کی　　کسی کا وہاں نہیں ہوتا سخن سبز
اگر بجاے 'اوس خوش دہن' 'پستہ دہن' میگفت سبزی سخن می افزود مگر خطاے بزرگاں گرفتن خطا است منہ عفی عنہ

ہوا ہوں بلبل مستانہ نغمہ زن تجھ بن　　ہوا ہوں جوں گل صد برگ باغبان پریش

عشق کے ہاتھ سوں ہوے دلریش　　جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں　　بجھتا نہیں ہے باد صبا سے چراغ گل

ورق ۳۵۰

اے دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے　　بیٹھا ہے آ[فتاب] نکل ماہتاب میں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج　　اوس گلبدن کو اپنے گلے ہار کر رکھوں

لہ کذا ،

اوس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکت
صنعت سے وَلی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

بیاں زلف بدیعی کا ہے سعد الدین کا مطلب
اجھوں تک تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں

جبتک تہ دیکھا تھا تجھے دل بند تھا اوراق میں
تیرے بھواں کو دیکھ کر جزدان چھوڑا طاق میں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں
بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں

ہندوے زلف پریرو ہے پریشانی فروش
بیچ دیوے مجکو سودے میں اگر سودا کروں

رات کو آؤں اگر تیری گلی کوں اے حبیب
زیور لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں

آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے وؔلی
سرو قدکوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

دل ہوا ہے میرا خراب سخن
دیکھ کر حسن بے حجاب سخن

عرفی و انوری و خاقانی
مجکو دیتے ہیں سب حساب سخن

پڑے سنکر اوچھل جوں مصرع [بر] ق
اگر [مصرع] لکھوں ناصر علی کوں

ایدل عقیق لب کے پو آئے ہیں مشتری
مو[تی] نہ بوجھ زہرہ جبیں کے بلاق میں

ہے تر[تـ[1]ـرے] لب سوں اے شکر گفتار
بات کہنا نبات سوں شیریں

فداے دلبر رنگیں ادا ہوں
شہید شاہد گلگوں قبا ہوں

---

[1] "ترے" کی "رے" دونوں نسخوں میں چھوٹی ہوئی ہے۔

مجکو تجھ بن کسو سوں کام نہیں	فکر ناموس و ننگ نام نہیں

ہولے ہے جب سوں تراگل سوار آتش حسن	سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

ہر شعر سے ولی کے عزیزاں بیاض میں	مسطر کے خط کو رشتۂ سلک گہر کرو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو	اپنے عاشق کوں کڑھایا نہ کرو

گل و بلبل کا گرم ہے بازار	اس چمن میں جدھر نگاہ کرو

آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ	کیوں نہ گذرے خیال کچھ کا کچھ
دل بیدل کوں آج کرتی ہے	شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلرو سوں	خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

ہوا ظاہر خط روے نگار آہستہ آہستہ	کہ جوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

گریاں ہے ابر چشم مری اشکبار دیکھ	ہے برق بیقرار مجھے بے قرار دیکھ

لالہ خونی کفن کے حال سوں ظاہر ہوا	بستگی ہے خال سوں خوباں کے داغ زندگی

قلم نرگس کی جب لیکر لکھوں تجھ چشم کی خوبی	ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی　　کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سرسوں ہوش لیجاوے

آج سرسبز باغ و صحرا ہے　　ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
سبب دل رُبائیٔ عاشق　　مہر ہے لطف ہے دلاسا ہے

بولی ہے اہل دل سنے یو بات تہ دلی سوں　　عاشق کا دل بغل میں قرآن ہیکلی ہے

تیرا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے　　طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے

تیری ابرو نے مجکوں قتل کیا　　کیا بلا اوس میں آبداری ہے

کہو زاہد سے جاوے اوس گلی میں　　اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مرے حق میں عنائت نامۂ یار　　مثال شہپر روح الامیں ہے

تیرا مکھ مشرقی حسن [انو] ری جلوہ جمالی ہے　　نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم گلشن طبع دانا دل علی فطرۃ　　زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے

جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے　　اوسے گرد [داب گرداں] یاد آوے

بالی نہیں عزیزاں عاشق کے مارنے کوں　　تا [گوش] کھیچتا ہے [زریں کماں] موتی

نہو ناصح کی سختی سوں مکدر اے دل شیدا　　سدا نقد محبت کا محاسب سنگ ملامت ہے

لہ از کلیات ولی،

جسے عشق کا تیر کاری لگے — اوسے زندگی جگ میں بھاری لگے
تجھ لب و زلف کے تماشے کوں — چل کے آئے ہیں مصری و شامی

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں — جنت سوں بہار کیونکے جاوے

ورق ۱۵۱ب

گر تجکوں ہے عزم سیر گلشن — دروازہ آرسی کھلا ہے

مجھ سوں کیونکر ملیگا حیراں ہوں — شوخ ہے بیوفا ہے سرکش ہے

ہاتھ سوں تجھ غمزۂ خونریز کے — داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

اب [خلاصی] عشق سوں ممکن نہیں — دام دل زلف وو دامی پوشش ہے

صنم مجھ دیدۂ و دل میں گذر کر — ہوا ہے باغ ہے آب رواں ہے

غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے — نگاہ پاکبازاں کیمیا ہے

عشق میں شمع روکے جلتا ہوں — حال میرا سبھوں پہ روشن ہے

دیکھ اوسکی کلاہ بارانی — چاند پر آج ابر آیا ہے

غمزہ و ناز و ادا[1] ہے ناز ہے — ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے

[1] 'ادای نازنیں' کلیات ولی

ساقی و مطرب آج ہیں ہمرنگ　　نشۂ بے خودی دو بالا ہے

آتش شوق زلف سوں تیری　　دل عاشق کباب شامی ہے

آشنا ہی نہیں تو جاتا ہوں　　کیا کروں جی اداس ہوتا ہے
کیونکہ کپڑے رنگوں میں تجھہ غم میں　　عاشقی میں لباس ہوتا ہے

عدم میں تجھہ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر　　اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
ولی تیری تواضع سوں رقیب سنگدل دائم　　پشیماں ہے خجل ہے [منفعل ہے] سخت رسوا ہے

مدت کے بعد دل کی گرمی فرو ہوئی ہے　　شربت ہے میرے حق میں اوس بیوفا کی گالی

زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن اس [سے] اں غم نہیں　　سبزۂ خط دلآرا مرہم زنگار ہے

کیونکے حاصل ہو مجکوں جمعیت　　زلف تیری قرار کھوتی ہے

پہونچتا ہے دلوں کو ہر جاگہ　　غم تیرا روزی مقدر ہے
تجھ بن اے نور چشم محفل دل　　حال مجلس تمام ابتر ہے

نشہ بخش عاشقاں وو ساقی گلفام ہے　　جس کی انکھیاں کا تصور بیخودی کا جام ہے

نہ جانوں کیا بلا لاوگی اوسکے کان کوں لگ کر　　بلائے جان مشتاقاں کہ اوس کا نام بالی ہے
عیاں ہے شاہ بیت عبہری تجھہ چشم جادو سے　　کرشمہ تجھہ بھواں میں معنی بیت ھلالی ہے

یار طناز گرچہ آنی ہے — مایۂ عیش جاودانی سے ہے
آشنا نونہال سوں ہونا — ثمرۂ گلشن جوانی سے ہے
اے سکندر نہ پوچھ آبحیات — چشمہ خضر خوش بیانی سے ہے

ولی مجھہ دل کی آتش پر نظر کر — جہنم کی زباں پر الحذر ہے

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے — غمزۂ خونخوار ظالم بر سر بیداد ہے
آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید — جا نماز زاہد عزلت نشیں برباد ہے

ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی — آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
صورت نارستہ خط سے ہے جلوہ گر — اسقدر چہرہ صنم کا صاف ہے

نکال خاطر فاتر سوں جام جم کا خیال — صفا کر آرسی دل کی سکند[ری یہ] ہے

ہر چند کہ اوس آہوے وحشی ہیں بھڑک ہے — بیتاب کے دل لینے کوں لیکن [بیدھڑ]ک ہے

ہمکو شفیع محشر وہ دیں پناہ بس ہے — شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

مستزاد

اوس شوخ نظر باز کی انداز نگہ کا — گر کام نہیں یو
دیوانہ مرے دل کو کہو کنے کیا ہے — جادو نظراں ہیں

ولا

ورق ۳۵۲

تخلص مظہر علیخاں عرف مرزا لطف اللہ خلف الصدق سلیمان علیخان وداد شاعر فارسی گو است وے مرد حریف ظریف خوش طبع مزاح دوست واقع شدہ از چندے بدیار [شہر] قنیہ رحل اقامت افگندہ گویند در بیولا بکلکتہ ملازم انگریز است این دہ شعر ازاں وے است ؎

ہستی کو خوب دیکھا جاتے ہیں اب عدم کو — درپیش ان دنوں میں یہاں عزم ہے وطن کا

طعنہ مت دے تو مجھے بادیہ پیمائی کا — پوچھ مجنوں سے مزا آبلہ فرسائی کا

ہاتھ اوسکے تو یہ نسخہ بہ از اکسیر لگا — خاکساران جہاں کرنے جو تسخیر لگا

مرغ دل تڑپھے ہے جوں طائر ناوک خوردہ — کس کے مژگاں کا مرے سینے میں یہ تیر لگا

فوج اشک و لشکر داغ و علم ہے آہ کا — دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالی جاہ کا

ایک سے ایک جہاں میں ہے صنم خوب سے خوب — نظر آیا کوئی لیک نہ اپنے محبوب سے خوب

قطرۂ اشک رہے یوں سر مژگاں سے لپٹ — جسطرح اوس رہے خار مغیلاں سے لپٹ

ایک جیحوں ہے کہ پلکوں سے بہا آتا ہے — کیا بلا ہے یہ مرے دیدۂ گریاں کے بیچ

جو برگ گل اوس سینے پہ سمجھے تھے گراں وے
چھاتی [پہ مری دھر گئے] کیوں سل نہیں معلوم

ولائت

تخلص عزیزے است نیک سرانجام ولائت شاہ نام کہ بحسب اظہار [عز]یزاں درویش خوش مزاج باسرور وابتہاج شگفتہ پیشانی نیک زندگانی توکل پیشہ بہ اندیشہ واقع شدہ در نواح قصبہ کول ایام حیات مستعار بسر می نمائد و از اشعارش کہ بسمع رسیدہ ہم بوے فقر و توکل می آمد و در ویشے بود آزاد وضع بہمیں تخلص و نام نہائت خوش طبع و شیریں کلام در جوار خانہ مقبول نبی خاں ورنے بستے اوقات گذاری می نمود و بغائت ہشاش و بشاش زندگانی می فرمود بیشتر اشعار صاف بنام بعضے از نومشقاں مانند میر فضل علی جنوں میگفت و گل گل می شگفت مدتے است کہ رخت سفر بربستہ بضاحہ فرخ آباد تکیہ بستہ رحل اقامت افگندہ ظن غالب کہ ایں ولائت شاہ ولائت ہماں ولائت شاہ ولائت باشد والغیب عنداللہ تعالے شانہ بہر کیف ایں غزل پنج بیتی وے کہ بمن رسیدہ و از مطربہ ہاے شہر شنیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ و خوبی آں بچشم انصاف دیدہ ؎

نہ تنہا یہ تن بلکہ جاں بیچتا ہوں
میں ہستی کی ساری دوکاں بیچتا ہوں

یہ دل مول کرتا ہوں سنیو عزیزو
[یہا]ں اہل دل ہوں میں وہاں بیچتا ہوں

خبر جا کرو کوئی اون عارفوں کو
میں یہ گنج پنہاں عیاں بیچتا ہوں

زمیں آسماں تک سبھی جنس ارزاں
مگر ایک دل کو گراں بیچتا ہوں

ولائت مجھے کون تجھ بن خریدے
پہ میں بھی تو تجھ بن کہاں بیچتا ہوں

وہم

ورق ۳۵۳

[میر] محمد علی نبیرہ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو تخلص میکند [وے از سکنۂ بلد]ۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولت مدار وزیر الممالک است ایں مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے
پر وہم شرط یہ ہے [کہ وہ] لو لگی رہے

حرف الہا

درسطے ایں حرف ذکر دہ شاعر کہ منجملہ آنہا دوکس ہاشمی تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار اینہا
..... شعر است کہ از انہا . . . رباعی واقع شدہ

ہادی

تخلص دوکس بمن رسیدہ تحریر یکے از انہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ وآں دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است
وسے در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر بسیار بہ ترفہ ایام زندگانی بکام
دل بسر می برد و بمصاحبت نواب مغفور و کوتوالی بازار لشکر ظفر اثر آں منتخب الامراء عز امتیاز داشت شاعر دیرینہ
مشق و کہنہ سخن سنج است در عروض [وقا] فیہ دستے دارد بیروں از دیوان مروف کہ مشحون انواع سخن است رسائل
بسیار در علوم رسمیہ اعنی صرف و نحو و فقہ و فرائض و عروض و قافیہ و ما ضاہا با رشتہ نظم کشیدہ و دیوانکے بے نقطہ
و مثلہ نقط دار از وسے بر صفحہ دہر ثبت افتادہ مختصر کلام مردے بزرگ خوش اختلاط پاکیزہ ارتباط شگفتہ رو نیکخو
نہائت سنجیدہ اطوار بغائت پسندیدہ کردار واقع شدہ خداش سلامت داراد کہ بقیۃ [ا] لسلف است
بہر حال ایں بست و پنج بیت از گفتہائے آں حمیدہ خصال است ؎

بسکہ شب وا لکے مقابل [ہیچ و] تاب تا [لہ تھا] — جو نفس گذرا لبوں سے شعلۂ جوالہ تھا
اوس نگاہ گرم کی تاثیر سے گلشن میں صبح — قطرہ شبنم لب گل کے لیئے تبخالہ تھا
کیا خنک باتیں تھیں منع گریہ کی ناصح کہ شب — دامن مژگان گوھر بار ابر ژالہ تھا
رات ساقی نے وہ آتش کی تھی پیمانے میں حل — جس سے ہر لخت جگر ہم بزم داغ لالہ تھا

ق

ایک دل تھا سامنے مژگاں کے جسکے ہر طرف — کیا ہجوم خنجر و شمشیر و تیر و بھالہ تھا
اوسطرف یہ کر و فر اوسکی بضاعت میں فقط — بے اثر ایک آہ تھی یا بے تصرف نالہ تھا

طرفہ عالم سوز آتش تھی تیرے گھر پر محیط　　کہہ تو ہادؔی برق تھی یا ترکتاز نالہ تھا

وہ اشک گرم ہے دمساز دیدۂ تر کا　　کہ باندھے ہر مژہ پر آشیاں سمندر کا
وہ دل کہ تھا نہ کبھو یاد گرم سے واقف　　بنا ہے بزم میں تیری سپند مجمر کا
برس کے کھل گئے بادل اوتر چلے دریا　　ولے گھٹا نہ کبھو زور دیدۂ تر کا
چمن میں ہادؔی نازک مزاج جب آیا　　لیا جنوں نے رگ گل سے کام نشتر کا

کار دیں اوس بت کے ہاتھوں ہاے ابتر ہوگیا　　جس مسیحا نے اوسے دیکھا سو کافر ہوگیا

ہادؔی پہ نہ کی تو نے کبھو بندہ نوازی　　کیا تیری خدائی کو صنم یاد کرے گا

ایدل اب دیتا نہیں وہ داد یہ کیا ہوگیا　　آج کچھ سنتا نہیں فریاد یہ کیا ہوگیا
رک گیا دل اوسکا جب تصویر تیری کھینچ لی　　رکھ قلم کہنے لگا بہزاد یہ کیا ہوگیا[1]

لگے تھے تیر نگہ بسکہ ہادؔی اس دل پہ　　رہا نہ نام و نشاں مطلق اس نشانی کا

جو [لالہ] اس چمن میں بلبل عدم سے آیا　　پیغام خونچکاں ہے خاک آرمیدہ گاں کا
اوس زلف پر سمجھکر کیجو دراز دستی　　اے شانہ اسمیں دل ہے حسرت کشیدگاں کا

اب کسی سے نہ چاہ کیجے گا　　نہ کسی دل میں راہ کیجے گا
جب تلک دم میں دم ہے [شل] نے　　نالہ ہی سر براہ کیجے گا
اپنے بندوں پہ اے بتو للہ　　مہر کی ایک نگاہ کیجے گا

ورق ۴۴ ۳۵

---

[1] در مصرع اول چیزے ہست فافہم (منہ)

مت پوچھ فریبندہ تیری زلف ہے یا خط ‏ ‏ ایک آفت نو زلف ہے ایک تازہ بلا خط

ماہ کہاں وہ رو کہاں غنچہ کہاں وہاں کہاں ‏ ‏ مشک کہاں کہاں وہ زلف سنبل گلستاں کہاں

تو اون لوگوں سے ملتا ہے کہ جن سے مجکو عار آوے ‏ ‏ مری اور تیری دیکھیں کس طرح صحبت برآوے

کچھ فرق نہیں کعبہ و بتخانے میں ہادی ‏ ‏ یک منزل مقصود کوئی راہ کسو کی

ہاشمی

تخلص دو کس می شناسم

اول

ہاشمی سپاہی نیک دین صاحب یقین خوشخو کشادہ رو از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ نام نامیش بر صفحہ خاطر فاتر این احقر نماندہ و از مدتے تفرقہ این دیار و بیرا بطرفے از اطراف عالم افگندہ این دو بیت وے گفتہ

نشے نے میکشوں کے کیا فلک پر سر اوٹھایا ہے ‏ ‏ کہ بادل ہو سیہ مست اب چمن میں جھوم آیا ہے

مجھے تھا دھیان زلفوں کا کہ وہ خورشید رو آیا ‏ ‏ خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہے

دوم

سید زادۂ سعادۃ التیام میر ہاشم علی نام نیک خصلت پاکیزہ خو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ نیز فہم طبع رسا از شاگردان سر امد شعرائے فصاحت انما مرزا محمد رفیع سودا این چند شعر از طبع زاد ہائے اوست

میرا سو یار اوس تک نامہ پر آرزو پہنچا ‏ ‏ اودھر سے پر جواب صاف پہنچا جب کبھو پہنچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا سنبل کی نکہت سے ‏ ‏ مشام آرزو میں تو کسو کاکل کی بو پہنچا

اگر حاکم تلک وہ شوخ با روے نکو پہنچا
یہ دعوے سب کے باطل محکمے ہیں ہاشمی ہونگے

آہ و نالے کے دو مصرع جو کیئے ہیں موزوں
صاحب درد اوسے شعر فغانی سمجھا
وہ برہمن بچہ افسوس کہ اے ہم نفساں
قصۂ درد میرا رام کہانی سمجھا

ہاتف

تخلص عزیزے است نیک فرجام مر[زا] احمد نام کہ در روشن پورہ حضرت دہلی بجوار مزار فائض الانوار زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ مسکن داشت مرد درویش وضع شوخ طبیعت اما نیک طینت بود مدتے است کہ بدیار شرقیہ رفتہ خدا داند کہ کجا است و بچہ عنوان ایام بسر می برد این مطلع از وست

ع خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ ہاں رہے گا
ایسے ہیں اگر ملیے تو احسان رہے گا

ہدائت

تخلص سخن سنج [رو] شن زبان ہدائت اللہ خان افغان است عفی اللہ تعالے عنہ وعن [سائر المسلمین] درسلک تلامذۂ دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق ایماے بہ [نسب آں] خان فتوہ نشان غفرہ اللہ المنان رفتہ اعادہ آں لطائف انگاشتہ بہ تحریر برخے از اوصاف حمیدہ و ترقیم نبذے از اخلاق پسندیدۂ آں مغفور و مبرور عنان کمیت قلم واقعہ رقم منثرخی بیسازم وے بزرگے بود درویش دل بخدا مشتغل سالک راہ خدا آگاہ مسکین نہاد والا نژاد سراسر حلم سر بسر حیا یکسر مہر یکقلم وفا نیک محضر پاکیزہ سیر محبت پرور مردم گستر صاف دل یکرو صافی طینت فرخندہ خو نہ بر دل کس از وے غبارے نہ بفخر احدے اورا عارے تا من ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ از وے کسے رنجیدہ یا بدل کس از وے نقش آزارے رسیدہ فصاحت کلامش [مستغنی] البیان است و بلاغت سخنش بے پروا از تبیان روزمرہ

ورق ۳۵۵

زبان اردوے معلے کہ بد[ستش] افتادہ بکسے کم دست بہم دادہ مہارۂ گفتگوے ریختہ کہ بہ سہمش رسیدہ
درشعر احدے ایں احقر ندیدہ دیوانے مملو انواع سخن نہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار یادگار گذاشتہ و
بیرون ازیں مثنویات چند خورد و بزرگ دارد کہ دراں علم سخنوری برا[فر]اشتہ و رسالہ مسمی بہ چراغ ہدایت
کہ بوے عرفان ازاں بدماغ صافی طینتاں میرسد و اشعار فارسی اساتذہ سالفہ و شعرہاے ریختہ ریختہ طبیعت
نیک طویت خویش آں درویش خدا اندیش مندرج ساختہ بر[اجز]اے چند برنگاشتہ و اکثرے را
از نکتہ سنجان ہندی زبان نسبت تلمذ بدو است و ایں خوشہ[چین] خرمن اہل سخن منجملہ فیض اندوزان
اوست از چندے دل از جہان فانی برکندہ [بسر]اے جاودانی رحل اقامت افگندہ خدایش رحمت
کناد و بجوار عنایت خود مسکن دہاد ایں . . . بیت از گفتہاے آں استاد فن و سرکردہ اہل سخن است

سہ   تیرے بھی عشق میں کیا کیا ہیں دلستاں دیکھا   جو کچھ خدا نے دکھایا سو ہاں میاں دیکھا

در نعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خطاب در حضور گوید سہ

اے عالم امکاں کو شرف ذات سے تیری   اے تیرے سوا کون مکیں کون و مکاں کا

بیدار او سے خواب عدم سے کیا مجھے   یارب برا ہو ہستی خانہ خراب کا

جیسے کہ زلف سیہ نے تری ڈسا ہوگا   غرض وہ مر ہی گیا ہوگا کیا جیا ہوگا
بھلا بتاؤ مری جان کچھ ہدایت سے   تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو   کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

گر عشق کی آتش ہے تو گلزار کے مانند   گھر اپنا جلا دیکھ مری جان تماشا

اپنا تو ایک دل تھا سو بیگانہ ہو گیا   کیونکر [کسی کے ہوتے] ہیں دو چار آشنا

کیا ہے خون جو مستوں نے آبگینے کا   ہوا ہے بزم میں کیا خوب کام مینے کا

سہ کذا ؎

نہ پیو[ے] خضر پلاوے اگر جو آب حیات — مزا پڑا ہو جسے خون دل کے پینے کا

بتاں سے فائدہ اے یار دل لگانے کا — خدا سے کوئی کسو کو نہیں ملانے کا
کبھی کو چھوڑ سر زلف راست کہہ مجسے — یہ کچھ سبب بھی بھلا پیچ و تاب کھانے کا

مرید ہوں میں تری چشم کے گھرانے کا — پہ تجکو ننگ ہے ابتک مرے گھر آنے کا

وصال دل کو ہدایت فراق آنکھوں کو — نہیں شریک کسو کے کوئی نصیبوں کا

یہ تیر عشق دل کے تو اُب پار ہو چکا — ہونا جو کچھ کہ تھا سو مرے یار ہو چکا

میرے

[اد]اُدا ناز سب کرتے [تے] ہیں خوبان جہاں لیکن — [یہاں] یہ بھی کوئی ڈھب ہے کسو کے جی جلانے کا

کیا حسن سے اپنے آگاہ اوسکو — الٰہی ہو خانہ خراب آرسی کا

ابرو و چشم بتاں کو بھی ہدایت عشق ہے — جس جگہ مسجد [بنی] ساتھ اوسکے میخانہ بنا

ہزار ہو تو مری جان عاقبت دل ہے — یہ آینہ نہ ہو کوئی بلا سے ٹوٹ گیا

ورق ۳۵۶

آتش سے داغ دل کے سراپا تو جل گیا — گلزار پھولے کیا کہ بدن سارا پھل گیا
اللہ رے انکھڑیاں کہ جنھیں دیکھ بزم میں — شیشے کا پاؤ مستی سے اکثر نکل گیا

ایسا ہی جو دل خفا کرے گا — جی لے گا اور کیا کرے گا

سلہ نیک ۱۰۱۰ . ۵۲ کذا

دل کی گھنڈی تو کھول پیارے　　　اللہ ترا بھلا کرے گا

کچھ دن بدن ہے حال ہدائت ترا بتر　　　کیوں میری جان کیا تجھے آزار ہو گیا

بزم بتاں میں جسدم ہم بیٹھتے ہیں جم کر　　　اوٹھتے نہیں وہاں سے دستور ہے ہمارا
زلفوں کو چھوڑ اوسکی جاویں کدھر ہدائت　　　آئی ہے شام سر پر گھر دور ہے ہمارا

کچھ زرد ہو گیا ہے ہدائت تو [ان دنوں]　　　ایسا یہ کس کی چشم کا بیمار ہو گیا

کر جاویں اہتو مار سیہ کو بھی زہر مار　　　زلف سیہ نے ہم کو بلا نوش کر دیا
مجلس میں اوسکی رات ہدائت میں سوز دل　　　یہاں تک کہا کہ شمع کو خاموش کر دیا

کوئی پھرا [ہے] ملک عدم سے نہ اب تلک　　　پایا جہاں کسو نے کچھ آرام رہ گیا
ہیں پختہ مغز سنگ حوادث سے پائمال　　　آفت سے بچ رہا جو ثمر خام رہ گیا

ہوا دل پر اپنے جو منکشف تو چراغ کشتہ سے یہ سخن　　　دیا اوسنے اپنے تئیں مٹا کہ خدا نے جس کو بڑا کیا

اہتک بھی تجکو دل کی ہدائت امید ہے　　　چھوٹا ہے دام زلف کا کوئی پھسا ہوا

کوئی بھی چشم ہدائت ہے اشک سے خالی　　　بھرا ہو[ا] ہے یہ ہر یک حباب میں دریا

یاد میں کس کی آہ ساری رات　　　[د]رد دل سے میں بیقرار رہا

خفاش چشم آپ ہیں مردم و اگر نہ مہر　　اب اور اسے زیادہ کرے گا ظہور کیا
سچ کہیو ہم بھی زہد و عبادۃ کیا کریں　　زاہد ملیں گے خلد میں غلمان و حور کیا

اوس ماہ رو کو دیکھنے پایا نہ ایک دم　　قسمت اولٹ گئی کہ میرا دم اولٹ گیا

ٹکڑے پڑے ہیں گل کے جگر کے ہزار ہا　　شبنم نے ظاہرا اسے ہیرا کھلا دیا
دکھلا کے اپنی غنچہ و گل میں چٹک مٹک　　بلبل کو چٹکیوں ہی میں دیکھو اوڑا دیا

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا　　کارخانا ہی وہ سب عشق کا برباد گیا
چشم الفت تھی مجھے تجھسے تو اے طفل سرشک　　ہاے دنیا سے تو لڑکے یوہیں ناشاد گیا
یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا　　روٹھ [کر گھر] سے یہ لڑکا خضر آباد گیا
یہ ہدائت سے بنا ریختے کی تھی قائم　　حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

دیتے ہیں کس کو بھر کے یہاں خون دل سے جام　　قسمت سے اپنی دیدۂ خونبار مل گیا

دل سے آہستہ گذریو تو ذرا آہ جگر　　زخم سینے کا کہیں ٹوٹ نہ جاوے ٹانکا

موجب اس [اپنی] پریشانی کا بخت شوم تھا　　زلف کے یوں پیچ میں پڑنا کسے معلوم تھا

خط کو دیکھا آئنے میں تونے کچھ خانہ خراب　　حال میرے دل کی بیتابی کا سب مرقوم تھا
چشم سے گرتے ہی ناپیدا ہوا طفل سرشک　　کچھ [نہ د] یکھا اوسنے دنیا کا [عجب] معصوم تھا

ہر ایک سنگ ہدائت مجھے تو کعبہ ہے　　بتوں ہی [سے] جو پھرا بس تو بس خدا سے پھرا

انتہا ہی نہیں کچھ [طرز] جفا کاری کا　　یہ بھی شیوہ ہے میاں کوئی دل آزاری کا
سر بینا ہی کی ہے [و] خشت رز تجھکو قسم　　کوئی دیکھا ہے جواں اوس کی طرحداری کا

صبا شبنم بھی آتش پہ گویا روغن چھڑکتی تھی　　کہ جوں جوں دامن [گل] کو ہلاتے تھے بھڑکتا تھا
خبر ہے تجھکو اے صیاد وہ تھا مرغ دل میرا　　[تیر] ی [پھٹکی] میں کوئی جانور بھی کل پھڑکتا تھا

ورق ۳۵۷

سنگ سخت سے آتی ہے مرے [دل] پہ شکست　　کتنا نازک ہے کہ ٹوٹے ہے صدا سے شیشہ
بادۂ عشق سے معمور سدا رکھ دل کو　　خالی رہتا ہے تو بھرتا ہے ہوا سے شیشہ

خط سے عارض کو سیہ فام کیا　　کسو کی آہ نے کیا کام کیا
قصۂ غم تو میں چھیڑا ہی نہیں　　ابھی سے آپنے آرام کیا

جی میں تھا درد دل کہوں اوسے　　کیا کہوں کچھ مجھے حجاب آیا

وقت خاص اپنے میں یا حضرت دل　　کچھ مرے حق میں دعا کیجے گا

یہی صورت ہے گر تیری پیارے　　ایک عالم فقیر ہووے گا
خاک پر لوٹتا ہے طفل سرشک　　یہ بھی لڑکا شریر ہووے گا

آغاز ہی [میں] خط کے ہوا کام ہمارا　　کیا جانیے کیا ہووے گا انجام ہمارا

رکھ شیشۂ دل کو تو ہدایت تو سنبھالے　　اے یار کسو کو کہیں الزام نہ دینا

جوں رنگ پریدہ تیرے موںہہ پر — رنگ شب ماہتاب دیکھا
اے گریۂ چشم تیرے ہاتھوں — نت خانۂ دل خراب دیکھا
ور دو نہ جام مے سے ہم نے — ہر ذرے میں آفتاب دیکھا

آنکھوں میں ہے تیری وہ نشہ جلوہ گری کا — شیشے میں جھمکتا ہے گویا رنگ پری کا
کیا کیجے بیاں اوس لب شیریں کی حلاوۃ — آتا ہے مزا خال سے وہاں تلشکری کا

لیتے خال ہے بوسہ میں
مزا اُس شکری کا

گر دل دیا بتاں کو ہدائت میں اپنا شوق — کچھ عاشقی کے بیچ کسی کا اجارہ تھا

کیا ہی کل آیا نظر ایک چار دہ سالہ صنم — جس کا لعل لب گویا جام مے دو سالہ تھا

ہوا کیا ہم کو اس ہستی سے جوں نقش نگیں حاصل — وجود ناقص اپنے کو مگر ایک نام د[ھرا] نا تھا
ہدائت کی ہیں سیر قطب اشک و چشم و مژگا[ں] سے — ایدھر امرائیاں تھیں اور اودھر تالاب و جھرنا تھا

دل تو اپنی [بیکسی] پہ ہر گھڑی روتا ہے کیا — یاد مولے کر و دانے دیکھ تو ہوتا ہے کیا
شیخ سے شیطان یوں کہتا ہے اپنے فخر میں — جسکے دادے کو دغا دی اوسکا یہ پوتا ہے کیا
اے ہدائت کچھ بھی رکھتا ہے اگر عقل و شعور — مل کے ان یاروں سے تو اوقات [کو] کھوتا ہے کیا
موںہہ جو پھیرے آشنا سے اوسکو انساں مت سمجھ — رخ کو ٹک معکوس کر کے دیکھ لے ہوتا ہے کیا

کچھہ جو جی پر آ بندھا زلف پریشاں کا خیال — کیوں ہدائت کیسا ساری رات میں رویا[۱] کیا

جب ہی[۲] زباں پہ یار ترا نام آگیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا

۱؎ روتا رہا ۱۰۱ ۔ ۲؎ سے ۱۰۱ ۔

اشک بے تاب نہیں دیدہ[ٔ] تر سے نکلا　　کوئی لڑکا ہے کہ وہ روٹھ کے گھر سے نکلا
سمجھیو لال مرے اسکو نہ تو لعل و گہر　　یہ وہ آنسو ہے کہ صد خون جگر سے نکلا

شعلۂ آتش دل آہ بجھایا نہ گیا　　راز دل گو کہ چھپایا پہ چھپایا نہ گیا

ق

ایکدن میں نے کہا مکھڑا ذرا مجکو دکھا　　دل مرا مدت سے ہے مشتاق تیری دید کا
کہنے لگا اے ہدایت تو دوانا ہے مگر　　چشم کے حق میں مضر ہے دیکھنا خورشید کا

نہیں تم سے تو کچھ پردہ بتاں آئینۂ دل میں　　کرم کرتے تو ہر صورت سے یہ تو آپ کا گھر تھا

او[س] بت کافر نے بھی کیا کیا مجھے حیراں کیا　　غارۃ دل غارۃ جاں غارۃ ایماں کیا
ایک عالم [کو] ڈبویا آہ اشک چشم نے　　کام اس لڑکے نے بھی دیکھو تو کیا طوفاں کیا
زخم دل پر کیا ہی چھڑ[کا] خندۂ لب سے نمک　　خوب میرے درد کا تم نے میاں درماں کیا

ورق ۲۵۹

نو بہار آئی مبارک ساقیا گل کی ہوا　　بخت غنچوں کے کھلے او[ر پھر بند] ھی گل کی ہوا
شاخ گل [پر] بیٹھتی ہے کس طرح سے پھول پھول　　آج دیکھا چاہیئے گلشن میں بلبل کی ہوا
آہ کے شعلے سے اوٹھتا ہے ہدایت دود دل　　کس قدر دلمیں بھری ہے زلف و کاکل کی ہوا

اے ہدایت کچھ دوانا سا یونہیں بکتا ہے وہ　　کس کی چشم پرفسوں نے میر کو افسوں کیا

مثل حنا گلوں کا یکدست اوڑ گیا رنگ　　انداز تو نے دیکھا بلبل مری فغاں کا
رہتا [ہے] ذکر ہردم نام خدا زباں پر　　تجکو بھی اے ہدایت کچھ عشق ہے بتاں کا

ہمارے آہ و نالے میں اگر کچھ بھی اثر ہوتا تو اتنا کیوں ہمارے حال سے وہ [بیخبر] ہو[تا]
[فلک] کرتا تو ہے تو فخر اپنی ذات قدسی پر حقیقت بندگی کی جانتا گر تو بشر ہوتا

وصل کی اے ہدائت اب کسکے رہی ہے آرزو حالت ہجر میں ہی یہاں اپنا وصال ہو گیا

یہ تمہاری بات خو[ش] آئی ہدائت کو بجاں پھیر مونہہ پر ہات بتلاؤ بھلا جی بھوت خوب

دیکھ آمد عشق کی کہتے [ہیں] یوں عقل و شعور جلد ہو جاؤ خبردار او میاں آتے ہیں آپ

فریاد دل سے اشک رواں ہیں گجر کے وقت چل نکلے ہیں غریب مسافر سحر کے وقت

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات روتے ہی روتے گذری ساری رات

یہ کس کے چہرۂ گلگوں سے یارب اوٹھ گیا گھونگٹ کہ فوج [صبر و طا] قت کھا گئی یکبار گی گھونگٹ
پڑا ہے ملک دل ویراں بغیر از اشک گلگوں [کے] کہاں [ہے] ب وہ موتی ہٹ کدھر ہے اب وہ گمبیر ہٹ
محبت میں تری پیارے کہوں کیا کیا ہیں درد اپنا اودھر وہ دل کی بیتابی ایدھر یہ جی کی گھبراہٹ

درد دل کہنا تو تجسے یار جانی ہے عبث جو نہ سمجھے اوس کے آگے شعر خوانی ہے عبث
گر نہو دل میں ہدائت عشق سے جوش خروش زندگانی محض لاحاصل [جو] انی ہے عبث

اوس بے نشاں کی شاں میں ہے گفتگو عبث محنت عبث تلاش عبث جستجو عبث
مجکو تو ہے جنوں اسے سودا ہوا ہے کیا ناصح کرے ہے جیب کو میرے رفو [عبث]

---

[1] یہ مصرع صاف نہیں پڑھا گیا

شربت دینار دیجے یا اوسے مغز فلوس ق — ہو سکے تو کیجئے دنیا میں مفلس کا علاج

اے طبیبان جہاں تم پاس ہے سب کی دوا — عافیت کرتے ہو تم ہر روز جس تس کا علاج

چند مدت سے ہدایت کو بھی [ہے] آزار عشق — ہو سکے یارو بھلا تم سے بھی کچھ اسکا علاج

جہاں سے اوٹھ گئے اشراف رہ گئے سو پو لاج — غرض کہ مر گئے گھوڑے ہوا گدھوں کو راج

کس کے دہن کا وصف کیا تھا کہ اب تلک — آتی ہے بو گلاب کی میرے دہن کے بیچ

چشم انجم سے رو گئی صبح — کلفت دل شب سے دھو گئی صبح

تار رگ گل میں شبنم زار — موتی سے گویا پرو گئی صبح

مانے سے ہے مرا کہا تو اب مان — کیا فائدہ جبکہ ہو گئی صبح

کٹتی [ہی] نہیں یہ ہجر کی شب — یارب آج سو گئی صبح

جل گیا اور دم [نما] را شمع مجلس کے حضور — جی سے خوش آئی ہمیں یارو یہ پروانیکی طرح

غیر جاں فرسودگی آسودگی جگ میں کہاں — کیوں ہدایت چلیے اب بس دیکھ لی یہاں کیطرح

ہدایت اوسکی [گلی میں] یہ کیا خجالت ہے — کہ صبر بے ادب و نالہ و فغاں گستاخ

ورق ۳۵۹

کب وصل کی دل سے جائے [امید] — [آخر] دنیا ہے جائے امید

چھاتی کے تیری کھل گئے جب میری جان بند — آئینہ [ساز کر] گئے اپنی دکان بند

دہن یار ہی کا دھیان سدا رہتا ہے — کس قدر اپنی طبیعت [بھی] ہے دشوار پسند

بوسہ لبوں سے لیکے پھر آنکھوں کو چومیے — شیریں [کے بعد] ہے نمکیں بیشتر لذیذ

یاد آتے ہی زلف کے ہے قہر — پھر گئی دل پہ سانپ کی سی لہر

فوج غم امڈے ہے یوں دل پر کہ جوں کالی گھٹا — ساقی ایسے وقت میں کچھ جامداری ہے ضرور

بادۂ عشق سے رکھ شیشۂ دل کو معمور — بے خبر مرگ ہوتا شہد و شکر سے بہتر

گر مے نہیں خون [دل] پیا کر — بیکار مباش کچھ کیا کر
گر شبنم و گل سے کسب عبرت — گر کوئی ہے تو رو دیا کر
کیا غم ہے جو مر گیا ہدایت — صدقے تیرے ہیں تو جیا کر

چشم کو کھول دید عالم کر — جام کی طرح بیٹھ تو جم کر
چرخ نیلی ہے خانۂ ماتم — گر ہے محرم تو نت محرم کر
کون کہتا ہے بس کر ابر مژہ — جتنا چاہے برس ولے تھم کر

رقیب دیکھ ہمیں کیوں نہ دور سے بھونکے — کہ ہے محلے میں اپنے ہر ایک کتا شیر

آئینہ وار اوس کے ہدایت ہے روبرو — [دیدار] ہے پہ کچھ نہیں دیدار کی خبر

خورشید بہت اپنے تئیں کھینچتا ہے دور — ذ[ر]ہ نمود تو بھی ہو آ پشت بام پر

۵ "کتاب" در نسخۂ اصل

گلرو میرا وہ مجسے ہدائت اگر [ملے]　　چادر چڑھاؤں پھولوں کی تیرے مزار پر

خواہ ناخواہ ہیں کچھ یوں اوٹھوں گا مونہہ [سے]　　مثل طنبور] رتوبہ [و] قت مجھے بار نہ چھیڑ

گلذار جہاں بھی ہے کوئی طرفہ تما[شا]　　[جلوہ یہ سب] اوس کا ہے کہیں سرخ کہیں سبز

برجا ہے جو کوئی کھائے افسوس　　ا[حوال میرا ہے جائے] افسوس
ہم مرگئے پہ ہدائت اوسنے　　اتنا نہ کہا کہ ہائے افسوس

تیرے قدم ہیں سر پہ میرے گر کرے کرم　　پشمینے سے کیا ہے ہیں بالاء [با] م فرش

اوٹھے ہے دل سے فغاں چشم سے ہے اشک رواں　　جرس اگرچہ ہے نا[لاں] پہ کارواں خاموش

بیساختہ دل کو دلسے ہے راہ　　اپنے نہیں اختیار اخلاص

حب ہے یا ہے بغض دلمیں محض تیرے واسطے　　ورنہ کیا ہمکو کسی کے مہر و کینے سے غرض

یہ جراحت عین راحت ہے مجھے　　[کر] نہ زخم دل سے مرہم اختلاط

حق تعالے انہیں دنیا میں رکھے خوش خورم　　کیا ہی کرتے ہیں مجھے دیدۂ گریاں محظوظ

متصل ابر مژہ سے [ہوے] قطرات شروع　　بے طرح اب کے ہوا موسم برسات شروع

کیا سرکشی کرے کوئی یہاں اتنی زیست پر — ہوتے سحر کے مٹ ہی گیا سب غرور شمع
سرکو کٹاسے پر نہ کہے سرّ دوست کو — دیکھا تو اپنے بتؔ[۱] (؟) سے ہے باہر شعور شمع

آنکھ اوٹھا کر دیکھنا ہرگز نہ عاشق کی طرف — اے بتاں اللہ رے چشم تغافل کا دماغ
ایک دن زلفوں سے تیری اونے کی تھی ہمسری — چھڑ گیا دیکھا نہ آخر تونے سنبل کا دماغ

ہے دلیل جادۂ گم گشتگاں نقش قدم — کس طرح معلوم ہو یارب ہمیں دل کا سراغ

برجا ہے مجکو سرو چراغاں اگر کہیں — سوز جگر سے ہے میر[ے] ہر[مو]ے تن چراغ
آیا تھا کون بزم میں سب جس کے روبرو — خاموش شمع بزم [تہی ہے] دہن چراغ

کیا دیکھتے ہو غیر کو ادھر کرو نگاہ — ہر ایک جا پہ خوب نہیں امتحان [تیغ]

[چشم]ک زدن میں ہو گئی آخر بہار حیف — نے گل رہا چمن میں نہ بلبل ہزار حیف

[د]لفگار ا[تنا] ہے کیوں تو شانۂ گیسوے یار — میرے دل کی سی طرح تو بھی ہے کیا نخچیر زلف
اے ہد[ا]ئت [صبح تک یک] لخت میں روتا رہا — رات کو کچھ آ گئی تھی درمیاں تقریر زلف

بجا ہے گر ہو[وے] سرمۂ چشم اہل بینش غبار عاشق — کہ طور موسیٰ سے کچھ نہیں کم یہ سنگ لوح مزار عا[شق]

نہیں کچھ کام اوسکو جنت سے — جو ہے دیدار یار کا مشتاق
عجب نہیں کہ میری خاک پر نسیم بہار — گذر کرے تو کرے وہ بھی ایک بار عرق

ے۱ کذا در ہر دو نسخہ،

جوں شمع نہ پوچھ حال دل کا — پہچی ہے کارد استخواں تک

جو اہل زر ہیں اون کی بھی خاطر نہیں ہے جمع — اوراق گل بھی دیکھے پریشان آج کل

بند جامے کے ہیں وا پیچ ہیں [پگڑ] ی کے کھلے — یارو تم دیکھتے ہو اوس بت خونخوار کی شکل

صبحدم [باغ میں جاکر یہ] پکاری بلبل — اے مرے گل تو کہاں ہے ترے واری بلبل
شاہدان چمن حسن اوسے کچھ نہ کہو — آفت عشق کی ماری ہے بچاری بلبل
صحن گلشن کو جو دیکھا تو پڑا ہے سونا — باغ جنت کو مگر آج سدھاری بلبل
نالہ ہے درد ہے فریاد و فغاں زاری ہے — تیرا منصب ہے مگر ہیچ ہزاری بلبل
عاشق زار کے ہیں ہم تو ہدایت عاشق — طائر روح سے ہے ہم کو پیاری بلبل

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں سب سے تو بیگانہ ہے — باوجود اسکے تجھی کو آشنا رکھتے ہیں ہم

کشتۂ غمزۂ صد نرگس عیار رہتے ہم — شوخی و ناز کے سوجی سے خریدار رہتے ہم
ایک طرف ہم بھی پڑے رہتے چمن میں جوں خار — باغباں کیا تیرے اتنے بھی نہ درکار رہتے ہم
تم نے گر قتل کیا ہم کو بہت خوب کیا — ہاں میاں سچ ہے کہ ایسے ہی گنہ گار رہتے ہم

شب کو کہتے ہیں ہو گیا یار — یہ بھی قسمت کہ سو گئے ہم
روئے گل کی کچھ فقط بلبل نہیں نظارہ باز — رکھے ہے گلشن میں ہر یک [رخنۂ] دیوار چشم
آرسی سا ہے [مکھ] ترا روشن — چشم بد دور چشم ما روشن
اے ہدایت شب جوانی کا — [کچھ ہوا تجھ پہ ماجرا] روشن
صبح پیری ہوئی نمود آخر — چل مسافر کہ دن ہوا روشن

اشک گلگوں جیب و دامن پر مرے غلطان ہیں　　اس زمانے کے تو لڑکے بھی کوئی طوفان ہیں

زلف پھرتی ہے یوں مرے دل میں　　جیسے لیلیٰ پھرے ہے محمل میں

کر جاؤں میں جہاں سے جو یا رب سفر کہیں　　یہ بیکسی مری نہ پھرے در بدر کہیں

ہم یہاں باندھتے ہیں اپنے ہی نزدیک خیال　　اور وہ [ہا] ں اوسکے خدا جانے کمر ہے کہ نہیں
ایسے ظالم سے جو ملتا ہے ہدایت سنتو　　اپنی کچھ جان کا بھی تجکو خطر ہے کہ نہیں

ہیں خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیاں　　پیش آتی ہیں [وہی باتیں] جو ہیں پیش آنیاں
گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خموش　　ہم دوانوں کی بھی ہیں باتیں سبھی دیوانیاں
میرے ہی سر کی قسم تجکو ہدایت سچ بتا　　کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیاں

غرض جب وحشت دل نے مچایا رنگ صحرا میں　　مری صحبت سے جی مجنوں کا آیا تنگ صحرا میں

خورشید رو نے جس گھڑی آنکھیں دکھائیاں　　مہتاب کے بھی پھر گئیں مونہہ پر ہوائیاں

یہاں تک عیاں ہوا کہ نہاں ہو گیا ہے یار　　ہے پردۂ ظہور ہدایت حجاب حسن

روداد شب فراق مت پوچھ　　بارے [مرمر] کے میں جیا ہوں
الفت نہیں ہوتی ایک طرف سے　　تو چاہ مجھے میں تجکو چاہوں

اب کوئی جیتا رہیگا سو وہ پھر کھیلے گا پھاگ　　جو جفا میں یار کی ہو[نی] تھیں ہم پر ہولیاں

ہوا ریشِ درازِ شیخ سے معلوم یوں ہم کو کہ یہ زاہد بھی ایک پولے تلے گذران کرتے ہیں

ورق ۱۶۱ ر

ر گاہ جیتے ہیں گاہ مرتے ہیں ہم بھی دنیا میں زیست کرتے ہیں

ایسا ابھی تو میں نہیں ہوں دل جو [اپنا] مفت دوں آپ نے دیوانہ سمجھا ہے مگر میرے تئیں

سنگ دیر و کعبہ میں پاتا ہوں اپنے لعل کو کچھ تو ہے بارے جواہر کی نظر میرے تئیں

ق

کیا کہوں تجھسے حقیقت شب کی میں اے ہمنشیں بیدماغی نے لیا تھا کس قدر میرے تئیں

برگ گل پر جا رہا تھا خواب میں پا سے خیال اب تلک تلوے سے ہے ایک درد سر میرے تئیں

کچھ تو بھی بول غنچۂ گل عندلیب سے کیوں میرے لال کیا ترے مونہہ میں زباں نہیں

آیینہ میں وہم کے موجود ہوں میں اسطرح جس طرح سے یار کا میرے دہن ہے اور نہیں

ٹھہر سکی تھی جی پہ یہ جاؤں نہ کوے یار میں آہ پر اوس کو کیا کروں دل نہیں [اختیار میں]

وحدۃ و کثرۃ ایک ہے نقطہ ہی کا ہے اسمیں فرق ورنہ الف تو ہے وہی سو میں ہو یا ہزار [میں]

اشک سے ہے مناسبت تب ہے یہ قدر و قیمت آہ ورنہ ہنر ہے کونسا گوھر آب دار میں

کیا ہی دکھلاتی ہیں گلشن میں گلوں کی ڈالیاں گہری گہری سبزیاں اور چہچہاتی لالیاں

ہو گیا بد حال زاہد دیکھ تیری چشم مست جو کوئی صوفی ہو کافی ہیں اوسے دو پیالیاں

درد دل اپنا جو کل اوسکو سنایا ہمنشیں آپ بھی روے اور اوسکو بھی رولایا ہمنشیں

کوئی کانوں سنی کہتا ہے ہمنیں آنکھوں دیکھی ہیں بدایت رب نہ دکھلاوے کسو کو ہجر کی راتیں

ہم بھی جام شراب رکھتے ہیں یعنی چشم پر آب رکھتے ہیں
آپ اپنی بغل میں ہم دشمن دل خانہ خراب رکھتے ہیں

کہنے کو دل ہے پاس مرے پر کہاں ہے دل یک قطرہ خوں رہا ہے سو وہ کس حساب میں

[شب کو] سن نالے بد اختر کے لگا کہنے وہ شوخ ایک عا[لم] مرگیا کم [بخت] یہ مرتا نہیں

درد رہتا ہے کبھو دل میں کبھو غم اسے وائے کونسا [دن ہے] کہ یہاں ایک وہ مہمان نہیں

کبھو دل میں سمائے کبھو غم

کس طرح اوس سے ملوں یارب بھلا میں کیا کروں اوس کو پاتا ہوں تو پھر میں آپ کو پاتا نہیں

نہ کنج عزلت میں ہے فراغت نہ سیر گلشن میں ہے علاوہ یہاں ہیں گر لطف زندگی ہے تو ہے ملاقات دوستداراں

لے چکیے دل کو جان مری ورنہ آج کل خواہندہ ایسی جنس کا عالم بہت ہے یہاں
عمر دراز جگ میں ہو یارب نصیب خضر خوش گذرے زندگی کا جو ایکدم بہت ہے یہاں

امید خدا سے [تو ہے یوں] عشق بتاں ہم دل ہاریں تو ہاریں بھی یہ ہمت تو نہ ہاریں
افلاک بھی دیکھا تو ہنڈولے سے نہیں کم جتنا یہ چڑھاویں اوسے اوتنا ہی اوتاریں

کیا ستم ہے یہ کہ یاں درد و غم جیتے رہیں اے دل مرحوم تو مرجائے ہم جیتے رہیں
دل تو مردہ ہوگئے زندہ ہیں پر حرص و ہوا دوست مرجاویں یہ دشمن ہے ستم جیتے رہیں
اسطرح کے لوگ مجکو جی سے کچھ بھاتے ہیں اب جنکے لب ہوں خشک اور ہوں چشم نم جیتے رہیں
اپنی بیدردی پہ آتا ہے بداخت ہم کو حیف درد دنیا سے سدا ہاریں اور ہم جیتے رہیں

ــــ دیکھا خزاں کے روز جو میں بلبلوں کا رنگ   پھرتی ہیں جیسے باغ میں کوا اوڑانیساں

گالیاں کیا بلکہ ماریں کھائیاں   عشق میں کیا کیا سہیں رسوائیاں
دل کو میرے دکھ دیا تھا عاقبت   انکھڑیاں تیری بھی دکھنے آئیاں
[نوبہا] ر[آ] ئی ہے جوں عہد شباب   چھاتیاں کلیوں کی بھی گدرائیاں

دل فسردہ کہاں ا[و] ر سیر باغ کہاں   رکھوں گلوں سے ہیں صحبت وہ لے دماغ کہاں

ورق ۳۶۲

مدت کے [بعد] بارے آج اپنے [ڈ] ھب چڑھے ہو   ہم تم کو جان میری اب کوئی چھوڑتے ہیں

ہدائتؔ اپنے خاکستر میں لخت دل ہیں یوں روشن   کہ جیسے راکھ کی ڈھیری میں انگارے چمکتے ہیں

کسنے پایا ہے اوس دہن کا نشاں   کہنے سننے ہی کی ہیں یہ باتیں
کوئی دن اپنے اشک کی دولت   کیسی کیسی ہوئی ہیں برساتیں

میرے گلرو کا جسدم بلبلیں مذکور لے چلیاں   چمن میں گل نے گل کھائے ہوئیں کلیونکو بیکلیاں
بہار آئی ہے تمکو بلبلو یہ دن مبارک ہو   چمن میں آجکل کرلو گلوں کے ساتھ رنگ رلیاں
ترے دنداں لب خنداں میں پیارے یوں نمایاں ہیں   کھلی [ہیں] باغ میں جوں موتیا رابیل کی کلیاں
نہیں [ہے] پاس جز خون دل و لخت جگر پیارے   مثل ہے یہ کہ مانپا شور یا ہے اور[1] گیتی ڈلیاں
تری شوخی کے آگے برق بھی ہے گرد ہے ظالم   ارے کافر صنم اللہ رے یہ تیری اچپلیاں
ہدائتؔ یاد اون کی سانپ کی سی لہر ہے دل پر   کہ تھیں جوں کوچۂ زلف بتاں جو[2] رام کی گلیاں

---

[1] اور گی ۱.۱.۔ [2] جو رام ۱.۱.

سرشک چشم سے طوفان ایک برپا کیا ہم نیں — غرض کیا کہیئے آپ اپنے تئیں رسوا کیا ہمنیں
دل و دیں ایسے ظالم کو یوہیں بس مفت دے بیٹھے — یہی افسوس آتا ہے ہدائت کیا کیا ہمنیں

ستمگر دیکھ کر حال دل افگار ہنستے ہیں — کہ جوں جوں زخم ر[و]تے ہیں لب سوفار ہنستے ہیں
بجا ہے خندۂ گل گریہ ہائے زار شبنم پر — جو ہیں نا دان اون کے حال پر زردار ہنستے ہیں
برنگ شیشہ و ساغر عجب صورت ہے مجلس کی — کہیں دو چار روتے ہیں کہیں [د] و چار ہنستے ہیں

ق

ہے مثل مشہور یہ رنگش ہمیں حالش مپرس — درد دل اپنے کو ہم تجسے چھپا سکھتے نہیں
عندلیب طبع بھی اپنی ہے وہ نغمہ سرا — روبرو جس کے یہ ہمت خان بھی گا سکھتے نہیں
اے ہدائت اپنے نالوں میں ہے وہ درد و اثر — نورخاں بھی سن کے بین اپنی بجا سکھتے نہیں

یاران رفتہ خوش اور محظوظ ہیں عدم میں — پر تجکو اے ہدائت سب یاد کر رہے ہیں

اے ہدائت جو سخن فہم ہیں اون کے نزدیک — میر و مرزا کا جہاں ذکر ہے وہاں ہم بھی ہیں
شعر کہنے کا سلیقہ جو کہو سو معلوم — ہاں مگر کہنے کو استاد زماں ہم بھی ہیں

کیا در سوا تمہارے کہیں ہم کو جا نہیں — ایسے بھی تو کسو کے بتاں تم خدا نہیں

اب اور تو میں تجکو اے عشق کیا کہوں پر — میری طرح سے تو بھی خانہ خراب پھریو

تم نہ فریاد کسو کی نہ فغاں سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو
سرکشی سے تو میاں بادہ کشی بہتر ہے — یہ جو فرماتے ہیں کچھ پیر مغاں سنتے ہو

جب نظر آتی ہے کوئی شکل گل بے اختیار — یاد کر روتا ہوں میں اپنے دل صد چاک کو

آج تو زور ہی بہار یہ ہو — واہ وا میری جان جیتے رہو

تجھ بن [تو] چاہتا نہیں جی سیر باغ کو — لگتی ہے ٹھیس نکہت گل سے دماغ کو

نہ بولو کوئی اوسے گر لہو پیوے تو پینے دو — خدا کیواسطے یا[ر] وکوئی دن ہم کو جینے [د] و

نہیں ہیں چشم سرخ اوسکے نمایاں طاق ابرو میں — رکھے ہیں بادۂ گلگوں سے بھر کر آبگینے دو

نہیں ہے ساون اور بھادوں سے کچھ کم چشم تر [ا]پنی — کہ عین شدۂ برسات کے ہیں یہ مہینے دو

لبوں کو تیرے کوئی لعل اور یاقوت کہتے ہے — تراشوں سے لگے ہیں ہات اپنے یہ نگینے دو

ہماری چشم ترنے غرق بحر خوں کیا ہمکو — و[ا] گر نہ ڈوبتے ہیں کم جو ہوں باہم سفینے دو

تمہاری ایک خاطر ہے کہ باتیں سبکی سہتے ہیں — میاں ہم چپ رہے دیں گالیاں بھی گر کسی نے دو

دوانا ہو گیا ہے کیا گئی ہے عقل ناصح کی — ہدایت سے یہی کہتا ہے مجکو جیب سینے دو

لازم ہے دستگیری افتادگاں نسیم — لے پہنچ اوس گلی تئیں میرے غبار کو

اللہ رے کارخانۂ تقدیر ذو الجلال — ہے اعتبار ہستی بے اعتبار کو

گر دل ہو صاف آینہ روے یار ہے — نقاش پر شرف ہے یہاں سادہ کار کو

عزیزو مرا کوئی ماتم نہ کیجو — خوشی میری کرتے ہو تو غم نہ کیجو

غم دلدار کو ...[1] نہ کوئی ہو جیو مانع — ہمارا دل گھر اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

ہمارا دل خدا کا [گھر] ہے بس اتنا اوسے کہدو — وہ کافر کیش اسپر بھی جو اب ڈھاوے تو ڈھانے دو

ہمیں تو یوں نظر آتا ہے داغ دل نہ جاویگا — بھلا جی چشم ترا وسکو جو دھوتے ہے تو دھونے دو

کہو کچھ مت ہدایت کو عزیزو وہ دوانا ہے — جو ہنستا ہے تو ہنسنے دو جو روتا ہے تو رونے دو

(ورق ۳۶۲)

[1] کذا در ہر دو نسخہ

مانند چشمہ چشم کو ہے آبِ اشک سے　　کس چشموں میں وہ چشم ہے جو چشم نم نہ ہو
زاہد ادھر تو چشم تامل سے دیکھیو　　داغِ جگر ہے یہ گل باغِ ارم نہ ہو
نشو و نما کو قطع تعلق ضرور ہے　　پھیلے ہے شاخِ گل کوئی جبتک قلم نہ ہو
مستوجب اس کے ہم ہیں اگر کیجیے کرم　　غیروں پہ د[یکھیے] کہیں جور و ستم نہ ہو

ہدایت جب تمہیں سنتے ہیں آہ و نالہ ہی کرتے　　کوئی دم [را]ت کو تم بھی کبھو آرام کرتے ہو

کسے میں خواب میں دیکھا ہے شب ہدایت آہ　　کہ چاہتا نہیں دل چشم باز کرنے کو

کوئی بجاوے بھلا ایک ہاتھ سے تالی　　میاں جو ایک طرف سے ہو چاہ کیونکر ہو

میں دیکھوں اپنی آنکھوں شیفتہ او(ر) مبتلا تجکو　　کہیں تو بھی ہو عاشق اور تو دوں کیا دعا تجکو
میاں جور و جفا تو کرتے ہی آئے (ہیں) عاشق پر　　یہ تو بھی ایک ہے اس کام کا رکھے خدا تجکو
عجب ہی رسم دیکھی ہم نے اس شہر محبت کی　　کرے تو قتل ہم کو اور ہم دیویں دعا تجکو

گردش نصیب و بخت سیہ ہیں ازل سے ہم　　تقصیر چشم کی ہے نہ کچھ زلف کا گناہ

ذرۂ مہر سے ہے درد تہ مینائے شراب　　باوجود اس کے مکدر ہے صفائے شیشہ

وابستگی [ہے] دلکو مرے درد و غم کے ساتھ　　یہ ہی تو دو رفیق ہیں ایک اپنے دم کیساتھ

ق

دل لیا چاہیے (تو) تو حاضر ہے　　جان تجھے عزیز کیا ہے یہ
کب کہا میں کہ تجھ پہ عاشق ہوں　　میرے مونہہ سے کبھو سنا ہے یہ

کون کافر کسو کو چاہے ہے　　جھوٹ ہے محض افترا ہے یہ

اشک نے میرے تو عالم کو ڈبویا یارو　　کوئی لڑکا ہے غضب قہر ہے طوفان ہے یہ

موج سحر جاں شکن ہے چین پیشانی یار　　کیا قیامت ہے کہ ہے چیں بر جبین آینہ

دیکھیے کیونکر رہے گی آبروے آینہ　　دیکھتا ہے شوخ کچھہ بے وجہ سوے آینہ
صاف گھورے ہے ترے مکھڑے کو پیارے حیف ہے　　اب تلک تجکو نہیں معلوم خوے آینہ
صاف ہے دل کو ہے صد رنگ کدورت یکنفس　　[آ]ہ سینے کی مرے حق میں ہے ہوے آینہ

دیکھہ مکھڑے پر ترے گرد سفر اے سادہ رو　　[مل] گئی سب خاک میں آخر بہار آینہ

چشم سے انصاف کی گر دیکھیے روشن دلاں　　پوچھے ہے [د]ل کی صفائی کو صفاے آینہ

قدر عاشق نہیں معشوق کو ہرگز ورنہ　　حرز جاں شمع کرے بال و پر پروانہ

اپنی آنکھوں بھی ہم کبھو اوس کو　　چشم بر انتظار دیکھیں گے

کسو کے عیب [پہ] کوئی اگر نگاہ کرے　　تو پہلے مثل محک اپنا رو سیاہ کرے

[ا]مت آن کر دیکھے ہماری شکل و صورت کو　　نہ دیکھی ہو کسو نے گر کبھو تصویر مجنوں کی

اوس عارض گلگوں کی کچھہ ہم سے نہ پوچھو تم　　شعلہ ہے شرارہ ہے اخگر ہے بھبوکا ہے

کسو کا دل جو لیتے ہو تو پھر لے کر نہیں دیتے
بتاں کیا آج کل [گھریں] تمہارے ہی خدائی ہے

نہیں ہٹتے ہیں روشندل مکدر فقر و فاقے سے
ہمیشہ آینے کے گھر میں دیکھا تو صفائی ہے

نپوچھو اوس بت شیریں کی ہے حسن و خوبی کو
سراپا عشوہ ہے ناز و ادا ہے دل ربائی ہے

کتنا میں ناتواں ہوں ہدائت کہ ضعف سے
بارگراں ہوا ہے یہ تار نفس مجھے

تیرے دل سوختوں کی آہ جگر
سیخ گویا کباب کی سی ہے

خفا ہوں سخت میں داغ جگر سے آتش دل
کہ ایسی گرمی میں خوش آئے ہے چراغ کسے

ذرا تو جاگیے اتنی بھی نیند کیا ہے میاں
ابھی تو غم کی مرے داستان باقی ہے

کعبے کو دیر سے اب جاتا تو ہوں ہدائت
یہ بھی بھلا میں دیکھوں اللہ کیا کرے ہے

سرشک چشم [تر] کی آبداری کا میں کشتہ ہوں
نہیں کچھ کم مرے آنسو بھی بوندی کی کٹاری سے

سایہ ماہتاب موتہہ پہ ترے
عرق آفتاب کھینچے ہے

ق

اوسکے کوچے میں ہر گھڑی جاتے
جی تو اپنا حجاب کھینچے ہے

پر ہدائت میں کیا کروں کہ مجھے
دل خانہ خراب کھینچے ہے

کاٹی شب فراق کہ تا ہووے صبح وصل
تکلیف کھینچتے ہیں تو [آ] رام کے لیئے

نہ وہ شمع ہے نہ چراغ ہے نہ وہ عشق ہے نہ وہ داغ ہے
نہ وہ دل ہے [اور نہ] دماغ [ہے] نہ وہ غم رہے نہ الم رہے

داغ الفت نے مرے دل پہ وہ گلکاری کی
کہ تماشے [کے] لیئے حسن نے تیاری کی
کوئی آزاد بھلا سمجھا جہاں میں ہوگا
دل قسم ہے تجھے اپنی ہی گرفتاری کی
کونسی کونسی اوس شوخ کی میں بات کہوں
بے وفائی کی تغافل کی دلآزاری کی
اے ہدایت نہ کہے سچ تو مجھی کو کھاوے
کسنے سیکھا ہے تو یہ طرح جگر خواری کی

دید عالم کا دمبدم کیجے
کسکی شادی و کس کا غم کیجے
دیدہ و دل تو گھر تمہارا ہے
آئیے بیٹھیے کرم کیجے

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے
استخواں شمع صفت بہہ گئیں روتے روتے

کب تلک آوے نہ تجکو رحم رونے پر میرے
طفل اشک آخر بغل پروردہ تاثیر ہے

عصا لے ہاتھ تو بھی سن کے تجھے مجلس میں آئی ہے
یہ نرگس باوجود اسکے کہ ہے معذور آنکھوں سے

نالہ و آہ تمکو بھی دیکھا
بس یہی کچھ اثر تمہارا ہے

کچھ نہ معلوم [ہوا] اسکا ہدایت باعث
دل کو اپنے جو میں دیکھا تو خفا یوہیں ہے

ق

کیا کہوں تجسے ہدایت کہ مری شام و سحر
یاد میں زلف و رخ یار کے کیونکر گذری
دن جو گذرا تو مجھے روز قیامت سے دراز
رات گذری تو شب [مر]گ سے بدتر گذری

تو اوس غنچہ دہن آگے تو اے گل خوار خستا ہے
گریباں میں مونہہ اپنا ڈال کیا مونہہ لیکے ہستا ہے

تیری دوری سے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
اودھر بجلی چمکتی ہے اور ایدھر مینہ برستا ہے

شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے
ہدائت بھی تو کوئی زور ہی شہید (کذا) شکستا ہے

پختہ مغزان جنوں سے سر کسی کو جنگ ہے
جو ثمر لپکا سو پامال جفائے سنگ ہے

ورق ۳۶۵

غنچۂ دل کو نہیں جائے شگفتن زخم وار
عرصہ گلزار دوراں مجھ پہ اتنا تنگ ہے

صدقے ترے گلعذار جی سے
ایک جی سے تو کیا ہزار جی سے

ہاں ابر مژہ برس تو بارے
نکلے [یہ] ذرا [بخار] جی سے

ظالم نہ ستم روا ہے اوسپر
جو آپ پہ ہو نثار جی سے

ق

جو شخص محب نہیں ہدائت
اون کا ہوں میں دوستدار جی سے

میں بلبل گلشن علی ہوں
کیا کام ہے مجکو خار جی سے

مردم چشم سے بھاگے ہے نپٹ طفل سرشک
جانتا ہے کہ مرے واسطے یہ افیوں ہے

ہر دم کنار اشک[1] سے نکلا پڑے ہے اشک
لڑکا مچل گیا ہو تو کیونکر سنبھل سکے

بس ہے یہ نوش خند ہی غصہ نہ کیجئے
جو گڑ دیے مرے اوسے کیوں زہر دیجئے

جاتے ہیں اب گلی سے تری اور یہی ہے دھن
قبلہ ہو اسطرف تو کبھو مونہہ نہ کیجئے

مانند شمع چاہیے کیجے مصاحبت
سر دیجئے تو دیجئے پر سر نہ دیجئے

گم کی تھی راہ زلف کے کوچے کی ہم نے رات
اسکے جو چلیے ساتھ ہدائت کو لیجئے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ۔ چشم ؟

اس جنس کے بہوت ہیں خریدار آج کل — لینا ہے دل تمہیں تو مری جان لیجیئے

وفا کرتی ہے جمعیت کوئی نازک مزاجوں سے — پریشاں ہو گئے اوراق سب اک آن میں گل کے

جب اپنے روبرو سے وہ بسنتی پوش آتا ہے — اوڑا جاتا ہے رنگ اور جی میں کیا کیا جوش آتا ہے
صراحی کے گلے لگنے کا کتنا شوق ہے اسکو — کہ [ساغر بزم] میں کھولے ہوئے آغوش آتا ہے

زندگی بھی ہے کوئی آن گذر جاوے گی — جس طرح ہوگا مری جان گذر جاوے گی

کیونکر نہ گرہ در گرہ ہوں کام سب اپنے — ابرو میں ترے چین ہے زلفوں میں شکن ہے

نخچیر تری چشم کا آہوے ختن ہے — ما[ر] اہوا چھب کا تری طاؤس چمن ہے
دیتے دہن تنگ کو[ا]ے اہل سخن تم — تشبیہ دو غنچے سے تمہارا یہ دہن ہے

قاصد ذرا تو رہ جا لکھتا ہوں یار کو [خط] — فرصت نہ مجھے ہو ٹک بھی گر آہ و اشک غم سے

طبیب کون رہا جس کی اب دوا کیجے — کہوں میں حضرت دل سے کہ کچھہ دعا کیجے
میں کیا کہوں کہ تماشاے روے یار ہے مفت — مثال آینہ گر چشم دل کو وا کیجے

سینے سے بیقرار ہو نکلا پڑے ہے دل — اے ہمنشین ہاتھ سے ٹک اسکو داب لے

ق

پیر طریق آہ ہدایت ہوں آج میں — دشت جنوں میں کون ہے میرے مقابلے
صحرا کے خار چومتے ہیں پانو آن کر — ہوتے ہیں بلکہ میرے قدمبوس آبلے

ابرو اوس قاتل کا گر شمشیر خون آشام ہے — ہم بھی حاضر ہیں کہ مرجانا ہمارا کام ہے
خال پہ دوڑا تھا لیکن زلف میں جا پھنس گیا — مرغ دل کیا جانتا تھا دانہ زیر دام ہے
صفحۂ دل ہے عبارۃ نقش اسم یار سے — ورنہ دیکھا تو نگیں بھی ایک برائے نام ہے

زلف کج مونہہ اوپر جو چھوڑی ہے — کیا یہ سیدھی نگاہ تھوڑی ہے
دل کے ٹکڑے پڑے ہیں یہاں افسوس — کیا گلابی کسو نے پھوڑی ہے
راہ میں اوسکے روز و شب ہے رواں — اشک بھی قاصدونکی جوڑی ہے

ق

کسی بیدرد نے چمن میں آج — گل کی جا کر کلی جو توڑی ہے
شاخ گل خم نہیں کسو نے گویا — بانہ معشوق کی مروڑی ہے

جوں شمع تمام بہہ گئے عضو — کہنے کو ہے زبان باقی

دل تو کیا چیز ہے میں جان تلک حاضر ہوں — یہ بھی کوئی بات ہے اب آپکے فرمانے کی

خندہ لب کو تیرے پہنچے کوئی سو معلوم — یوں تو غنچے کو بھی کہتے ہیں دہن رکھتا ہے

ق

اسے ہدایت نہیں کچھ اوس کو سخن سے بہرہ — شعر پر میرے جو کوئی کہ سخن رکھتا ہے
لب و لہجے کو پہچانتا ہے کوئی بلبل کے — گو کہ منقار ہر ایک زاغ و زغن رکھتا ہے

ق

رات اوس شمع رو کے پاس گئے — ہم بھی کچھ لے کے التماس گئے
جوں ہی وہ شعلہ خو نظر آیا — ہوش جاتے رہے حواس گئے
جب سنا میں نے غم ہدایت کا — سنتے ہی میرے بس حواس گئے

ورق ۳۶۶

تجھے میرے ہی سر کی ہے قسم پیغامبر سچ یہ کہہ — کبھو میرا بھی اوس کی بزم میں مذکور ہوتا ہے

جیدھر کو نگاہ یار گذری — برچھی تھی کہ دل کے پار گذری

رہا اتنک جو میں جیتا تو اس تیرے تغافل سے — تو ہی انصاف کر اسمیں بھلا تقصیر ہے میری

گر آئینے کو رکھے روبرو وہ مہ رخسار — دو چند حسن جو اوس کا ہے چار چند کرے

ساقی اب ہمکو کہاں فرصت مے نوشی ہے — بادۂ چشم بتاں دارو بیہوشی ہے
یہاں تلک گوشۂ خاطر سے ترے محو ہوں میں — کہ مری یاد بھی از جملہ فراموشی ہے
سخن راز کو [اظہار نہ کر] مجلس میں — شیشۂ مے کو بھی یہاں جام سے سرگوشی ہے
رتبۂ عشق بھی دیکھا تو نہیں حسن سے کم — نالۂ شب کو سر زلف سے ہمدوشی ہے
کسطرح آپ سے جانوں میں جدا دلبر کو — کہ شب و روز مجھے دل سے ہم آغوشی ہے
سبزۂ خط سے ہوئی آتش حسن اور بلند — باد کش سرکشی شعلہ کو خس پوشی ہے
اے ہدایت کوئی دم جگ میں اگر ہے آرام — عالم خواب ہے یا عالم خاموشی ہے

یارو کسی طرح سے مرے جی کو چین ہو — کہتا ہیں یہ نہیں کہ وہ مجھے ابھی ملے

تک رہی بھی گر تیرے مونہہ کی طرف معذور رکھ — کچھ نہیں آ[تا] ان آنکھوں کو بجز نظارگی
عشق میں کہتے ہیں خوباں کے ہدایت مر گیا — اے عزیزاں کیجیے کیسا بندگی بیچارگی

✓ موجب صد عیش و عشرت ہمکو تیرا دید ہے — لگ گئے جس دن گلے تیرے وہی دن عید ہے

دل مرا کیونکر ہو غافل گور سے — گھر نظر [آ تا] ہے اپنا دور سے
وار بست سینۂ پر آبلہ — لد رہی ہے سر بسر انگور سے

چمن میں [گرم] تبسم جو میری جان ہوے — کلی کی کھل گئیں آنکھیں گلوں کو کان ہوے
ہسو گے کیوں نہ مرے ضعف اور پیری پہ — کہ خیریت سے مری جان تم جوان ہوے

خدا جانے صنم آوے نہ آوے — بھروسا کیا ہے دم آوے نہ آوے

اتنا بھی مت چڑھا تو سر پر اسے پیارے — مکھڑے کے [آگے] تیرے یہ زلف کیا بلا ہے

ضعف دل و دماغ ہدائت کے واسطے — یاقوتی سرشک سے بہتر دوا نہ کفی

ہوا معلوم مجکو صورتِ ورہاے ایواں سے — کہ نت اپنے خرابی پہ ہر اک تعمیر ہستی ہے
ہدائت قدر ہو گر اپنی [مثت] خاک کی ہم کو — وجود اپنا طلا [ہے بلکہ جوں] اکسیر ہستی ہے

غیر سے کہنے لگا دیکھ کے صورت میری — کون سے صاحب ہیں یہ ان کی ثنا کیجئے

اتنے جو بولتے ہیں ترے دم سے جانمن — فوارہ چھوٹتا ہے تو پانی کے زور سے

برنگ شمع غیر از استخواں اب — کچھ ہم میں شعلہ خو باقی نہیں [ہے]

لالہ و ہزارہ یہ افیون جو کھا بیٹھے — دیکھا ہے کسو کے سر کیا چیرۂ خشخاشی
ہے شدۂ گرمی سے جوشش خفقاں مجکو — ہاں باد صبا اسدم پنکھا ہووے فراشی

ورق ۲۴۷

اب اتنے قد پر تو ہو قیامت خدا جہاں میں رکھے سلامت
جو کل کو تم ہوگے سرو قامت غضب کروگے ستم کروگے

عجب مکاں ہے عجب فضا ہے عجب فراغت کی ایک جا ہے
بہت ہی عش عش کروگے یارو جو سیر ملک عدم کروگے

بھلا بتاؤ تو کیا کروگے بلاکشان محبت آخر
جو تیر اندوہ و درد و غم کا نہ اپنا سینہ سپر کروگے

عقل کے ہاتھ سے بچاں ہو نہیں
لے جنوں وقت دستگیری ہے

دل اوسکی انکھڑ[یوں کا ہے] خمار کھینچا
کہتا نہ تھا میں تجکو مت مل شرابیوں سے

سب جو اہل بزم سوز دل مرا سننے لگے
شمع بھی رونے لگی شعلے بھی سر دھننے لگے

ایک ہی نیم نگہ پر ہیں یہاں سو سو ناز
دل جو پائیں ہیں میاں آپ ہیں سستے سستے

کارواں بیچ [ہدایت] جو کبھو اچھا نا
دیر بھی ہووے تجھے یار کے کتنے کتنے

شاہ راہ عدم ایسا نہیں کچھ یار چھپا
پوچھتا چاہیے چلا جا (سٹھر) رستے رستے

ق

دود سیاہ خط سے لگا داغ حسن کو
کس دل جلے کی ہاے تجھے بد دعا لگی

شانہ تری زلفوں سے کہتا ہے یہ مکھڑے پر
دل ٹوٹیں اگر کتنے تب اسنے شکن نکلے

اگر منزل کو تہیے ہم و اگر [د] دگام پر بیٹھے
[و] بھٹے مٹ کر ہی جوں نقش قدم جس گام پر بیٹھے

کوئی مہر و کرے اودھر کو اپنا رخ تو میں جانوں
اگر وہ ماہ آکر اپنی پشت بام پر بیٹھے

برنگ دستۂ گل صحبت باہم غنیمت ہے
خوشی سے کوئی دم گذرے تو یارو دم غنیمت ہے

قاصدا وسکو خط تو لکھوں ہیں ولے کیا فائدہ　　دل کو ہوتی ہے تسلی نامۂ و پیغام سے

دل تو اپنا ہوا ہے بیگانہ　　پھر بھی دیکھا تو آشنا ہے یہی

اللہ رے نازکی کہ بوقت خرام ناز　　مانند شاخ گل کمر اوس کی لچک گئی
دامن کو میں نے ہاتھ لگایا تھا پر وہ شوخ　　ایسا ہی کسمسایا کہ چولی مسک گئی
مکھڑا چھپا کے زلف میں جب اوسنے ہسدیا　　جیسے اندھیری رات میں بجلی چمک گئی
کتنا ہوں نا قبول کہ باد صبا بھی آج　　دامن سے اپنے خاک کو میری جھٹک گئی

ق

اے ہدایت جناب حق سے ہے　　نا امیدی کمال بے ادبی
وہ کریم آپ جب یہ فرما دے　　سبقت رحمتی علی غضبی

ہے خال سیہ کافر اوس زلف کے [حلقے میں　　دل اسسے] حذر کرنا گولا ہے یہ زنجیری

میری جان یہ چھوڑ دے زشت خوئی　　رہے گا نہ کوئی رہے گی نکوئی

تپ فراق سے اے دل نہ اسقدر گھبرا　　فقیر بھی تری خاطر دعائے خیر میں ہے

گو کہ ابتر ہے اشک لڑکا ہے　　میری آنکھیں ہے اور کلیجا ہے
اب تو ہم چاہتے ہیں تمکو بتاں　　دیکھیے کیا خدا نے چاہا ہے

اوس شعلہ رو سے جب سے ایک لاگ لگ رہی ہے　　جوں شمع میرے دل میں کیا آگ لگ رہی ہے

میرا دل برا مجھسے گو سر بسر ہے　　نہیں غیر آخر یہ اپنا جگر ہے

ہدائتؔ اوسکی کیفیت حلاوۃ ہم سے کوئی پوچھے　　کہ خال لعل لب اوس [شوخ کا] افیو[ن] مصری ہے

رباعی

ایک عمر اگر پیر فلک کھووے گا　　لوح امکاں لکھیگا اور دھوویگا
احمد پہ ہوا[1] خدائی کا ظہو　　ایسا نہ کوئی ہوا ہے نے ہوویگا

دیگر

یہاں بہتوں نے جمع زر کیا ہوویگا　　ساتھ اپنے کوئی نہ لے گیا ہوویگا
ہاں لے بھی گیا تو ایک قاروں لیکن　　جسطرح سے لے گیا سنا ہوویگا

دیگر

کیا وقت کا بادشاہ اور کیا درویش　　اس مرگ کے ہاتھ سے سبھی ہیں دلریش
کوئی آ[ج] سد[ھار]ے خواہ کوئی پیچھے　　آخر یہی راہ ہے سبھوں کو درپیش

دیگر

اے وہ کہ تجھے ہے بادشاہی کا دماغ　　دیکھا نہیں تونے یہاں گدائی کا دماغ
تو اپنی لیے پھرے ہے شاہی اے یار　　یہاں اپنے تئیں نہیں خدائی کا دماغ

دیگر

الحق یہ دعوے بجا ہے یا شاہ　　یعنی کہ وہ [میں] ہوں نقطۂ بسم اللہ
وہ نقطہ کہ جس کی شرح قرآن شریف　　پتلی مری آنکھونکی ہے وہ خال سیاہ

[دیگر]

سنی ہو خواہ کوئی شیعہ [ہو و]ے　　اوتیگا وہی جو تخم دل میں بووے
وہ شخص ہے جنتی ہدائتؔ بیشک　　غم [یں] حسنین کے جو کوئی رووے

درق ۳۶۸

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ۔ لیکن ہوا کے بعد "جیسے" یا اس کا ہم وزن لفظ چاہیئے +

[دیگر]

دنیا سے] اخیر عمر بیزار ہوے — جب مرگ سر اوپر آئی ہشیار ہوے
اس عقل و شعور پہ ہدایتؔ افسوس — اب سونے کے وقت آپ بیدار ہوے

دیگر

گو آپ فریدوں ہوے ضحاک ہوے — رکھ تاج شہی کو سر[یہ][1] افلاک ہوے
بس اہل جہاں کو بھی ہدایتؔ دیکھا — مرنا ہی ہوا تو پھر یہ کیا خ[ا]ک ہوے

دیگر

اس بزم جہاں میں دور جب چلتا ہے — ہر دم دل آگاہ کا جی جلتا ہے
مجلس کا رنگ دیکھ روتی ہے شمع — شعلہ کف افسوس پڑا ملتا ہے

دیگر

کوچے میں ترے جو آن کر بیٹھ گئے — اتنا روئے کہ چشم تر بیٹھ گئے
جس سمت کو تو نے آنکھ اوٹھا کر دیکھا — مانند حباب گھر کے گھر بیٹھ گئے

دیگر

کعبے تو گیا ہیں اوٹھ بتاں کے ڈر سے — پر کھا گئی تپ غم کی جگر اندر سے
تھی کس کو ہدایتؔ آس جینے کی میرے — [اے یار بچھڑا ہوں [میں] خدا کے گھر سے

دیگر

کیا حاشیہ میر و شرح ملا پڑھیے — جسمیں ہو شہود حق کچھ ایسا پڑھیے
کہتے ہیں کہ ہے علم حجاب الاکبر — پڑھیے بھی تو نام حق کریما پڑھیے

دیگر

آیینہ پہ صد صفات دیکھی ہم نے — اپنی بھی عجب ہی ذات دیکھی ہم نے
وابستہ ہمیں سے ہے ہدایتؔ سب کچھ — بس حق ہی کائنات دیکھی ہم نے

---

[1] "پہ" اصل نسخہ

دیگر مستزاد

یہ جسم طلسم ہے کوئی یا نیرنگ — کر ٹک تو نگاہ
اور روح گرفتار بلا [یں] قید فرنگ — با حال تباہ
گر چشم بصیرت ہے تو کر سیر ایسی — جوں لالہ و گل
اس گلشن ہستی کے بھی ہیں کیا کیا رنگ — اللہ اللہ

ہرچند

تخلص ہرچند کشور پسر کنور پریم کشور فراقی است کہ گاہ گاہ ریختہ میگوید این بیت او راست ؎

جس گھڑی صہبائے الفت کا ہمیں ساغر دیا — وو ہیں مینائے دل محزوں کو خوں سے بھر دیا
پردۂ ظلمات دلبر سے وہیں سب اوٹھ گئے — شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

غافل نہ ہو اسے نا[دا]ں اس دم کے گذارے پر — کشتی ہے لگی آکر دریا کے کنارے پر
کھینچے ہے کوئی خنجر تولے ہے کوئی برچھی — تلوار کی نوبت ہے ایک تیرے نظارے پر

ہمت

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں انشاءاللہ تعالے بہ تکملہ نی نگارم و دیگری شخصے است در را[مپور] بہ آخوند] ہمت مشہور معلمی پیشہ بہ اندیشہ این سہ شعر ازان وے است ؎

[عجب گردش [سے] اپنی اندنوں اوقات کٹتی ہے — برنگ مہر و مہ پھرتے ہی دن اور رات کٹتی ہے
خدا جانے کہاں یہ گردش ایام پھینکے گی — غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے
بھلا میں کس کے موتہہ پیغام کہہ بھیجوں کہ وہاں اہتو — زبان نامہ بر کہتے ہوئے ایک بات کٹتی ہے

ہمرنگ

تخلص میر عزیز الدین است وے از سادات اورنگ آباد و طالب علم درویش نہاد است و در سلسلہ علیہ قادریہ و نقشبندیہ دست بیعت میگیرد و شعرش باصلاح مولوی غلام کبریائی مرشد آبادی کامل تخلص کہ مرد کامل و صوفی مشرب است و شعر فارسی فقیرانہ بطور خود میگو[ید] میرسد دیوانکے بردو جزو کہ دیباچہ اش خود نوشتہ و در [سنہ] یکہزار و دو [صد] و ہشت باشارہ اوستاد کامل خود تدوین فرمودہ این احقر مشاہدہ نمودہ این ہفدہ شعر از وے چیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ منہ دام بہجتہ ؎

قیامت ہم پہ گذرے ہے تیرے قامت کے دیکھے سے
پر آنکھوں کی نہیں تقصیر دل کم بخت مائل تھا

کوئی روز میں یہ کعبۂ دل نقش بتاں سے
معلوم یہ ہوتا ہے کہ میخانہ بنے گا

دنیا میں ہیں تو آکے گنہ گار ہو گیا
اس فاحشہ کا ہائے گرفتار ہو گیا

رقیبوں سے بہت خلطہ ہے تیرا
کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا

دن میں کرتا ہوں تیرے چہرۂ گلنار کو یاد
رات کرتا ہوں تری زلف سیہ تار کو یاد
داغ فرقت [سے تو جلتے] ہیں کئی اے ظالم
نہ کیا تو نے کبھی ایک گرفتار کو یاد

لے گیا رخ دکھا پری رخسار
جان و دل عقل و ہوش و صبر و قرار

ورق ۳۶۹

کٹ گئی غفلت میں ساری عمر بے حاصل دریغ
مفت کھویا ہم نے ایسا جوہر قابل دریغ

مر جائے جو عاشق تو جلاتا ہے سخن میں — ہے خضر نہاں آب بقا اوس کے دہن میں

اگر یک نعرہ ماریں وادیٔ وحشت کے دیوانے — تو سن کر کوہ لرزیں آسماں یکبار ہل جاویں

اے ہمرنگ دیکھیں گے بیت الحرم بھی — بھلا اب تو بیت الصنم دیکھتے ہیں

گر ادہر کو تیرا گذارا ہو — تو مجھے زندگی دوبارا ہو

میری آنکھیں ہیں تیری خاک قدم سے روشن — سرمۂ طور ہے یا خاک شفا ہے کیا ہے

زاہد کو وصل حور ہے عاشق کو وصل یار — بتلا تو شیخ کون بھلا نیک بخت ہے
ہمرنگ اپنے دل کو دیا پھر بتوں کے ہات — تو نے مزاج اون کا نہ جانا کرخت ہے

ہے تری یاد ہی سے زندگی میری ورنہ — بیخودی دن کو ہے اور رات کو بیخوابی ہے

ہنر

تخلص محمد داؤد حیدرآبادی است گویند کہ وے مرد اہل تیز عقل با ہوش صحبت [کوش] واقع شدہ این دو بیت رباعی در مدح آقا ے خود گفتہ رباعی

رکھ فضل و کرم سے اپنے رب العزت — آقا کو مرے بعز و جاہ و حشمت
رخشاں ہیں فلک پہ جب تلک یہ انجم — روشن رہے اوس کے گھر چراغ دولت

ہوش

تخلص دو کس میدانم یکے را بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و دیگر عزیزے است از خاندا[ا]ن واجب

الاحترام میر شمس الدین نام وے مردے است شیکخو از بلدہ لکھنؤ فصاحت افروز از تلامذہ محمد میر سوز این سہ بیت او راست ؎

مرا جس نازسے تونے لیا دل		خدا جانے ہے اوسکو یا مرا دل

یا رہتا ہے چشم تر کو دیکھ		گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ
دست و پا گم کریں ہیں مو کمراں		نازنیں تیری اس کمر کو دیکھ

حرف التحتانی

در تحت این حرف ذکر ہشت شاعر کہ دو از ان یکرنگ تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار... شعر است و منجملہ آن .... رباعی واقع شدہ

یاد

تخلص میر غلام حسین مرحوم است وے جوانے بود از قرابتیان عالم باتمیز مولوی عبدالعزیز مدظلہ و از مریدان زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بسیار خوش خلق و یار باش و نہایت شگفتہ جبین و نیک معاش کامل ایمان حافظ قرآن تولدش در قصبہ سونی پت رو نمودہ شعرش را صحب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق اصلاح فرمودہ در عین جوانی بسراے جاودانی شتافتہ بجوار رحمت ایزدی جا یافتہ این سہ شعر از ان آں سیدزادۂ مرحوم است ؎

نہ لے گا نام کبھو پھر وہ آشنائی کا		فلک نے جس کو دکھایا ہو دن جدائی کا
پھنسا جو زلف میں شانا تو چھٹ نہیں سکتا		خدا کسو کو نہ دے پیچ مبتلائی کا

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے		رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یحییٰ

تخلص منشی [یحییٰ] خان مرحوم است وے مردے بود نیک طینت خوش طبیعت مقرب درگاہ خاقانی واقف اسرار سلاطین گورگانی بسیار بجاہ و عزت [و] ثروۃ [و] تمکنت ایام بسر [می برد در] آخرہا بنابر افراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی رو داد و حوادث زمانہ امور سلطنت برہم ساخت رخت سفر بربستہ بقلعہ جات سورج مل جاٹ رحل اقامت افگندہ مشار الیہ وجود ش را مغتنم انگاشتہ بخوبی ہر چہ تمامتر پیش آمدہ تا دم واپسین ضروریات معاشش مہیا می ساخت در ہماں نواح بجوار رحمت حق مسکن ساخت عفی اللہ عنہ و عن سائر المسلمین اشعار متفرقہ دارد ایں سہ بیت از گفتہائے آں مرحوم ایں احقر می نگارد ؎

رقیبوں کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے ۔۔۔ بھلایا ہمیں واہ جی واہ دل سے

ورق ۲۷۰

خوشی کا سخن مجھسے کیا پوچھتے ہو ۔۔۔ کہ مدت ہوئی غم کو ہے راہ دل سے

ہے یحییٰ تو بندہ تیرا اور تجکو ۔۔۔ گرانا ہے خوا[نا] خواہ دل سے

یعقوب

تخلص میر یعقوب علی است وے جوانے بود از [یاراں] حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ بمحمد اسحٰق خاں تمنا [ربط] مستحکم داشت و باتفاق یکدگر خدمت خروسان شاطر حضرت ایشان میکرد مدتے است کہ بدیار شرقیہ رحل اقامتہ افگندہ حالا از حال و مآلش اطلاعے نیست گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سہ بیت او راست ؎

شیشہ ہمارے ہاتھ سے لے یار دیکھنا ۔۔۔ دل ہے یہ پتاک نہ دیجو خبردار دیکھنا

ہم تو آتے ہیں ترے کوچے میں اے یار کبھو ۔۔۔ پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاوے نہ تلوار کبھو

ہے اوسکی یہ خو گرچہ جو پل پل میں نکالے ۔۔۔ پر ہم بھی ہیں [وہ] ننگ کہ ٹلتے نہیں ٹالے

یقین

تخلص انعام اللہ خان مرحوم است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے [مجددیہ و نبیرۂ]
حمید الدین خان نیمچہ وجوان یار باش عمدہ معاش ظریف الطبع لطیفہ گو بذلہ سنج پاکیزہ خو بود جدش را حضرت
خلد مکان انار اللہ برہانہ بدستور خاص بعزت ہرچہ تما[متر] شنقہا قلمی فرمودہ و قاسم ہیچمدان سراپا نقصان آنہا
را نزد متبدل نبی خان مقبول براے العین مشاہدہ نمودہ پدرش قطع نظر از پیرزادگی بمصاحبت حضرت فردوس
آرامگاہ نور اللہ مضجعہ کلاہ گوشہ بآسمان می سود خود کش در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد
الملک غازی الدین خان بہادر بسیار بجاہ و مکنت ایام بکام دل بسر می فرمود از ارشد ترین شاگردان سخن سنج
فیض گستر مرزا جانجاناں مظہر است عفی اللہ عنہما وانکہ [شاعر بے نظیر] محمد تقی میر در تذکرہ خود قلمی نمودہ کہ دیوان
وے از ان مرزاے مغفور [راست] افتراے محض و کذب خالص است کہ از ممر حسد از وے سرزد اکثر [غزلہا]
بدیہہ بحضور سراپا سرور آگاہ رموز خفی و جلی سید فتح علی خان حسینی دام ظلہم گفتہ فحص کلام وے شاعرے بود
فصاحت آئین بلاغت آگین شیریں زبان عذب البیان نکتہ سنج معانی را گنج تازہ نوے بدستش افتادہ انداز
جدید را رونق تازہ دادہ ہمیشہ غزل پنج بیتی میگفت ابا لطرز ہمین در معنی می سفت دیوانے مختصر صد بیت
علی التخمین در کمال عذوبت و شیرینی دارد این یکصد و ہفتاد و پنج بیت از اشعار آبدارش کہ قاف تا قاف
عالم را فرا گرفتہ این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

نہ تھا یہ وادی ایمن یہ کوہ طور نہ تھا — ترا تو ہی تھا تجلی نہ تھی ظہور نہ تھا

اگر تجکو زلیخا دیکھتی سب کچھ بسر جاتی — تماشا ماہ کنعانی [کا] اوسکو خواب ہو جاتا

کیوں نہ ہو تر دامنوں کو شست و شو کی آرزو — میکشاں پر آیۂ رحمت ہے بادل کی ہوا

یہ کوہ طور سرپا ہے گیا سارا ہی کیا کہیے — کوئی پتھر اگر بچتا تو دیوانے کے کام آتا

برہمن سر کو اپنے پیٹتا تھا دیر کے آگے — خدا جانے تری صورت سے بتخانے پہ کیا گذرا

مجھے گر حق تعالے کارفرماے جہاں کرتا — بتوں کو میں [ہزاروں] بیکسوں پر مہرباں کرتا

خدا دیتا مجھے گر میر سامانی خدائی کی — تو میں ان بلبلوں کو گلشنوں کا باغباں کرتا

زباں فولاد کی ہو [تب جواب] کوہکن دیوے — غضب ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

ورق ۱۷۱

[شب] ہجراں میں پیش از صبح کام اوسکا ہوا آخر | یقیں کے داغ پر [یہ مرہم] کا [فور کیا] کرتا

کسو کا تو کبھو رکھ کرو دل تم کو لازم ہے | واگرنہ دلرباؤں کا لقب دلدار کیوں ہوتا

گرا میں آنکھ سے تیری جہاں کے ہات کیا آیا | مجھے پٹکا زمیں پر آسماں کے ہات کیا آیا
یہ بیمار آپ مرجاتا جو جیتا اونکے کام آتا | یقیں کو مار کر زور آوراں کے ہات کیا آیا

تری زلفوں سے دل شیوں میں ہے ایسا اگر سنتا | صدا اس چینی مو دار کی فغفور رو دیتا

عطش

اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے تپش دل کی | ساقی مجھے اتنی سی مے [پینے سے] کیا ہوگا

[نہو جو سر سے میرے د[ور ظل عا]طفت غم کا | نہ پڑتا یو داغ پر میرے الٰہی سایہ مرہم کا

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں | گھر سے جو باہر گیا لڑکا [سو ابتر ہوگیا]

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا | ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

جو کچھ کہیں یہ تجکو یقیں ہے تری سزا | بندا جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا

کیا گنوا دی ایک تیشے نے بنا فرہاد کی | کر دیا کس گھر بسے نے خانۂ شیریں خراب
نہ جیوے ہجر[میں] وہ وصل میں بھی جی نہیں سکتا | تکلف برطرف بلبل کو پروانے سے کیا [نسبت]

ہمارا شور سن مجنوں کو بھولی طرز نالے کی | [کوئی شیرا]وں کے [مونہہ] پر نے بجا سکتا ہے کیا قسمت

۱؎ کمر گرا۔و۔

تصور کر کے [لیتا ہوں مزا] امیں اوسکی باتوں کا ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ مرے اس چپکے رہنے کا ہے وہ شیریں دہن [یا] عث

بات کہتے ڈالتے ہیں پھوڑ بس شیشا سا دل ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کس قدر یہ سنگدل ہوتے ہیں خوباں الغیاث

زخم دل ہونے دے ناسور نہ کر اس کا علاج ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ جو [مزا] اور دمیں ہے سو نہیں درمان کے بیچ

رنگ گل کی آگ پر دامن نہ مارے باد صبح ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کیا کریں گی بلبلیں پھر آشیانے کا علاج

سو جگہ سے دل گریباں پھاڑ دیوانے کی طرح ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ زلف کی زنجیریں آخر پھنسا شانے کی طرح

پھوڑ ڈ [الا کو] ہکن سا لعل یوں پتھر سے ہائے ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کسے سیکھی تھی یہ شیریں کام فرمانے [کی طرح]

جی نکل جاتا ہے میرا جب کبھو آتی ہے یاد ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ وہ قسم [کھاکر] اوسی [ساعت] مکر جانے کی طرح

خار سے مژ [گا] ں کے جی ڈرتا ہے میرا بے طرح ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ رکھ مری [آنکھوں] پہ دیتے ہو کف پا بے طرح

بولنے تیرے سے جی اوٹھتے ہیں جن میں جی نہیں ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

[رنج] تنگ سے مہندی کے ہو جاتے ہیں آنسو لعل تر ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ رکھ کے ان پاؤوں پہ سر کوئی اوٹھائے کس طرح

خال گورے موںہہ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

کیا قیامت ہے کہ صفحے پر چمن کے رات دن ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کربلا کی واقعی [تحریر کرتی] ہے [ہوا] ... ورق ۲۱۷ الف

پوچھ کہو اے بلبلو کس باغ سے آتی ہو تم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ ہے ہمارے بھی تمہیں کچھ [آشیاں] کی خبر

لـه 'پاؤں' در نسخۂ اصل'

گریباں پھاڑتے ہیں دیکھ خوباں چمن کیونکر
نہ کیجے چاک ناصح اس ہوا میں پیرہن کیونکر

[بہار آخر ہوئ]ی ہے اپنے سینے دے گریباں کو
یقیں کر[تا] ہے کوئی اس قدر دیوان پن کیونکر

[راگ جوں بھر]تا ہے نے میں اسطرح [کی آگ سی]
[بھر رہی ہے] نالے ہمارے استخوا[نو]ں کو نہ چھیڑ

[باو]جود اس کے کہ ہے زخموں کے مارے خوں میں غرق
آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا [ہنوز]

پروا نہیں ہے ابر کی اس مشت خاک کو
کرلیں گے اشک سرخ ہمارا مزار سبز

نزع میں دیکھ مجھے یار جھجک کر بولا
کیا بری طرح سے مرتا ہے یہ بیمار کہ بس

کچھ پروبال میں طاقت نہ رہی جب چھوٹے
ہم ہوئے ایسے برے وقت میں آزاد کہ بس
تو نہ تھا پاس یقیںؔ ورنہ دوانا ہوتا
آج اسطرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس

ترے ستم سے مرا جی نہیں دھڑکتا ہے
[خو]شی سے قتل کی کرتی ہے جان [محرو]ں [رقص]

سرو کہتا ہے [زر]بان حال سے تجھ[قد]کو دیکھ
کیونکر کیجے ہائے اوس رعنا جواں سے اختلاط

[وصل یا]ر کبھی درد مندوں کو نہیں راحت [نصیب]
دیکھ لیجے [ش]مع کے ملنے سے پروانے کا حظ

رشک جیوں دلربائی کا زیبم دکھاتی ہے شمع
دیکھ تیرے حسن کے شعلے کو [جل جاتی] ہے شمع

ن۔ ا۔ ا۔ میں درج نہیں۔ اور نسخہ اصل میں سوراخ ہے۔ منقول از دیوان یقین مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ سنہ ۱۹۳۰ء

ون جنوں [کے آن] پہنچے ہوشیاراں الوداع — فصل گل نزدیک آئی اے گریباں الوداع
بے نگاہ گرم رہتا ہے مرا باطن سیاہ — حسن کا شعلہ ہے میرے دل کی خلوۃ کا چراغ
سالہا شور محبت کو چھپایا ہے یقیں — ہاتھ آخر ہو گیا میرے گریباں کا حم [لیف]
[اس ہوا میں رحم] کر ساقی کہ بے جام شراب — دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے یاراں کی [طرف]
اس [د] کھ میں دیکھ مرگ بھی مجکو سرک گئی — کیا غم نے کر دیا مجھے زار و نزار حیف

جنوں کے ہاتھ سے ایکدم نہیں محفوظ رہ سکتا — رفو کرنا یقیں میرے گریباں کے نہیں [لائق]

نچوڑتا ہے میرے دل کا لہو لے لیکر آہستہ — خدا شاہد کہ ہے شیشے سے ز[یادہ یہ] [سینہ] نازک
لبوں پہ زخم کے جی آرہا ہے مت نکل جاوے یہ — [خدا کیواسطے] کیجو نہائت ہی رفو نازک

جلتے بتوں سے نہ مل [ان تیلیاں کپڑونکے] ساتھ — جی دھڑکتا ہے مبادا آگ اوٹھے دامن کو آگ
دفن کیجیو مجکو آہستہ کہ میرے استخواں — ہو رہے ہیں مارے زخموں [کے] تنگ جوں شاخ گل

[چمن] میں مجھے دیوانے کے لیجانیکا [کیا حا]صل — دکھا کر گل جنوں کو شور پر لانے کا کیا حاصل

جفائیں باغبانوں کی یقیں کیا کیا اوٹھاتی ہے — وفاؤں چاہیئے شاباش بلبل مرحبا [بلبل]

ہاتھ لگتا گر زنان مصر کو یہ آفتاب — خواب ہو جاتا انہیں اوس ماہ کنعاں [کا] خیال
کیوں تو سیتا ہے عبث ناصح یقیں کا چاک جیب — ہاتھ اوسکا چھوڑتا ہے کب گریباں کا خیال
اس [دلبر]ی پہ تنک نظر کیجو — کس سے ہے [چشم چار میرا د]ل
[میرا ی [آ]نکھوں میں نشے نے اسطرح مارا ہے جوش — ڈالتے ہیں جسطرح بدمست میخانے میں دھوم

لمہ ا۔ ۱۔ میں یہ شعر درج نہیں، از دیوان یقین،

کروں میں کیوں کے قید[زُ]لف سے چھٹنے کی تدبیریں　　[پڑ]ی ہیں میری ہر انگشت میں جوں شانہ زنجیریں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں　　مرتا [ہے یہ] دیوانہ [اب] کھول دو زنجیریں
ماریں ہیں بتاں ٹھوکر پائو پہ [جو] سہر ٹیکے　　ہیں بندگیاں ان کے آئین میں تقـ[ـصیر]یں

ہجر میں جینے سے بہتر ہے ہلاک روز وصل　　یہ طرح کیا خوب راس آئی ہے پروا[نیکے تئیں]
اوٹھ گیا کہتے ہیں دیوانا یقیںؔ عالم سے ہاے　　اونے کیا آباد کر رکھا تھا ویرانے کے تیں

[ہاے میرا ہاتھ] مت پکڑو کہ جیب گل کی طرح　　چاک ہی کرنے میں ہے میرے گریباں کی پھبن

[نہ گذرا ہوگا] رنگیں کوئی مجسا باولے پن میں　　گریباں آپڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں
[پڑی کہتی تھی یہ بلبل] بہار آوے بہار آوے　　پڑا چین اب لگی جب رنگ گل سے آگ گلشن میں
یقیںؔ [سے جلتے جلتے] کی خبر کیا پوچھ کر لیگے　　پڑا ہوگا دوانا سوختہ سا کنج گلخن میں

ہم گئے کام سے مرغانِ چمن سے کہیو　　فرض کیجے کہ چھٹے طاقت پرواز کہاں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجکو　　کیا عیش کر گیا ہے ظالم [دوا]ن پن[یں]
کعبے بھی ہم گئے نہ چھٹا ان بتوں کا عشق　　اس [د]رد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
جھکے گر سر نہ تو اہل تکبر کا تو کیا　　فرز آدم ہے جو ابلیس کا مسجود نہیں
یہ سینہ عشق میں محروم در[د و] داغ نہیں　　ہزار شکر کہ یہ ملک بے چراغ نہیں

کوئی بھی دیتا ہے لڑکوں کے ہات شیشۂ دل　　[یقیں میں غور سے دیکھا] تو کچھ شعور نہیں
[ین] یقیںؔ کے باغ میں جا کر بتاں کہتے ہیں سب　　میر گل میں جی نہیں لگتا وہ سودائی نہیں

ہر ایک نے راہ میں اوس کی کیا ہے چشم کو جاری　　کرے کس آبجو پر رحم وہ سرو رواں دیکھیں

گالی بھی سہہ گئے ہیں ماریں بھی کھائیاں ہیں　　کیا کیا تری جفائیں ہم نے اوٹھائیاں ہیں
خسرو کے مونہہ پہ چڑھنا اور بے ستوں سے بھڑنا　　کچھ عاشقی نہیں ہے زور آزمائیاں ہیں

کوئی دن چلنے پھرنے دیں عبث زنجیر کرتے ہیں　　دوانا مجھا کب جیتا ہے کیوں تدبیر کرتے ہیں
[نگہ کرنے میں ان کے] کام ہوتا ہے تمام اوس کا　　یقیں کے حق میں یہ خوباں بہت تقصیر کرتے ہیں

چمن کے بیچ کلمیاتی ہے جیسے شاخ سنبل کی　　ہوے ہیں اسقدر دل جمع اوس زلف پر [یشاں] ہیں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اسکو کہتے ہیں　　پھر اوٹھنا بے دماغوں کا [قیامت] اسکو کہتے [ہیں]
ہوئی جا بار شیریں کو کہن [کے] بعد خسرو کی　　وہ کیا تھا زخم تیشے [کا جراحت ا] سکو کہتے ہیں
یقیں مارا گیا جرم محبت پر زہے طالع　　شہادت اسکو کہتے [ہیں سعادت اسکو کہتے ہیں]
مے گلرنگ جوں شیشے سے جھلکے معنی شوخی　　نمایاں ہیں تر[ی] صورت سے صور[ت] اسکو کہتے ہیں
چمن میں شاخ [ہل] جاتی ہے جیسے گل کے کھلنے سے　　لہک جاتا ہے دم لیتے نزاکت اسکو کہتے ہیں

[عمر آخر ہے] جنوں کر نو بہا [ر ا]ں پھر کہاں　　ہاتھ مت پکڑو مرا یا رو گریباں پھر کہاں
چشم تر پر گر نہیں کرتا ہوا پر رحم کر　　دے لے ساقی ہم کو مے ابر بہاراں پھر کہاں
یار جب پہرے جواہر کر چکا لے دل جی نثار　　جل چکا اے پروانہ یہ رنگیں چراغاں پھر کہاں
اس طرح آزاد کب صیاد چھوڑے گا تمہیں　　بلبلو دھومیں مچالو یہ گلستاں پھر کہاں
ہے بہشتوں میں [یقیں سب] کچھ [ولیکن د] رد نہیں　　بھر کے دل رو [لیجیئے یہ] چشم گریاں پھر کہاں

لہ　"زنجیر" در ہر دو مصرع در نسخۂ اصل - ا ۔ ا میں یہ شعر مرقوم نہیں " تدبیر" از دیوان یقین

تم ہمیں کرتے ہو یوں پامال اے خوش قامتو   دیکھتے ہو قمریوں کو سر پہ بٹھلاتا ہے سرو
جو کرنی ہے تو اپنی فکر کر [لے نو] بہار آئی   خدا کیواسطے یہ بات دیوانے سے کہدیجو

اسیران قفس کی نا امیدی پر نظر کیجو   بہار آوے تو اے صیاد مت ہمکو خبر کیجو
نہ کر شوخی مبادا تاب کھا جاوے کمر تیری   ٹک اس قد کی نزاکت پر نظر اے مو کمر کیجو
یقیں سے چلتے بلتے کا سر اتنا بھی نہ ٹھکراؤ   اس آتش سے ارے دامن دراز ٹک حذر کیجو

کھڑا ہے سرو نپٹ بن بنا کے رعنا ہو   جو یار پردے سے نکلے تو [کیا تماشا ہو]
[لہو] یقیں کا جو پیتا ہے تو میں ڈرتا ہوں   خدا کرے کہ تجھے یہ غذا گوارا ہو

اپنی بیدردی کی سوگند ہے تجھکو اے مرگ   تو نے دیکھا ہے یقیں سا کوئی رنجور کبھو

جی نکل جائے گا خشاک کا بلبل کی طرح   گلرخاں جامۂ رنگیں کو معطر نہ کرو
باندھ کر [مجھ پہ کمر لطف] نہیں غیر کا قتل   اپنی بیداد کے مضموں کو مکرر نہ کرو

[حنا] کی طر[ح] میں اپنا بحل کیا ہے خوں   بتاں شہید کرو خواہ دستگیر کرو

گرہ کھولو نہ زلف یار کی شانے کو مت چھیڑو   چھو[ڑو] مت دل کی زنجیر ایسے دیوانے کو مت چھیڑو
یہ محراب نماز بے خودی ہے زاہدو سمجھو   خدا کے واسطے مستوں کے پیمانے کو مت چھیڑو

میں پوچھا اے صنم ہم بھی کبھی کچھ یاد آتے ہیں   کہا [او]س شوخ نے ہم ہیں کہ اکثر عید قرباں کو

جو نہ جی سکتے ہوں بیتابی میں پھر وہ کیا کریں   جی نکل جانے میں کیا ہے بیقراروں کا گناہ

ورق ۲۰۲

نمک ڈالا ہے مجھ میں اے ہما شور محبت نے — کبھو کھائے ہیں تو نے اس مزے کے استخواں سچ کہہ

ہزاروں آبجو آنسو کے تیرے ساتھ پھرتے ہیں — تو کس گلزار کا ہے سرو اے رعنا جواں سچ کہہ

کہاں تا[ثیر ہے] نالوں میں اے مرغ قفس چپ رہ — عبث صیاد کو آزردہ کیوں کرتا ہے بس چپ رہ

یقیں یہ نالہ تیرا کیا بلاا[و] ے گا ڈرتا ہوں — لگا مت آگ اپنے گھر کو اے آتش نفس چپ [رہ]

مونھ اپنا نہ دکھا کر ہو جائے گا دیوانہ — آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری خانہ

کچھ عمر میں نہیں باقی ساقی تو شتاب آجا — ڈرتا ہوں چھلک جاوے لبریز ہے پیمانہ

ہوں دور پہ جی میرا راتوں کو ترے گھر پہ — پھرتا ہے پڑا جیسے فانوس پہ پروانہ

[و سن بستی] پوش سے آغوش رنگیں کیجیے — جی میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

بہار آئی ہے اور ہم گلستاں میں جا نہیں سکتے — خدا کے واسطے تو ہی کہہ اے صیاد کیا کیجے

بہار آئی ہے جب سے تپ ہے رگ میں تھم نہیں سکتا — دعا اس مشت خوں کی نشتر فصاد کو پہنچے

نہ بجھنے دیجو اسکو گرم رکھیو آہ و نالے سے — یہ دل ہے مشت خاکستر کا تیری اخگر اے قمری

یقیں کے واقعے کی سن خبر وہ بدگماں بولا — یہ دیوانا کچھ ایسا تو نہ تھا بیمار کیا کہیے

گلا تو پھٹ گیا نے کی طرح فریاد سے میرا — قیامت دور ہے کس دن ملیگی داد کیا جانے

ہمیں کانٹا قفس کا شاخ گل سا جی میں چبھتا ہے — اسیری کے مزے کو بلبل آزاد کیا جانے

درختوں سے نہ دے تشبیہ اوس قد کو یقیں ہرگز — اس اٹھکھیلے کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

[خطا] ہے آپ مرکہ یار کو دیتے رقیبوں کو — ہماری ہم سے پوچھو کوہکن کی کوہکن جانے
مزا پاتا ہے ہکلانے سے اوسکے اور مت پوچھو — چپکنے کی لبوں کے وجہ وہ شیریں دہن جانے[1]

جدا ہم سے ہوا تھا ایک دل نام اپنے یاروں میں — خبر اوسکی نہ پائی کیا ہوا اوس کو خدا جانے
میرے آنسو بھی مارے ضعف کے اب چل نہیں سکتے — کیا اے عشق مجکو ہاے ایسا ناتواں تونے
نہیں جوں پنجۂ گل ہاے ان ہاتھوں میں گیرائی — واگرنہ [یہ] گریباں [نذر] خوباں چمن کرتے

یہ وے آنسو ہیں جن سے دہر آتشناک ہو جاوے — اگر پیوے کوئی یہ آب جل کر خاک ہو جاوے
گنہ گاروں کو ہے امید یہ اشک ندامت سے — کہ دامن شائد اس آب رواں سے پاک ہو جاوے
نہ جا گلشن میں بلبل کو خجل مت کر کہ ڈرتا ہوں — یہ دامن دیکھکر گل کا [گر] یباں چاک ہو جاوے
عجب کیا ہے تری خشکی شامت سے جو تو زاہد — نہال تاک بھٹلا وے (تو) وہ مسواک ہو جاوے
دعا مستوں کی کہتے ہیں یقیں تاثیر رکھتی ہے — الٰہی سبزہ جتنا ہے جہاں میں تاک ہو جاوے

ورق ۲۷۵

دیار حسن تو ہے خوش ہوا پہ یہ بڑی[2] مشکل — کہ لٹ جاتا ہے یہاں جو کارواں جنس [وفالا] وے

یقیں زنجیر میں ہے تب تو عالم میں نہیں چہلیں — جو ٹک چھوٹے یہ دیوانہ تو کیا دھومیں مچا دیوے

خوش آئی ہے مجھے یہ بات ایک مجنون عریاں سے — کیا کیجے کہاں تک چاک گذرے ہم گریباں سے

بتا [ل کی سج] نے دیوانا کیا ہے ہم کو محشر میں — گریباں کہ ہم اپنے خون لینگے ان کے دامن سے
یقیں کچھ دام میں پھنسنے کا اندیشہ نہیں ہم کو — یہ اتنا ہے کہ ٹک آباد تھا یہ گلستاں ہم سے

---

[1] یہ شعر ا۔ ا۔ میں نہیں۔ [2] بڑی ا۔ ا۔

گذر جا وصل سے گر ہجر میں دیکھے رضا اوسکی　　محبت میں یقیں لینا ہے نام مدعا کوئی

نگاہ یار کی کوئی زباں ابتک نہیں سمجھا　　یہ وہ باتیں ہیں نازک جن میں آئنہ بھی حیراں ہے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے　　ترا برا نہیں یہ شغل کچھ [بھلا] بھی ہے

اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جاے کہیں　　یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے

یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا　　کسو کا دل کبھو پائوں تلے ملا بھی ہے

یہ آرزو ہے کہ اوس بیوفا سے میں پوچھوں　　کہ میرے بے مزہ [ا]لکھنے میں کچھ مزا بھی ہے

یقیں کا شور جنوں سن کے یار نے پوچھا　　کوئی [قبیلہ]مجنوں میں کیا رہا بھی ہے

ابتو ناصح کو بھلا سینے دو [میرا] چاک جیب　　تار تار اس [ضد] سے کر ڈالوں گریباں تو سہی

اپنے بندوں کو بلا کر داغ کرتے ہیں یقیں　　ان بتوں کی ضد سے ہو جاؤں مسلماں تو سہی

مفت کب آزاد کرتی ہے گرفتاری مجھے　　جی ہی آخر لے کے چھوڑیگی یہ بیماری مجھے

میں جو بن غمخوار ہرگز جی نہ سکتا تھا کبھو　　ان دنوں کرنی پڑی ہے دل کی غمخواری مجھے

کیا لگا لیتا ہے خوباں کو یقیں کرتی ہی داغ　　آئنہ کی سادہ لوحی سا تھ پہ کاری مجھے

کم نہیں جوہر فولاد جواہر سے یقیں　　ہے بہ از سلک گہر عشق میں زنجیر مجھے

یار آیا پہ مجھے ہوش نہ تھا کیا کہئیے　　نہ کیا اس دل دشمن نے خبردار مجھے

یقیں جاتا رہا گر بلبلوں کے ساتھ جانیدے　　کوئی اس بے مروۃ دل کو اپنے پاس کیا رکھے

زنجیر میں بالوں کی پھنس جانے کو کیا کہیے — کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے توقع کیا — اپنے نے کیا یہ کچھ بیگانے کو کیا [کہیے]

جو یار غیر کے ساتھ اس طرف سے ہو گذرے — خدا کے واسطے کوئی مجھے خبر نہ کرے

حق مجھے [با] طل آشنا نہ کرے — میں بتاں سے پھروں خدا نہ کرے
دوستی بد بلا ہے اس میں خدا — کسو دشمن کو مبتلا نہ کرے
رو میرے کو خدا قیامت تک — پشت[1] پا سے تری جدا نہ کرے
ہے وہ مقتول کافر نعمت — اپنے قاتل کو جو دعا نہ کرے
ناصحو یہ بھی کچھ نصیحت ہے — کہ یقیں یار سے وفا نہ کرے

قیامت آپ پر اوس قد سے لا چکے ہم تو — کہاں تلک کوئی محشر کا انتظار کرے

نگہ چبھتی ہے دل میں تیرے ابرو کے پھڑکنے سے — وا گر نہ تیر لگتا ہے [پریشاں] جو کماں لرزے

اگر پاوے گلی تیری تو بلبل گلستاں بھولے — ترا نقش قدم دیکھے تو اپنا آشیاں بھولے

[نہ دی] فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلے — ہم آخر ہو گئے دامنگیر [اس] چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پشت [پا] پر متصل تیرے — گریباں پھاڑ دیے اسپر کہ [کیا] طالع تھے داماں کے
جو مجنوں آ[2] ہوا ان دشت سے خوش تھا تو وہ جانے — یقیں ہم تو دوانے ہیں اسی شہری غزالاں کے

بہار آئی بجا و [عند] لیبو سا [ز عشرت] کے — گئیں [حسرت] کی [و] سے راتیں گئے وے دن مصیبت کے

---

[1] کف ا۔ ا۔   [2] کذا در ہر دو نسخہ ،

ہمیں مار سیاہ زلف کے کاٹے سے کیا ہووے — کہ [ہم] ایک عمر سے عادی ہیں خال لب کی افیوں کے

بتاں کی بادشا [ہی] کے سپہ [سا] لار عاشق ہیں — بٹھائے بے ستوں میں کوہکن نے نقش شیریں کے

موا جاتا ہوں مت اتنا بھی کس کر باندھ بالوں کو — ٹک ایک ڈھیلی تو کر دے جان زنجیر اس دوانے کی

ورق ۳۷۶

یکرنگ

تخلص دو کس پیشنا[1] سم

اوّل غلام مصطفےٰ خاں مرحوم وے از شعرائے قدیمی و از دوستان صمیمی و از تلامذۂ سخن سنج فیض گستر مرزا جان جان مظہر علیہما الرحمۃ و الغفران است گویند کہ بسیار سیر مشق و خوش فکر و در عالم آشنائی وحید عصر و فرید دہر بود. ایں سیزدہ شعر از ان آں مرحوم است ؎

یکرنگ (۱)

زبانِ شکوہ ہے مہدی کا ہو[2] پات — کہ خوباں نے لگائی ہے مجھے ہات

یکرنگ پاس اور سخن کچھ نہیں بساط — رکھتا ہوں دو نین جو کہو تو نظر[3] کروں

فیہ شئے لکن بحاز فی لسان الاقدمین ؎

اوس زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال — یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

یکرنگ نے تلاش کیا ہے بہت ولے — مظہر سا اس جہاں میں کوئی میرزا نہیں

پارسائی اور جوانی کیوں کے ہو — ایک جاگہ آگ پانی کیوں کے ہو

جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل — دل بلبل شکستہ کرتا ہے

نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے — دل سے صبر و قرار جاتا ہے

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد — ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

[1] میدانم ا۔ ر۔ [2] کذا در ہر دو نسخہ ۔ سر پات؟ [3] کذا در ہر دو نسخہ [4] ا۔ ر میں یہ شعر نہیں،

جس کے درد دل میں کچھہ تاثیر ہے　　گرجواں ہے وہ تو میرا پیر ہے

لگے ہے خوب کانوں میں بتوں کے　　سخن یکرنگ کا گویا گہر ہے

نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے　　نہ مجکو وہ دماغ و دل رہا ہے

کیا جانیے کہ وصل تیرا ہو کسے نصیب　　ہم تو ترے فراق میں اٹھے یار مر گئے

اوسکو مت جانو بتاں اوروں کی طرح　　مصطفٰے خاں آشنا یکرنگ ہے

یکرنگ (۲)

دوم

زرگر پیرے صاحب شعور در قصبۂ سہارنپور ہند و نژاد لیکن خیلے نیک نہاد این بیت اوراست ؎

سخت مشکل ہے لکھوں صاف تو ہوتے ہو خفا　　اور جاتے ہو سمجھ تک بھی جو ایہام لکھوں

یکدل

تخلص ولاور خاں مرحوم است وے برادر کوچک مصطفٰے خاں یکرنگ وازشعرائے صاحب فرہنگ وصاحب دیوان و پاکیزہ بیان بود گوئند کہ در بدو حال ہمرنگ تخلص می نمود اما از بزرگے ثقہ بدریافت رسیدہ کہ تخلصش ہیرنگ بود محتمل کہ ہرسہ تخلص متخلص شدہ باشد بہرکیف این چار بیت از زادہائے طبعش این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنواں ہے میرا　　یہی توحید ہیں مصرع [ع] سر دیواں ہے میرا

ایں مطلع سر دیوانش اشتہار تمام دارد ؎

نہیں مطلب مجھے کچھہ باغباں سے　　یہ دیوانا ہوں گل کی رنگ و بو کا

خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا

یار کا جب خیال آتا ہے ہوش میرا تمام جاتا ہے

یوسف

تخلص میر یوسف علی است سلمہ ربہ و دام بہجتہ وے جوانے است از دودمان شرافت و خاندان نجابت کہ دست بیعت بدست حق پرست آگاہ رموزات صفتی و عینی سید شیخ علی خاں حسینی دادہ مدظلہ و سلمہ ربہ و از خدمت سراپا برکت جناب ہدائت انتساب حضرت ایشان فیوضات دنیوی و اخروی می رباید و کسب سعادات کونینی می نماید گاہ گاہ کہ شعر ریختہ از طبعش سر می زند باصلاح برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق میرسد مدعمرہ و زاد قدرہ ایں ہفدہ شعر از گفتہائے آں والا نژاد مسکیں نہاد است ؎

باتیں پڑے بنائیے دیتا ہوں دل کوئی سمجھوں ہوں خوب آپ کے میں داؤگھات کو

یہ تو ظالم تری شوخی نہ خوش آئی مجکو غیر کو لطف سے دشنام رکھائی مجکو
دل جلا جان جلی بلکہ کلیجہ دہکا گرمی عشق نے یہ آگ لگائی مجکو
صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی تو نے اے شوخ بھلی راہ دکھائی مجکو

نہ کچھہ دل نے [بدی] کی اور نہ آنکھوں نے برائی کی میری قسمت ہی کھوٹی تھی کہ اوس سے آشنائی کی
تجھے کاہیکو دل دینا مصیبت مول کیوں لینا اگر ہوتی خبر پہلے سے تیری بے وفائی کی
نہ آیا میری بالیں پر کبھو وہ مہ جبیں ہرگز عزیزو بارہا اپنی سی طالع آزمائی کی
نہ جا سکتے ہیں اوس تک ہم نہ قاصد پہنچ سکتا ہے صبا تو ہی خبر لے جا ہماری نارسائی کی
نہ کی بے درد کے دلمیں ذرا تاثیر اے یوسف ہوا کیا آہ نے گر عرش اعظم تک رسائی کی

غلط فہمی ہے یہ کہتا کوئی اوسکو کہاں دیکھے
اگرچہ تم بصیرت ہو جہاں چاہیے وہاں دیکھے

نہ دیکھے آنکھ اوٹھا کر پھر کبھو محراب کعبے کو
اگر [تو یک] نظر اے شیخ وہ ابرو کماں دیکھے

برنگ لالہ جو آٹھوں پہر جلتا ہو فرقت میں
وہ اے رشک چمن پھر خاک سیر گلستاں دیکھے

ولا جاتا ہے تو اوس پاس میرا جی دھڑکتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو تجھکو رقیب بدگماں دیکھے

صبا یہ عرض کیجو جا کے اوس رشک زلیخا سے
رہے در پر ترے یوسف اگر تیرا مکاں دیکھے

وہ سرخ شال اوڑھے ہیٹے مست خواب ہے
یا یہ شفق کے بیچ چھپا آفتاب ہے

یوسف اوسے خیال نہیں اور کچھ یہاں
سیماب وار دل کو غضب اضطراب ہے

یوں تو سبھی عاشق ہیں ترے یوسف ثانی
یوسف سا پہ جانباز خریدار کہاں ہے

ورق ۲۰۰

در تذکرہ شعرا کہ نامہا یا احوال آں کماہی بدریافت نرسیدہ یا بعد تحریر ایں نامۂ عنبریں شمامہ بر اسامی سامیہ ایں سخن طرازان یا بر بعضے از احوال [خیریت] اشتمال ایشاں مطلع گردیدہ وازیں ہردو نوع .. شاعر است کہ بترتیب حروف ہجا دریاب سلک کشیدہ شد و مجموع اشعار شاں . . . . شعر است کہ منجملہ آنہا .. رباعی واقع گردیدہ

آزاد

تخلص عزیزے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ ایں یک شعر از ان آں مغفور است ؎

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہم کو آئیں　　پر جسے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

بعضے از معاصران میر عبدالولی عزلت زبانی آں عالی مرتبت بدیں طور استماع ایں شعر نمودہ اند ؎

آئیں جہاں کی ساری آزاد صنعتیں پر　　ایسا ہنر نہ آیا جسے کہ یار ملتا

و در دیوان ولی بہ تضمین آں صاحب شان جلی مصرع ثانی چنیں دیدہ شد ؎

آزاد سوں سنا ہے یو مصرع مناسب　　"جسے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا"

آشنا

تخلص چار کس کہ دو کس ازاں مجہول الاحوال اند معلوم ایں کس است

آشنا (۱)

اول

کسے کہ ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا　　درد دل سے خبر نہیں رکھتا

کس طرح دل میں جاکروں اوسکے　　　نالہ میرا اثر نہیں رکھتا

آشنا کیا بنے گی آخر کو　　　تجھسے خانہ خراب کی صورت

آشنا (۲)

دوم

مہا سنگھ کھتری کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند این شعر از وے است ؎

تیری برگشتہ مژگاں جب سے میں دیکھیں ہیں اے ظالم　　　وہی آن اب تلک جی میں میرے ہر دم کھٹکتی ہے

آشنا (۳)

سیوم

حکیم مہر علی سہارنپوری وے از سادات آں قصبہ و ملکیان آنجا بود مدتے بتصدیان سرکار دولتمدار نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر صحبت گرم داشتہ سلیقۂ عملداری ہم رسانیدہ عاملی پرگنات می کرد و در طبابت ہم دستے داشت در سرکار نجف قلی خاں مرحوم بصیغہ طبابت در آخرہا[1] ملازم بود و سرانجام کام پرگنات ہم می نمود مردے بود خوش اختلاط بہ نیک ارتباطی ہمت می گماشت نظرے بر کتب نظم و نثر ہم داشت شعر فارسی و ریختہ بطور خود می گفت ایں چار شعر از واست ؎

اپنو شبنم کی طرح کیجے گذر آخر شب　　　لیجیئے گل سے ٹک ایک بوسۂ تر آخر شب

گل اگر ذرا دیکھے میرے چاک داماں کو　　　تار تار کر ڈالے اپنے بھی گریباں کو
موسم بہار آیا جوشش ابر و باراں ہے　　　آہ کچھہ بھی آتی ہے شرم چشم گریاں کو
گردباد کے مانند دم کا آشنا تھا دل　　　اوڑ گیا خدا جانے کون سے بیاباں کو

ورق ۲۷۹

آشنا (۴)

چہارم

مرزا جگن مرحوم پسر دویم قاضی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ بسیار جوان صالح و نیک خو و خوش طبع و کشادہ رو بود گاہ گاہ فکر شعر می کرد ایں [دو شعر] ازان اوست ؎

[1] کذا در ہر دو نسخہ "کار" ؟

نام خدا جوان ہو شوخی کو چھوڑ دو ‏ مہدی لگا کے نچلے رہو تو لگی رہے
کر ذبح مجکو کہنے لگے آشنا ہے تو ‏ گردن جدا تو کیا کروں ایک جو لگی رہے

آگاہ

تخلص عزیزے است فرخندہ فرجام نور خاں نام این مطلع از واست ؎

موںہہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی
باتیں بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

احمد

تخلص سہ کس کہ بدو کس ازاں اشارتے در حرف الالف رفتہ می شناسم

اوّل عزیزے از قدما کہ دیدہ شد چندے از اشعارش در دیریں سفینہا این سہ بیت اوراست ؎ (احمد ۱)

گر بیضۂ زاغ کسے در زیر سیمرغ نہد ‏ از اصل خود نا نڈ بروں آخر گکیلا ہوئے پر
گر طفلکے بازیگرے خوانندہ و عالم شود ‏ اصلے کہ دارد کے رود آخر زنبورا ہوئے پر
گر بچۂ شیرے کسے باشیر روبہ پرورد ‏ مروی کہ دارد کے رود آخر بگہیلا ہوئے پر

دوم شخصے از سکنۂ دار السرور برہانپور شیریں کلام غلام احمد نام این دو شعر اوست ؎ (احمد ۲)

شکر خدا نشاط جہاں میں ہے آشکار ‏ غنچے دلوں کے کھل گئے گلشن میں ہے بہار
یہاں تک ہوا ہے جشن کہ شبنم چمن کے بیچ ‏ گوہر کے ڈالتی ہے گلوں کے گلوں میں ہار

سیوم مرزا احمد بیگ برادر کلاں مرزا بلو بیگ[۱] تشور اشعار متفرقہ دارد خوش می گوید این چار شعر از واست ؎ (احمد ۳)

نہ پہچے جسکی وسعت کو کبھو دامن بیاباں کا ‏ یہ اے دست جنوں وہ چاک ہے اپنے گریباں کا
خوشی سے پیرہن میں پھول کب پھولے سماوینگے ‏ کیا جب قصد تونے گلبدن سیر گلستاں کا
اس اپنی آفتابی ڈھال اور تیغ مہ نو پر ‏ پھرے ہے سب سے کج ظالم فلک بھی ہے بڑا بانکا

---

[۱] چھپے ۱۔ ۱۔ ۲ کذا۔ بلو بیگ؟ دیکھو تشور جلد اول۔

میں اپنے کلبۂ احزاں میں بستر غم پر — پڑا تھا جوں گل صد برگ با دل صد چاک

احسن

شاعرے است از جنوبیاں کہ محمد مولیٰ نام دارد و بر تشبیہ و کنایہ بیشتر ہمت می گمارد این دو شعر او راست ؎

کیوں عید نہ ہو ہر مہ اس ظلم کے مارے پر — نکلے ہے ہلال اوس کے ابرو کے اشارے پر
دو عکس نظر آویں پانی میں مہ و خورسے — تو شب کو جو آجاوے دریا کے کنارے [پر]

احسان

تخلص عزیزے است از دودمان حری الاحترام میر غلام علی نام کرد [و در] خجستہ بنیاد حیدرآباد سکونت دارد و خلق آنجا ویرا از زمرہ سخن طرازاں می انگارد این مطلع اوست ؎

حاسدوں کی عقل تا فرجام حیراں ہوگئی — عید بھی آکر ترے در پر سے قرباں ہوگئی

اخگر

تخلص لالہ ٹیک چند دیوان مرزا خورشید[1] صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاندار شاہ مرحوم است این چار شعر ویراست ؎

کون کہتا ہے کہ ہم نے مے پرستی چھوڑ دی — رات دن پیتے ہیں مے پہ مے پرستی چھوڑ دی
ہو گیا دریائے عصیاں ہم کو بحر مغفرت — شکر جب اشک ندامت میں پرستی چھوڑ دی
دو جہاں دیکھے ہیں ملتا تھا ہمیں وہ دلربا — ایسی شے نایاب جس سے مفت مستی چھوڑ دی
کیوں کیا اخگر نے یاد و ترک لذات جہاں — اس کی خاطر اوس نے یوں خاطر پرستی چھوڑ دی

[1] مرحوم ۱۰۱۰ [2] کذا در ہر دو نسخہ و تذکرہ کریم الدین ص ۲۸۶ ۔

ورق ۳۸۰

اسد

تخلص رائے کیرت سنگھ کھتری شعرش خالی از کیفیت نیست این دو شعر از واست ؎

ہر مست پر کے آنے سے شعلے کا گل کھلا　　　پروانہ بلبلوں کو جو آیا بہار کا

چشم کو حال سے عاشق کے یہ بیہوشی ہے　　　دل جو حیراں ہے تو یہاں سرمۂ خاموشی ہے

اشرف

تخلص عزیزے است نیکخو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد اشرف نام این مطلع او راست ؎

آ بیٹھو تو ٹک باتیں کریں تم سے میاں ہم　　　پھر دیکھیے ایکدم میں کہاں تم ہو کہاں ہم

اطہر

بطاء مہملہ تخلص شریف زادہ ایست صاحب بصارۃ از اہل بیت طہارۃ سعادۃ آغاز فرخندہ فرجام میر غلام علی نام این شعر گفتہ وے است ؎

نہیں یہ مردمک چشم ساتھ آنسو کے　　　نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھوں میں

امید

تخلص شاعرے است از شعرائے خجستہ بنیاد حیدرآباد این بیت از گفتہائش کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ ؎

کیا جواہر خانہ الفت میں آب و رنگ ہے　　　معدن کو نہیں جسکے آگے کم از سنگ ہے

امین

تخلص خواجہ امین الدین مرشد آبادی است وے در شعرائے آنجا خوشگو معلوم می شود این مطلع ا

راست ؎

عمر کٹنی تو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی ۔۔۔ دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی

امیر

تخلص میر علی است وے سید زادہ ایست خوبی التیام شیریں کلام مولدش شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد گردش دور دوار دریں ایام نافرجام ویرا بدیار دکن افگندہ این نتیٔ شعرازان وے است ؎

عجب کیا ہے جو تربت میری ایک مخزن ہو پیکاں کا ۔۔۔ کہ دل پر ہے جراحت اب تلک اوس تیر مژگاں کا

یہ برج دلو میں ہے زحل یا اب دیکھیو کوئی ۔۔۔ نظر آتا ہے خال اوس ماہ رخشاں کے زنخداں کا

جلا دیویں قفس اور دام آتشبار آہوں سے ۔۔۔ اگر یکدم ہمیں صیاد دیوے حکم افغاں کا

عجب ایک حسرت آتی ہے مجھے جب رقص میں اوسکا ۔۔۔ کبھو جو یاد آتا ہے اوٹھا لینا وہ داماں کا

امیر اوس خط نورستہ کے کشتے کا نشاں یہ ہے ۔۔۔ کہ ہوگا اوسکی تربت پر درخت ایک سبز ریحاں کا

بجھائیں کون سی تدبیر سے ہم اے ساقی ۔۔۔ لگی ہے خرمن دل میں شراب سے آتش

نامہ بر سوز جگر میں جو رقم کرتا تھا ۔۔۔ ہو گیا سوختہ کاغذ وہیں تحریر کے ساتھ

درد ہوتا ہے یہاں اب بھی جو لگا ہے گا ہے ۔۔۔ دل کے پھوڑے میں کوئی چوٹ مگر باقی ہے

جب وہ دل لے کے چلے میں نے کہا آؤ گے پھر ۔۔۔ ہنس کے یوں کہنے لگے جان و جگر باقی ہے

انوار

تخلص کسے است کہ ایں مطلع وے بمن رسیدہ وبس ؎

کس تجمل سے چمن میں آج آئی ہے بہار ۔۔۔ مژدۂ عیش و طرب گلشن میں لائی ہے بہار

ببر

تخلص سخن سنجے است نیکخو از معاصران شاہ مبارک آبرو و ایں مطلع وے علیہ الرحمۃ کہ از سفینہاے دیریں بدست افتادہ بزبان قلم در دادہ ؎ ورق ۲۸۱

لم یلد مولیٰ تو ہی بے شک ہے خاص و عام کا — سب ترے محتاج ہیں کیا اولیا کیا انبیا

برق

تخلص لالہ بھگوان دت لکھنوی است لطف طبعش ازیں شعر کہ مرقوم قلم حقائق رقم گشتہ معلوم می شود ؎

نتھ کے حلقے میں تمہاری یہ لٹکتا ہے بلاق — خون مرا پینے کو یا آپ نے بچھو پالا

بیجان

تخلص عزیزے است افغان مسمیٰ بہ عزیز خان ایں سہ بیت او راست ؎

ایسے نادان نہیں ہم تم کو نہ پہچانیں[1] گے — ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

پیچ دیتا ہے تجھے کہہ کے برادر یہ رقیب — اوسے دستار نہ اے خانہ بر انداز بدل

نہ بوے مشک ہوا ایسی نہ بوے عنبر تر — جو لپٹیں آتی ہیں گلرو ترے پسینے سے

بینوا

تخلص نوجوانے است کہ در عین عنفوان شباب ترک تعلقات دنیوی گزیدہ آزاد گشتہ و دست بیعت بدست حق پرست قدوۂ علماے حقیقت آگین مولوی رفیع الدین دام برکاتہم دادہ بے نوایانہ ایام بسر می برد اما نماز گزار و متشرع واقع شدہ گرد منہیات و مسکرات نمی گردد بہ مقبول شاہ اشتہار دارد شوق مرثیہ [خوانی]

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ، [2] 'دخانی' در نسخہ 'اصل'

ہم بہم رسانیدہ از حافظ محمد حفیظ حفیظ تخلص کہ دریں زمانہ تتبہ حالی یادگار میر عبداللہ مرحوم است مشق می نماند و
فوائد قواعد شعریہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میرباند ایں چار شعر از ان وے است سلمہ ربہ ؎

پڑے دست جنوں کے ہاتھ ہم جبدن سے اے ہمدم — گریباں ٹکڑے ٹکڑے دھجیاں دامان رکھتے ہیں
یہ رتبا ہیں نے پایا عشق میں اوس شاہ خوباں کے — بندھی سر پہ ہے سیلی اور فقیری شان رکھتے ہیں

کہیں اوس زلف کی لٹ کھل گئی ہے — چلی آتی ہے بو مشک ختن کی
شہید تیغ ابروے بتاں ہوں — مجھے حاجت نہیں غسل و کفن کی

بیتاب

تخلص سہ کس است کہ نرسیدہ از اں نام دو کس یابیں کس و بر اسم سیوم کس ظفر یافتہ و بس

بیتاب (۱) **اول** بزرگے ایہام گو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں سہ بیت از وے است ؎

ابرو اوس کے ہیں ہلال کے مانند — خال اوس کا بلال کے مانند
کیوں نہ ہم سے ہو وہ سجن باغی — قد ہو جس کا نہال کے مانند
گلرخوں کی گلی میں اے بیتاب — خاک پا ہے گلال کے مانند

بیتاب (۲) **دوم** شخصے از تلامذۂ قیام الدین علی قائم ایں شعر وے است ؎

بیتاب بھی کیا جواں تھا اے واے
ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب (۳) **سیوم** ہندوے مطیع الاسلام سیوک رام نام ایں دو شعر او گفتہ ؎

نہ رہے باغ جہاں میں کبھو آرام سے ہم — پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
اپنے مذہب میں ہے ایک شرط طریق اخلاص — کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم

ورق ۳۱۲

تاثیر

تخلص میر صادق علی حیدر آبادی است ایں شعر کہ در توصیف شمشیر گفتہ است از وے است ؎

اعدا کی صف پہ جب چلے وہ تیغ آب دار ہوں ایک کے [تو] دو وہیں اور دو کے وہیں چار

تمنا

تخلص میر اسد علی جنوبی است و ایں مطلع از قصیدہ گفتہ او سے

کرتا ہے کار بستہ سے نت چرخ وا گرہ
ناخن ہلال پاس ہے انجم ہے تا گرہ

تھانیسری

تخلص شاہ امام بخش تھانیسری است وے درویشے است نیک نہاد سعادت بنیاد از سلسلہ علیہ قادریہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کہ نسبت ارادۃ بہ یکے از اولاد امجاد حضرت قمیش قادری قدس سرہ دارد و اوقات شبا[1] روزی خود در وبشانہ بسر می آرد گاہ گاہ بطور خود شعر موحدانہ از طبعش می] تراود ایں [چہار] شعر از وے است سے

اس جہاں میں اوس جہاں میں کون ہے	ہر نہاں میں ہر عیاں [میں کو]ن ہے
ہے جو کھلا [تا] تجلی دمبدم	ہر جمال دلبراں میں کون ہے
تو کہے میں گفتگو سے پاک ہوں	پس یہ گویا ہر زباں میں کون ہے
لوگ کہتے ہیں خدا ہے لامکاں	پھر زمین و آسماں میں کون ہے

جعفری

تخلص مردے است از ممالک شرقیہ کہ ایں قطعہ دو بیتی در تاریخ بلدہ سرور نگر از و است سے

بنی ہے تازہ یہ آبادی سرور فزا	بجاہ و دولت و اقبال و شان و شوکت و فر
کہی ہے میں نے بھی یہ جعفری عجب تاریخ	رہے ہمیشہ یہ آبادی سرور نگر

[1] ۵ شبانہ ۱۰۱۔

جلال

تخلص عزیزے است از سکنۂ خیر بنیاد فیض آباد کہ ایں شش شعر او راست ؎

قدر عاشق کی وہ کیا جانے کہ آپ ہی شب و روز عشق رکھتا ہو جو شخص اپنی خود آرائی کا[علہ]
دل دیا مفت اب اوس آئنہ رو کو افسوس میں تو حیراں ہوں جلال اس تیری دانائی کا

اب تلک بازار میں بیٹھے ہیں جس کی دید کو کیوں نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اوس بے دید کو

کیا ہوا قہر جو کل جانب ابرو دیکھا اتنی تم بات پہ بس کھینچنے تلوار لگے
ایک عالم ہو خریدار نہ کیوں سوجی سے بیٹھنے جب کہ وہ یوسف سر بازار لگے

جوشش

تخلص [دو کس] می شناسم

اول شخصے سعادت التیام محمد روشن نام ایں روشن مطلع وے راست ؎ — جوشش (۱)

دل میں ہے اب قرب میں آئینہ ساں پیدا کروں وہ مجھے دیکھا کرے اور اوسکو میں دیکھا کروں

دوم محمد عابد عظیم آبادی کہ ایں دو شعر وے بمن رسیدہ و از لطف طبعش طبیعت محبت طویت — جوشش (۲)
خیلے خوشدل و محظوظ گردیدہ ؎

جوں آئنہ یہ ستم رسیدہ رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمہارے در پہ جو دریاں نے آستیں پکڑی برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

جوہر

تخلص مرزا احمد علی نامی قزلباش است کہ ازیں مطلع گرم و پر سوزش جوہر قابلیت وے مستنبط

علہ نیہ نسخہ (مذ)

می شود ؎

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیاں ہو   اے مرغ نالہ کچھہ ہو یکمشت پرفشاں ہو

جہانگیر

تخلص میر جہانگیر لکھنوی است وے مردے است کہ بہر دو زبان سخن میگوئد ورخش ہمت بمیدان فارس و ہندمی پوئد از بزرگ زادہاے بلدہ موسوم و از شریف زادہاے آں مرز بوم است اکثر بعمدگی ایام بسر فرمودہ[1] حالا دور دوار و برا سخت تنگ نمودہ خداش فلاح نصیب کند ایں غزل پنج بیتی خود بمن نوشتہ دادہ او راست ؎

وہ کافر میرا درد کیا جانتا ہے   جو گذرے ہے مجھپر خدا جانتا ہے
غم و درد ہجراں سے واقف نہیں ہے   یہ ناصح فقط مغز کھا جانتا ہے
یہانتک ہے او سپر دل زار مفتوں   جو گالی بھی دے تو دعا جانتا ہے
محبت جسے کہتے ہیں ہے وہ مشکل   سو وہ ایسی باتوں کو کیا جانتا ہے[2]
ہسانا ہے ہر یک کو وہ شوخ ظالم   جہانگیر کو ہی رولا جانتا ہے

حامد باری

عزیزے بود از قدما بزبانے کہ داشت سخن سرا حسب رواج آں وقت نکتہ پیرائی می فرمود ایں ہفت بیت [آں] ایں احقر تحریر نمودہ عفی اللہ عنہ ؎

عزم سفر چوں کروی ساجن نینو نید نہ آوے جی   قدر و صالت نا دانستم تم بن برہ ستاوے جی
موسم و وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جاے بجا   تم بن یہ گلزار و گلستاں مجھہ نہیں ساجن بھاوے جی

ورق ۳۸۴

---

[1] نمودہ ا. ا.   [2] و . ا. میں یہ شعر نہیں،

جانم برلب آمد جاناں ابتو مکھ دکھلاوو جی — دیدم روے بسے درجنہا میا کرونک آوو جی
قوس دوابرو تیراز دیده در جگرم ناگاه رسیده — کشتۂ خود را باز ندیده ایسی ماں نہ لاؤ جی
چشم د[و] قاتل برد قرارم غمزه مسنے تاب ندارم — زلف تو گوندهیردم مارم جب لٹکن اٹکاؤ جی
من زفراقت جوگی بھیا کانوں مندرا لٹکن کیا — گشت کنم ہردیس بدیسا سیامی بہچاپاؤ جی
صبر بکن تا چند بنالی اے دل خستہ حامد باری — حمد بگو[1] یا حضرت باری تو مجھہ آن ملاؤ جی

حمائت

تخلص عزیزے نیک نہاد در بلدۂ حیدرآباد کہ علم شاعری دراں نواح برافراشتہ و ہمت خود بیشتر بقصیدہ گوئی برگماشتہ ایں دو بیت از یک قصیدہ اش کہ بمن رسیده برشتۂ تحریر کشیده ؎

آج کے دن جو کھلا باغ مسرۃ کا در — دیکھتا کیا ہوں کہ ہے جشن چمن میں یکسر
اوسطرف نعرہ کناں سرو پہ قمری ہے وہاں — اسطرف بلبل شیدا ہے تصدق گل پر

حیدر

تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی است کہ ایں مطلع او راست ؎

ہے کدھر کو تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ تیرا عالم

حیرۃ

تخلص میر مراد علی مراد آبادی است کہ ایں دو شعر تر از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا یہ جہاں نقش برآب آخر کار — تاج سر پر سے گرا مثل حباب آخر کار
سادہ رویوں کی دلا مہر محبت پہ نہ بھول — مونہہ پہ دیوینگے تجھے صاف جواب آخر کار

---

[1] ’با‘ ’د.ر‘

خاص

تخلص عزیزے است از ممالک جنوبیہ کہ ایں دو بیت دعائیہ از قصیدۂ مدح ناظم آں دیار بمن رسیدہ و در رشتۂ تحریر کشیدہ ؎

تار کھے قطعہ گلشن کو جہاں کے مشموم — خاص اس تازہ مضامین کے چمن پھولوں کا
سروز بیندۂ گلزار دکن آصف جاہ — شمع تابندہ ایوان رواق کسریٰ

خیال

غیر از غلام حسین خاں سلمہ الرحمٰن تخلص کائث زادہ ایست خوبی التیام جیسکھ راج نام کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند و خیال طلب علوم عربیہ در سر دارد و بالفعل کتاب مستطاب فوائد ضیائیہ المشہور بہ شرح ملا کہ از نفائس فوائد نفس نفیس ملاے نامی مولانا عبد الرحمٰن جامی است قدس سرہ میخواند بہر حال ایں چار بیت از واست ؎

تو جور و ستم کر نہ سکھاے سے کسی کے — کچھ پھل نہیں پانے کا ستائے سے کسی کے
حسرت ہی رہی جی میں میرے آہ پس از مرگ — بالیں پہ دم نزع نہ آئے سے کسی کے
اے یاسمن او سے نہ مقابل ہو کہ جس کا — میلا ہو بدن ہاتھ لگاے سے کسی کے
پھر داغ جگر ہو گئے [غیروں کے] بھی تازہ — تربت پہ میری پھول چڑھاے سے کسی کے

ورق ۳۸۴

دارا

تخلص در ثمین دریاے سلطنت و ظل اللٰہی گوہر آبدار معدن خلافت و شہنشاہی فرزند دلبند قرۃ العین مہین پور بادشاہ بجماہ نبیرہ شاہزادۂ ولیعہد مرزا اکبر شاہ وارث تاج و تخت مرزا دارا بخت است طال اللہ عمرہ و زاد قدرہ طبیعت صافی طوبیت آں نہال بوستان شہریاری گل سر سبد گلستان تاجداری مناسبت کلی بدیں فن شریف دارد و شعر نغز و خوب از زبان گوہر فشان ایشاں می تراود ایں پنج بیت از ریختہاے طبع

دربارۂ آں والا نژاد است ؎

کیوں کے بیزار نہ اس عاشق غمخوار سے ہو　　اینو ملنے لگے تم اور بھی دو چار سے ہو
استراحت نہ کرے سایۂ طوبیٰ میں بھی وہ　　جسکو آرام ترے سایۂ دیوار سے ہو
گو نگو ہے دہن یار کا عقدہ یارو　　کیونکہ ظاہر یہ بھلا اب لب اظہار سے ہو
کتنے دل لے لیا بھولے سے تمہارا دآرا　　آج بیٹھے ہوے خاموش جو ناچار سے ہو

دل

تخلص دو کس می شناسم

دل (۱) اوّل غلام مصطفیٰ خاں فرزند دلبند غلام محی الدین خاں [بیوتات[1]] است و [سے] جوانے بود قابل و قابل دوست بسیار متعیشانہ اوقات بسر می برد [و] خوش زندگی می کرد ایں سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

سرمہ تیری آنکھوں کا ہوا بسکہ گلوگیر　　محشر میں تری کیا[2] کوئی فریاد کرے گا

سماگھٹا کا خدا تیرے بن نہ دکھلاوے　　برا لگے ہے یہ ابر سیاہ آنکھوں میں

کیا کیا سمے گذر گئے آنکھوں کے دیکھتے　　گویا کہ خواب بھی وہ خیالوں میں اب نہیں

دل (۲) دوم شخصے جدید الہدایتہ صاحب ورائتہ از قوم کھتریاں کہ خود را بزور آور خاں موسوم ساختہ افغان می گویاند ایں دو بیت او راست ؎

رات کی نیند گئی دن کا سب آرام گیا　　زلف خوباں میں بھلا تو دل بدنام گیا
یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام　　خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

---

[1] 'بیوتات'، نسخۂ اصل'　[2] 'کوئی کیا تری'

ذوق

تخلص نومشقے است از شاگردان محمد نصیر الدین نصیر کہ گاہ گاہ در مجلس شعرا حاضر می شود و غزل طرحی
ہم سرانجام می دہد ایں دو بیت منسوب بدوست ؎

مت در سے اوٹھا بہر خدا اپنے تو اے بت — بیٹھا مجھے اب رہنے دے دربان سمجھ کر

ٹک دیکھ اپنو چشم حقیقت سے اسکو ذوق — ہر طرف جلوہ گر ہے اوسی کا ظہور حسن[1]

رجا

تخلص کے است کہ ایں دو شعر او راست ؎

چنچل نچلا رہتا ہی نہیں اچپل اٹکھیلی بغل میں بھی
ہر بار جھجک چھاتی سے لگے بوسے پہ اٹک پھر ویسی ہی
کوا جو چلے گا ہنس کی چال د[و اپنی] چال بھی بھولے گا
اب دیکھیں رجا کوئی کہوے تو ہر بیت کمل ایسی ہی

ورق ۳۸۵

رحمان

تخلص سخن گوے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ [ولی] گفتارش بر دیہ آنوقت است
مبالات غلطی حرکات و اندیشہ تنگی الفاظ ایں صاحبان را اصلا نیست بہر کیف ایں چار بیت از گفتہاے ایں
بزرگ منجملہ اشعار کہ در سفینہاے قدیمی یافت درینجا نگاشت متہ عفی اللہ عنہ ؎

نازک لطافت نازنیں نازک میرا دلدار ہے — نازک دہاں نازک زباں نازک عجب گفتار ہے
نازک ہے رو نازک ہے مو نازک ہے بینی اور گلو — نازک بھواں نازک مژہ نازک عجائب یار ہے

---

[1] یہاں نسخۂ اصل میں نشان دے کر 'ذوق نومشق ماست' یا "بے سبب" حاشیہ پر مرقوم ہے جو ا۔ ۃ میں درج نہیں۔ آخری لفظ "بے سبب" بھی پڑھا جا سکتا ہے اور 'ماست' بھی ہو سکتا ہے'

نازک مزاج سیمتن نازک ہے سینا جوں سمن — گل سے ترم نازک شکن نازک سگلے کا ہار ہے
نازک پیارے کا دہن رحمان کرنا اک نظر — از بسکہ نازک گل ہے وہ نازک نظر درکار ہے

رحیم

از معاصران رحمان و ہمزبانان وے و مرد درویش نہاد است ایں ہشت شعر اوراست کہ ایں عاصی پر معاصی [را] بدل و جان خوش می آئند ؎

رتی بھر رات نہیں بیتا ہ مجلو چین دن اتنا — سکھی بھولی پھری بپتا بتھا میری سناوے کو

اری نادان تیں اپنے سجن کو کیوں رٹھایا ہے — رو ٹھا کر پیو کو جگ میں کنہوں نے ذوق پایا ہے
کیا کر پیو کی خدمت خوشی ہو ہو بھلی بدہ سیں — نفع اس بیچ ہے [تیرا] تجھے میں کہہ سنایا ہے
بہت پچتاوے گی میری نصیحت مان کہتی ہوں — سکھی کر راتدن سوں ہی پیارے کو جو بھایا ہے
تری سوں ہووے گا تجھ مہرباں اور پھر نہ روٹھیگا — رو ٹھلے کو منانے بن سکھی کیسے سہایا ہے
[منا] تو دیکھ تو اوسکو رہیگا کب تنئیں روٹھا — تو آرسے جو کچھ اُنے حکم تجھ اد پہ چلایا ہے
کہا کر بول اپنے سجن کو لاؤ چھاتی سے؟ — جیون کا پھل یہی جگ میں یہی لوگوں بتایا ہے
کہا کچھ نا سمجھ اچھوں سیانپ ہے سجن سوں مل — رحیم اپنا کرم کرلے سو پہلے تجھ بتایا ہے

رسوا

وے شاعر است از شعرائے قدیم صاحب طبع قویم از پیران کہن سال بہ تحقیق پیوستہ کہ وے غیر از آفتاب رائے جدید الہدایت است کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا [نجیب] الدولہ بہادر [ر] عفی اللہ عنہ درگذشتہ بہرحال ایں رسوائے قدیمی خوش میگوید و ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

کفن میرے پہ یارو یہ لکھانا — کسو سے کوئی دل کو مت لگانا
اپنے ظالم سے محبت کی ہے میں کیا پاؤں گا — یوں نظر آتا ہے مجکو روہی رو مرجاؤں گا

اشک رہتے ہیں بھرے دیدۂ گریاں کے بیچ — آنکھ لاگی ہے مگر چاہ زنخدان کے بیچ

رسا

تخلص مرزا بلخی خلف [الصدق] مر[زا عیدو] است وے (از) سلاطین تیموریہ دہلی ومطمورہ نشین نو محلہ است این دو شعر منسوب بدو است ؎

مثل سیماب ہو گیا اوس بن ۔۔۔ اس دل بے قرار کا عالم

[ہم بھی ہیں رسا وقت کے یہاں اپنے] سلیماں ۔۔۔ ہے قید میں ہر ایک پری زاد ہماری

رضا

تخلص دو کس میدانم

اول رضائے [دکنی] این دو بیت از قصیدۂ وے است کہ در مدح کسے گفتہ ؎ (رضا ۱)

ہیں کہاں لیسے بے عدیل ونظیر ۔۔۔ رائے جن کی موافق تقدیر (ورق ۳۸۷)
سیکھیا وے یہاں ارسطو بھی ۔۔۔ علم و حکمت فراست و تدبیر

دوم [مولوی عبد الرضا تھانیسری وے از مریدان شاہ امام بخش تھانیسری و مرد دانشمند است این سہ بیت از و است ؎] (رضا ۲)

آدمی بلبلا ہے پانی کا ۔۔۔ کیا بھروسا ہے زندگانی کا
کبھو ہنسا کبھو دکھانا آنکھ ۔۔۔ یہی شیوہ ہے دلستانی کا
ابنو تھانیسری رضا کو شاہ ۔۔۔ دیجئے حکم کامرانی کا

روشن

تخلص شخصے است کہ این شعر گفتۂ اوست ؎

جی میں یہ تھا کہ جان کیجے نثار ۔۔۔ ایکدم بھی وہ بے وفا نہ رہا

زمان

تخلص کسے است کہ این دو شعر از گفتۂ اوست در مدح خدا بندہ خان افغان مدار المہام سرکار دولتمدار نواب غفران ایاب احمد خان بنگش گفتہ ؎

باشان و باشکوہ وہ عالی مقام ہے — جس شخص کا خدا کی خدائی میں نام ہے

لاکھوں ہی اوسکے سایہ میں پاتے ہیں تربیت — تابع ہیں اوس کے سب وہ مدار المہام ہے

سبحان

تخلص مردے است سخنگو از شاگردان شاہ مبارک آبرو این بیت او راست ؎

جان و دل سب قبول ہے جانا
پر گلی میں تیری مجھے جانا

سپاہی

تخلص عز[یزے] ست شجاعت التیام شاہ قلیخاں نام این مطلع او راست ؎

ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچھہ کہے
کس کس کا موںہہ موندوں میاں کوئی کچھہ کہے کوئی کچھہ کہے

سخن

تخلص صاحب سخنے است از دیار جنوبیہ کہ این ہفت بیت از قصیدہ گفتۂ اوست ؎

جلوۂ حسن شقایق کی کہوں کیا میں مثل — آتش طور بھڑکتی ہے بہر دشت و جبل

رنگ ہے رنگ چمن پر کہ تماشے کے لیئے — شاہد نکہت گل آے ہے پردے سے نکل

فیض واشد ہے اس ایام تمام ایسا کچھ — خود بخود ہووے ہے حل عقدۂ مالاینحل

اسقدر سبز ہے صحرا بھی کہ اب گلشن سے — ہر واک پانو سے ہے سیر کا مشتاق کہ چل

دیکھ کر خوبی شاخ گل شبوے چمن
کیا عجب ہے پڑے فوارہ گر ایکبار اچھل

اسلیئے تیغ دو دم کھیچے ہے نت صبح بہار
تا خزاں کا چمن دہر سے مٹ جائے خلل

شاہد رنگ گل آغوش میں شاید آجائے
اسلیئے قوس قزح کھولے ہی رہتی ہے بغل

سرور

تخلص سیدزادہ البت سعادہ التیام میر فیض علی نام وے از اولاد امجاد سید ابراہیم برادر سید شمس الدین است قدس سرہ کہ مزار فائض الانوار ایشاں در قصبہ اجراڑہ کہ بدو مرحلہ از حضرت دہلی است واقع شدہ بزار و متبرک بودایں بزرگ از ساداۃ [اکبر] آوریہ است وطریقہ علیہ اش ستاریہ کرامات و [خوارق] عادات شے دراں نواح شیوع شایع دارد (۱) ودر سالے یکبار بایام رحلت آں بزرگوار اعنی در ماہ ذیقعدہ از ہفدہم گرفتہ تا بیستم مردم از اطراف واکناف فراہم آمدہ دادنیک اعتقادی میدہند حاصل کہ ایں میر فیض علی جوان است سعادۃ نشان نیک بنیان نہایت بعزت آراستہ وبغایت بمسکنت پیراستہ صالح پاکیزہ دین خوش عقیدہ سعادۃ آگین شوق تحصیل علوم عقلیہ بمرتبہ اعلیٰ دارد و اشتیاق حصول فنون نقلیہ بدرجہ قصوی محض بنابر کسب ایں سعادۃ عظمی از وطن مالوف ہجرۃ گزیدہ بکلبہ ایں خاکپاے طلاب جہان بحضرۃ دہلی سکونت ورزیدہ دامن بر زدہ بسعی ہرچہ تمامتر ازیں بے بضاعۃ استفادہ می نماید وگاہ گاہ بنابر تفنن ہمت بریختہ گوئی گماشتہ اشعار ریختہ طبع خود از نظر تربیت اثر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ میرساند و سبحانہ جل شانہ بمرادو دلی رسانیدہ بعمر طبعی رساند ایں غزل پنج بیتی از گفتہای وے مد عمرہ ایں عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ سلمہ ربہ

نہ قصد کعبہ ہمکو نے سر بتخانہ رکھتے ہیں
تصور دل میں تیرا ار تدان جانانہ رکھتے ہیں

صدف ہم کس لئے منت کش باران نیساں ہیں
کہ چشم تر سے ہر آنسو در یکدانہ رکھتے ہیں

خوشی رہوے کہاں یارو بھلا انصاف تو کیجے
یہ دل ہے ایک جسمیں ہم غم جا [نانہ] رکھتے ہیں

نہیں کچھ کام اے ہمدم ہمیں اب شیخ و زاہد سے
کہ ہم پیر طریق اپنا مغ میخانہ رکھتے ہیں

سرور اب اندنوں ہر آشنا بیگانہ وش مجکو
خفا آزردہ رنجیدہ خوشی بیگانہ رکھتے ہیں

---

(۱)

ورق ۳۸۷

سلمان

تخلص شخصے است کہ ایں مطلع او راست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھئے طرار ہی دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بن ہے جگرداری دل

شوق

تخلص شخصے است از تلامذہ سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا رفیع سودا ایں دو بیت از واست

؎ سرشک چشم سے دل ہے کباب در تہ آب ہوا ہے چشم کا خانہ خراب در تہ آب

شوق ہم کو عشق میں رسوائے دو عالم ہے وے شکر صد شکر ترے پیچھے تو بدنام نہیں

شہید

تخلص نکتہ سنجے است خوشگو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں دو بیت او کہ بایں احقر رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت
شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرۃ ہی جی دینا ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہدا

نیز تخلص سخن گوئے ایام سالف است وایں مطلع از زادہائے طبع او رحمہ اللہ تعالے ؎

رہے ہے کوہ میں فرہاد قیس بن میں رہے فلک یہ شہدا بتا کس جلا وطن میں رہے

فیہ شیئان جازا عند القدماء تامل

شہرۃ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

شہرۃ (۱)
اول شخصے است در بلدۂ لکھنؤ صاحب جبرۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں قطعہ دوبیتی اوراست ؎

دو دن کی ہے یہ بات کہ پھرتے تھے جنکے ساتھ — اب قبر پہ ہماری جواون کا گذار ہے
آپس میں یوں وہ کہتے ہیں اب پڑھ کے فاتحہ — شہرۃ تھا نام جسکا یہ اوسکی مزار ہے

شہرۃ (۲)
دوم عزیزے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اوست ؎

ہے کجروی پہ ہمیشہ یہ چرخ ناہموار — کروں میں اوسکی جفاؤں کا تا کجا اظہار
ہر ایک نگاہ میں بدلے ہے سو طرح کے رنگ — بشکل بوقلموں مثل شیشۂ زنگار

صبا

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بہ میر ضیاء الدین ضیا وارد و ایں ہیچمدان سراپا نقصان پنج بیت وے درا ینجا می نگارد ؎

ورق ۲۸۸
جمع کر کر درد سارے تونے پیدا دل کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر تونے کیا حاصل کیا

نہ کر محروم بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرتے ہیں — جو مانگے سو اوسے دیتے ہیں جسکو قتل کرتے ہیں

یہ ماتم کس دوانے کا [ہے] یارب آج صحرا میں — کہ سیلیں رو[تی] پھرتی ہیں بگولے خاک اوڑاتے ہیں

بھول کر بھی کبھو نہ یاد کیا — ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے

کیا جور کیا تعدی جو کچھ کرو بجا ہے — بدلا ہے دل دیے کا اس کی یہی سزا ہے

صبر

تخلص نونہال گلستان سعادة و اقبال گل نودمیدہ گلشن عزت و جلال برگزیدۂ حضرت ذوالمنن المسمی به مرزا غلام حسن است مد عمرہ و زاد قدرہ وے نوجوانے است سعادة آگین سراپا عز و تمکین، خوشخو شیرین مقال شگفتہ رو پسندیدہ خصال بغایت مہذب نہایت مودب یکسر محبت سراپا مودة سربسر حیا مو بمو وفا ابا عن جد در فن طبابت علم آباؤ اجدادش اہل علم و فضل یک قلم نیاگانش بہ تقرب سلاطین کامگار زندگانی بسر فرمودہ بزرگانش بہ مصاحبت امرائے عالی مقدار روزگار حیات مستعار سپری نمودہ با جد امجدش آغا عسکری علیہ رحمۃ الباری احمد ابدالی باادن[1] جباری سرحساب و خور رواشت نواب مستطاب معلے القاب غفران مآب امیر الامرا ضابطہ خان بہادر باادن[1] طمطراق امارة ہرچہ تمامتر بعزة پدر والا قدرش مرزا ابو علیخان سلمہ الرحمن ہمت می گماشت و ایں نوجوان [سعا]دة توامان در کسب علوم رسمیہ جد و جہد بسیار بکار می برد و شعرش باصلاح سراپا صلاح برخوردار سعادة دثار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ و زاد قدرہ میرسد بہرکیف ایں پنج[2] بیت از زادہائے طبع ایں خوبی بنیان سعادة قران است ؎

ربط و اخلاص وہ[3] ڈوبے تمہیں اپنی ہے قسم — کبھو آیا تو کرو اپنے گنہگار کے پاس
جب تلک ہے دم میں [دم] تجھسے نباہیں جانمن — ہے ارادا یوں ولے تقدیر سے واقف نہیں
کشتۂ تیر نگہ جس کا ہوں ہیں اے واے صبر — وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نخچیر سے واقف نہیں

چلمن سے اوس نگہ نے کیا دلفگار ہے — یہ وہ مثل ہے ٹٹی کے اوجھل شکار ہے

صدق

تخلص شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد ایں ہفت شعر او راست ؎

رگ گل سے بھی نازک ترہے پیارے — گلابی پیرہن کا تیرے بربند
بدقت اشک اب نکلے ہے شاید — ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند

---

[1] باادجباری ۱.۱. اصل نسخہ میں ' ادن ' ہے جو ' آن ' کی جگہ لایا گیا ہے ' [2] تو ڈوبا ۱. ۱.عہ کذا

ہوا جو صاف مشرب آئینہ ساں — رکھے خلقت کے مونہہ پر کب وہ در بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

سخن وروں کو کرے تنگ معنی باریک — جو مو کمر کا مرے ذکر درمیاں نکلے
نکلے جو قافلۂ اشک دل سے نکلے آہ — فغاں کرے ہے جرس جبکہ کارواں نکلے
نگاہ گرم سے دیکھا ہے شمع نے شائد — جو آپ بزم سے برہم عرق فشاں نکلے

صفا

تخلص کسے است کہ ایں مطلع منسوب بوے است ؎

محتسب جھوٹ ہے مے کس نے بھری شیشے میں — رہ گئی ہے کہیں آنسو کی تری شیشے میں

صفدری

تخلص شاعرے است کہ کلامش بکلام قدما می ماند و ایں بے بضاعۃ یک بیت او[1] می نگارد ؎

خاتم دست سلیماں ہے پری رو کا دہن
لعل لب کا جس [پہ] یاقوتی نگینہ ہے عجب

ظہور

تخلص طالب علمے است قدیمی قوی الذہن ایں مطلع از وے است ؎

چشم گریاں حسن سے معمور ہے — چاندنی برسات کی مشہور ہے

عابد

تخلص سخن گوئے است از معاصران شاہ شان علی المتخلص بہ ولی غالب کہ از دکن باشد کہ زبانش

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ، ۵۲ از و ۱۰ ، ۱۰ ۔

بزبان شعرائے آں نواح کہ دراں آوان بودندمی ماند ایں پنج شعر او راست ؎

عجب چنچل ہٹیلے نے دکھو مجھ کیا مکر کر کر
لیا ہے جیو مجھ تن سوں نجانو کیا سحر کر کر

پکڑ کر مجکوں کس فن سوں اپن دیکھو ارے یارو
کھلایا زہر قاتل نے مکر سوں مجھ شکر کر کر

وہ پلکاں تیر جوں خنجر چلایا جب میرے اوپر
لیا اوس وار کوں ثابت جگر کی ہیں [سپر کر] کر

خبر میری نہ تھی مجکوں وے کچھ کچھ سمجھتا تھا
جھلک مکھ کی دکھا چنچل [ستنا] بانے خبر کر کر

پرم ڈوری سوں بندہ کر رکھا ہے آج عابد کوں
پیا کے مکھ کنول اوپر رکھا مجکوں بھور کر کر

ورق ۳۸۹

عاشق

شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدر آباد ایں مطلع او راست ؎

لائی ہے ایکے سال عجب کچھ بہار رنگ
ہر برگ گل میں آئے نظر بے شمار رنگ

عاکف

شاعرے بود از تلامذہ (سرآمد)[1] سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا شعرش راکہ مرزائے موسوم مرحوم در واسوخت [خود تضمین] فرمودہ ایں احقر در اینجا ثبت نمودہ او راست ؎

کہہ باغباں قسم ہے تجھے کیا چلی بہار
داماں گل پکڑ کے جو یہ خار رہ گئے

عاصی

تخلص بزرگے است صاحب شعور در قصبۂ رام پور نیک مذہب قادری مشرب ایں دو بیت او راست

؎ سنتے ہی میرا حال کہا جلدی سے مونہہ پھیر
میرا تو میاں کام سدا دل شکنی ہے

کیا تاب کہ اس مونہہ سے کروں غوث کے اوصاف
عاصی وہ جگر گوشۂ شاہ مدنی ہے

عباس

تخلص مغل زادے است خوبی التیام عباس علی بیگ نام ایں مطلع از وے است ؎

[1] ”سرآمد“ دونوں نسخوں میں درج نہیں۔

بہار آئی ہے گلشن میں کیا چلی ہے ہوا ۔۔۔ ہر ایک غنچے نے کھولا دہان بہر دعا

عزت

تخلص عزیزے است صاحب ذہن ساطع المسمی بہ شیخ عبدالواسع ایں مطلع وے است ؎

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا ۔۔۔ سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عس

تخلص مردے است ظرافت التیام شیخ بدرالدین نام کہ ایام حیات مستعار خود بہ کشاد[ہ] روئی و لطیفہ گوئی بسر می برد و بمصاحبت دنیاداران صاحب دول بزبان آوری بے مثل و بدل اخذ و جر حطام دنیوی می کند و خوش می زید و پرواے ہیچ کس و ناکس نمی کند گاہ گاہ [بنابر] مصلحت وقت شعر ریختہ ہم بزبانے کہ دارد موزوں می کند ایں پنج بیت او راست ؎

گیا ہے بحر سے گوہر جو لے کر تشنہ کام اپنا ۔۔۔ کریگا حسن کے دریا میں وہ لبریز جام اپنا

ملے آہو نگہ جس کا حرم اور دیر ہو اوس کا ۔۔۔ وہ کافر ہو کرے پھر ان بتوں کو یار و رام اپنا

ہزاروں آہ و نالے سے تیرا مضمون بالا ہے ۔۔۔ کیا ہے شعر نے تیرے عسؔ گردوں پہ بام اپنا

تیرے جو عشق میں کشتہ ہے اوسکو حشر میں دیکھو ۔۔۔ ضعیف اور زرد نکلیگا زمیں سے کاہ کی صورت

درگذر تو تو عسؔ کو[۲] کہ تیرا مجرم ہے ۔۔۔ گرچہ اکبر یہ تیرا عرق کدو پی جاوے

عشقی

تخلص دو صاحب عشق بمن رسیدہ

اول شاعرے است نیک نہاد از قصبۂ مراد آباد ایں مطلع بدو منسوب است ؎

عشقی (۱)

۱؎ لیکر جو گوہر ا.۱. ۲؎ کذا در ہر دو نسخہ

کوئی تو ہے گلچہرہ کوئی سرو رواں ہے | دیکھا تو یہاں ایک سے ایک آفت جان ہے

دوم سخن گوے مرحمت التیام شیخ رحمۃ اللہ نام این مطلع را بدو نسبت می کنند

عشقی(۲)

کہتا تو قصور اوسکو ہے اب حور کی گردن | صانع نے بنائی ہے تیری نور کی گردن

عشاق

شخصے بود از کھتریان حضرت دہلی واز شعرائے طبقۂ ثانیہ کہ تخلص خود بلفظ جمع بنا بر مبالغہ قرار دادہ واین مطلع وے بکثرۂ ہر چہ تمامتر بافواہ خاص و عام افتادہ او گفتہ ؎

[آنے] سے خط کے دونا ہوا حسن یار کا | آخر خزاں نے کچھ نہ او پاڑا بہار کا

عظیم

ورق ۳۹

جوانے بود سپاہی پیشہ نیک اندیشہ صاحب دولہ از قصبہ انولہ کہ بدین تخلص متخلص بود و این احقر سہ شعر وے کہ بران ظفر یافتہ تحریر نمود او راست ؎

قطعہ

کارواں اشک کا ہوتا ہے رواں آنکھوں سے | تمکو بھی آہ و فغاں ہم یہ خبر کرتے ہیں
کوئی گر تم [میں سے] چلتا ہے تو آجائے شتاب | ورنہ اب یار تو کوئی دم میں سفر کرتے ہیں
کچھ نگہ میں نہیں آتا ہے بجز جلوۂ یار | جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں

عقیدۃ

تخلص [کسے است کہ] این دو بیت از قطعہ وے است کہ در مدح اعظم خاں گفتہ ؎

کریں ہم سعی یارو [کس لیئے] اکسیر کی ناحق | کہ ورد اسم اعظم سے ہے اوسکے فیض مفلس کو
نہ اقدام والا کے اوٹھالے خاک کی چٹکی | اگر تفصیل کرتا کیمیا کا ہو مہوس کو

غازی

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن کہ ایں مطلع او راست ؎

تمہیں مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی — کہ بوئے گل سحر دوش ہوا اوپر سوار آئی

غیرۃ

تخلص سہ کس می شناسم

اول عزیزے خوشنو از بلدۂ لکھنؤ صاحب ہوش و خبرۃ [شا] گرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں سہ شعر او راست ؎ — غیرۃ (۱)

یا کسی ڈھب سے آپ آؤ جی — یا ہمیں کو کہیں بلاؤ جی

جان آنکھو نہیں آرہی [ایجاں] — اپنو صورت کہیں دکھاؤ جی

وہ بگاڑے ہزار تم غیرت — اب اوسی سے بنائے جاؤ جی

دوم شخصے پاکیزہ گو ہم در بلدۂ لکھنؤ ایں مطلع او راست ؎ — غیرۃ (۲)

اس غم سے اب یہ آہ دل زار گرم ہے — غیروں سے جو طبیعت سرکار گرم ہے

سیوم شاعرے کہ طرز گفتارش بشعرائے بلاد جنوبیہ حسب رواج آنجا در اینوقت می ماند غالب کہ از ہماں نواح باشد ایں مطلع از قصیدہ گفتۂ او ست ؎ — غیرۃ (۳)

مجھے چھوڑ اب سپہر زنگاری — [اس] روش کجروی و مکاری

فدا

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میرا] مام الدین نام طرز گفتارش بگفتار سخن سنج ملاحت آگین انعام اللہ خان یقین می ماند غالب کہ از تلامذۂ آں مرحوم باشد ایں ہفت شعر از وے است ؎

[کہو اوس بیوفا] سے یہ تو تم سے دوستاں ہوگا — کہ اے نامہرباں پھر بھی کسو پر مہرباں ہوگا

بہار آئی ہے اب کے خوب سا دیوان پن کر لیں — کہ یہ شور جنوں اور موسم گل پھر کہاں ہوگا

چلوں کیا بہر طوف کعبہ باندھ احرام اے زاہد — یہ کافر دل میرا وہاں بھی پرستار بتاں ہوگا

کیا کروں جاؤں کہاں اب اے بت خود کام میں — عشق میں تیرے ہوا ہوں جابجا بدنام میں

یہ چاہتی ہیں کہ لیں دل میرا تیری باتیں — مری نظر میں ہیں سب بیوفا تیری باتیں
تو بات بات میں ہوتا ہے مجھسے آزردہ — یہی تو کچھ نہیں اے دل [ربا تیری] باتیں

اگر چھٹتے جنوں میں ایکے ہم تو [اشک] خونی سے — ہر ایک جنگل فدا آرو روکے مثل گلستاں کرتے

فرصت

تخلص عزیزے است نیک نہاد در بلدہ الہ آباد این دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

رشتۂ جاں بھی اگر ہو تیرا تار دامن — آہ اسپر بھی سمجھتا ہے تو بار دامن
اشک آنکھوں سے مری پونچھے ہے یارا فرصت — ہوویں مژگاں نہ مبادا کہیں خار دامن

فراقی

تخلص شاعرے است قدیمی از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ چیزے بطریق طنز در حق شاعر مشار الیہ گفتہ و وے در جوابش میگوید کہ ؎

تیرے شعر ایسے [نہیں ہیں اے فرا] قی — کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

وہم بملاحتے ملیح و [تضمینے صحیح] جاے بنا مش تصریح کردہ گفتہ ؎

ورق ۳۹۱

ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم — کمر سوں ایچتا خنجر چڑھا تا آستنیں آوے

ملخص کلام کلاشش بر روبہ آوقت [است] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ بریک مطلع آں مرحوم مغفور از سفینہا [ے قدیمی] دست یافتہ دریں جانگاشتہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہمنا کے دل کو جسدم تم لے چلے پیارے — مونہہ تکتے رہ گئے یہ ہمدم سبھی بچارے

[فیضی]

[از] شعرائے قدیم[1] است ایں مطلع وے در سفینۂ از سفینہاے دیرینہ یافتہ شدہ ؎

قرباں شوم اے سرو رواں ہنس کے چلن کوں　　ہر غنچہ وہاں بند شدہ پھر کے دکھن کوں

قبول

تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ ایں شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا [ہے نعرہ زن]　　تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

قدر

تخلص مردے است [قدیمی] کہ قید مذاہب مطلق ندارد اما ایں مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو [رہ] جاؤ یہاں رات کی رات　　لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قریب

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیاں جعفر علی حسرتؔ دارد و ایں مطلع وے کہ بایں احقر رسیدہ درا ینجا می نگارد ؎

پیارے بیوفا یا باوفا ہو　　غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو

کم گو

تخلص شخصے است از سکنۂ خیرآباد و ایں مطلع اوست بلطافت بے داد ؎

مجھے [یہ سبزہ] نوخیز خط حیرت میں لایا ہے　　کہ چار ابرو ہے [جا] نل یا کہ ابرو کا [یہ] سایا ہے

کمتر

تخلص عزیزے است از سکنۂ فرخ آباد کہ ایں سہ شعر وے شخصے را بود یاد ؎

---

[1] قدیمی ۱۰۱۔

دل اوسکی ابروؤں پہ ہے مائل کماں آہ　　شیشہ رکھا ہے ہم نے یہ طاق بلند پہ

رہتا ہے جس جگہ کہ وہ صید افگن جہاں　　کیا دخل اوس جگہ کہ جو مارے پرند پر

گلشن میں [ایک مر]غ جو کمتر اسیر تھا　　کنج قفس میں رہ گئے اب اوسکے چند پہ

کمال

تخلص عزیزے [است] سعادۃ توامان از شاگردان اشرف علی خان فغان این دو بیت از وے است ؎

[واسطے جسکے سبھی] مجھکو برا کہتے ہیں　　وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کرتے ہیں[ع]

[تری یہ] تیغ میاں مجھہ پہ کاش چل جاوے　　چھٹوں عذاب سے جھگڑا مٹے خلل جاوے

کمال الدین

شاعرے است قدیمی از دورۂ دومیں کہ تمام و کمال نام خود تخلص میکند اما مرد عاشق مزاج معلوم می شود طرز گفتار حسب رواج آن وقت دارد پنج شعر وے کہ در سفینہاے قدیم [نوشتہ] شدہ این عاصی پر معاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

برہ کے پیچ سوں مجکوں چھڑاتا جا چھڑاتا جا　　ٹک ایک مہر و وفا کر مکھ دکھاتا جا دکھاتا جا

نہ جانی تیں قدر میری کروں جوگی کے سے پھیرے　　درس کی بھیک اے [ظالم دلاتا] جا دلاتا جا

کمال الدین ترا عاجز محبت کر محبت کر　　اشارے سے کبھو اسکوں بلاتا جا بلاتا جا

اے صنم تجھہ عشق میں جی کوں گنوا دوں تو سہی　　عاشقی کے پنتھ میں عاشق کہاؤں تو سہی

ہجر کے غم سوں اگرچہ جلتوا ہی ہے مجھے　　پانی سوں نیناں کے آتش کوں بجھاؤں تو سہی

گوہری

تخلص شخصے است از باشندگان قصبہ بداؤں این شعر وے است ؎

آخرش مارا پڑا ہاتھوں سے ان کے گوہری　　ہم نہ کہتے تھے کہ ان بانکے پٹھانوں کو نہ چھیڑ

ع جلتوا ۱. ۱. ۱. ؎ کذا - جلتے ہیں ؟

[ماہ]

تخلص عزیزیست است خوب الایام میر محمد علیخاں نام نیکذات پاکیزہ نہاد از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد این رباعی وے کہ در مبارکباد عید و نوروز [وز] آصف جاہ گفتہ و بمن دست بہم دادہ در اینجا ثبت افتادہ رباعی

ورق ۳۹۲

نوروز ہے اور عید ہے اے آصفجاہ | ہوں تجکو مبارک یہ بحسب دلخواہ
ہو حکم ترا ماہ سے لے ماہی تک | دور فلک [نظام از فضل الہ]

مبتلا

تخلص مردے است از قصبۂ میرٹھ سعادۃ لزوم بہ غلام [محی الدین موسوم] کہ بیشتر بہ عشق متخلص بود و شعر عاشقانہ موزوں می نمود [ایں شعر او راست] ؎

پاؤوں کی نہ مہندی ہیں نہ صندل کسو سر کے | ہم عشق کے رگڑے میں ادہر کے نہ اودھر کے

مجنوں

تخلص مردے است نیک نہاد از باشندگان عظیم آباد صاحب صدق و صفا از شاگردان میر ضیاء الدین ضیاؔ ایں دو بیت او راست ؎

کرتا ہوا ہیں ایک[1] زمیں آسماں رہوں | مانند ریگ شیشۂ ساعت جہاں رہوں
دن ہیں سو سو بار [اوس کے] روبرو جاتا مجھے | اسمیں سودائی کہو یا کوئی دیوانا مجھے

محشر

تخلص کسے است از قصبۂ بداؤں کہ ایں سہ شعر او راست ؎

تھمنے[2] ہے یار اگر یک نفس زباں میری | بہے ہے پھوٹ کے یہ چشم خونفشاں میری
جدھر کو ے اوڑے دل کی طپش کروں فریاد | نہیں ہے برق صفت ہاتھ میں عناں میری
ثنائیں زلف کی از بس کیا کیا محشر | قلم کی طرح سیہ ہو گئی زباں [میری]

[1] رنگ ر. ا. [2] یہی ہے ا. ر.

مدہوش

تخلص شخصے است از شاگردان شاعر طبع افروز محمد میر سوز کہ ایں مطلع از واست ؎

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل   خدا جانے ہے اوس کو یا میرا دل

مدحت

تخلص مردے است نیکخو از سکنۂ بلدۂ لکھنو صاحب ہوش و خبرۃ از شاگردان میاں جعفر علی حسرۃ [ایں دو بیت] او راست ؎

لے گیا ہجر ترا گور میں یار آخر کار   روز فرقت نے دکھائی [شب تار آ] خر کار
خاکساری کی یہانتک میں گلی میں اوسکی   خاک ہو اوڑنے لگا [اپنا غبار آ] خر کار

مسرور

تخلص برخوردار سعادۃ دثار محبت نشان مودۃ توامان [فر] حت قرین مسرۃ آئین خوش منش پاکیزہ روش مائدہ بہرہ وفا را جوشان دیگ مرزا اصغر علی بیگ المعروف بہ مرزا سنگی بیگ است مدعمرہ و عظم قدرہ وے نوجوانے است مغل زا خوبی آما بہ اندیشہ سپاہی پیشہ کہ بہرہ از فن فارسی دارد و اوقات شبا روزی خود بفرح و سرور میگذارد و اشعار خود از نظر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میگذراند ایں ہفت بیت از زادہائے طبع آں نونہال گلشن عمر و اقبال است منہ سلمہ ربہ وطال عمرہ ؎

سدا اون چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں   صراحی کی ہوس نے خوا [ہش] پیمانہ رکھتے ہیں
خدا کی کیا پرستش ہو بتوں کا دھیان ہے دل میں   بغل میں ہم بجائے کعبہ ایک بتخانہ رکھتے ہیں
زلف و رخ کی گر ہم تصویر کھیچا چاہیے   گرد مہ کے حلقۂ زنجیر کھیچا چاہیے
واہ ری وحشت کہ ہم سے اڑکے یوں کرتے ہیں چھیڑ   اس دوانے کی ذرا زنجیر کھیچا چاہیے

پائے رنگیں کا نہیں میں نے لیا ہے بوسہ   مجھپہ طوفاں یہ عبث وزد حنا باندھے ہے

مرغ دل کو میرے کر صید سنا اے مسرور ق لے کے فتراک سے وہ گرم جفا باندھے ہے
ہو کباب آہ یہ کہتا ہے رقیب کم بخت پھینک دے اسکو پرے تیری بلا باندھے ہے

مشہور

تخلص کسے است کہ ایں سہ شعر از وے است ؎

تیرے گورے سے موتہہ پر داغ چیچک یوں چمکتے ہیں کہ جیسے چاندنی میں مہ جبیں تارے [جھمکتے][۱] ہیں
خوشی سے کیوں نہ لے مسرور اب بغلیں بجاویں ہم ملے گا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہیں
نہ لچکے کس روش موج صبا سے صحن گلشن میں رگ گل سے بھی نازک تر ہے اوس گل کی کمر دیکھو

ورق ۲۹۱

مشتاق

تخلص عزیزے است نیک راہ مسمی بہ شیخ ثناء اللہ وے از شیخ زادہاے قصبۂ [فتح پور مضاف] صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد است کہ مزار فائض الانوار حضرت سلیم چشتی قد [س] سرہ درانجا واقع شدہ ایں سہ شعر او راست ؎

نظروں سے نہاں جب دم پیارے تو ذرا ہوگا ہم دم سے جدا ہونگے دم ہم سے جدا ہوگا
اوس چاند سے مکھڑے پہ ابرو بھی ہلالی ہے مہ رو کی مرے یار و سج دھج ہی نرالی ہے
دل کو لے دینے لگے آزار یوہیں چاہیئے مرحبا [شاباش][۲] اے دلدار یوہیں چاہیئے

مغموم

تخلص جوانے است مغل زا سراپا مہر و وفا خوش عقیدہ نیک دین صافی طبیعت صاحب یقین صاف دل کشادہ پیشانی خوش طبع پاکیزہ زندگانی مودۃ القیام مرزا اسحاق بیگ نام آباء کرامش ہمیشہ بعمدگی تعیش نمودہ اجداد ذوی الاحترامش پیوستہ بکام دل ایام زندگانی بسر فرمودہ وے بنا بر کساد بازار جوہر شناسی بقدر قلیلے کہ از سرکار گردوں اقتدار بادشاہی می یابد اکتفا ورزیدہ بکسب علوم مکتسبیہ اشتغال می ورزد و بہ سدر رمقے کہ از مائدۂ سراپا فائدہ حضرت ظل اللہی می رسائد پسندیدہ بہ تحصیل فنون رسمیہ دامن بر زدہ جد و جہد

[۱] چمکتے، در نسخۂ اصل، [۲] کذا

بکارمی برد در رسائل صرف و اعراب از پیش نظر بر خوردار سیادۂ انتساب جویاے فضل و تفوق میر سید محمد المتخلص بہ تعشق میگذراند و اشعار ریختۂ طبع صفوۃ شعار خود باصلاح سراپا صلاح میر عزت اللہ عشق مدعمرہا و زاد قدرہما میرساند و بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے دارد و در کوچہ مطلب نویسی و انشا پردازی گذرے بالجملہ این ہفت بیت از گفتہاے آن جوان سعادۃ نشان محبت و مودۃ توامان است متہ سلمہ ربہ و عظم قدرہ ؎

آگے ہی یہ گریباں تھا تار تار اپنا ۔۔۔ کیا حال اب بناوے دیکھیں بہار اپنا

خط آتے [ہی] ہم سمجھے کہ خط آپ کا آیا ۔۔۔ سبزے کی ہوئی سیر جو تحریر کو دیکھا

رنگ آزادی نہ دیکھا ہمنے اس گلشن میں آ ۔۔۔ گل ہیں پابند چمن بلبل گرفتار قفس

ذکر ملیح آپ کا جس جگہ اے یار ہو ۔۔۔ شاہد مصری کی سرد گرمی بازار ہو

مایوس پھیریے نہ اس امیدوار کو ۔۔۔ پورا ہی آج کیجیے کل کے قرار کو

یار بولے یہ بغل میں دل صد چاک کو دیکھ ۔۔۔ ہم نہ کہتے تھے نہ تو اوس بت سفاک کو دیکھ

تھی صبا تیز روی پر بہت اپنی مغرور ۔۔۔ اوڑ گئے ہوش ترے توسن چالاک کو دیکھ

مفتون

تخلص شخصے است نیک نہاد از باشندگان بلدۂ الہ آباد کہ این دو رباعی از وے است رُباعی

جوں آئینہ چشم دل سے کرتا ہوں جو غور ۔۔۔ بے وجہ ہے ان تیرے رخوں کا کچھ طور

کیا خاک ملیں ہم ایسے بے دردوں سے ۔۔۔ مونھہ پر کچھ اور پیٹھ[2] پیچھے کچھ اور

ورق ۳۹۴

ڈوبا دن اور اضطرابی آئی ۔۔۔ مفتوں کیا شام غم شتابی آئی

جوں توں یہ پہاڑ سا تو کاٹا تھا دن ۔۔۔ پھر رات ہوئی بڑی خرابی آئی

ممتاز

تخلص مردے است والا نژاد متوطن بلدہ فیض آباد از تلامذہ سرامد سخن سنجان فصاحت اما [مرزا] محمد رفیع سودا این مطلع او راست ؎

ہمارے رونے سے دل سے بخار اوٹھتا ہے ۔۔۔ کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

[2] نقوی ۱۰۱ ۔ ۲ کذا

منور

تخلص شاعرے است از متقدمین کہ از وے است ایں مطلع دلنشین منہ عفی عنہ ؎

اے میاں دل میرا زنہار نہ بیزار کرو   غم کا مارا ہوں محبت سے ذرا پیار کرو

منعم

تخلص دوکس میدانم

منعم(۱) اول عزیزے از سکنۂ مبارک بنیاد فرخ آباد سیادۃ و سعادۃ التیام سید راحت علی نام ایں مطلع او راست ؎

نے تیرے کوچے سے جا سکتے ہیں[1] نہ ہلتے ہیں   وہ مثل ہے آگیا ہے ہاتھ پتھر کے تلے

منعم(۲) دوم مردے محبت التیام شیخ محمد منعم نام وے از قاضی زادہائے دیار شرقیہ است فی الجملہ از بعضے علوم رسمیہ بہرۂ دارد باراضی و مدد معاش ارثیہ اوقات می گذارد بسیار پرگو است مثنویات متعددہ بزبان فارسی کہ وارد موزوں نمود یعنے قصص قرانیہ و شطرے از غزوات نبویہ علیہ السلام والتحیہ ہم منظوم فرمود [۵] بآئین شعرائے صلہ خوار مدح و قدح مردم شعار خود ساختہ بملاقات ہرکس و ناکس رسیدہ نزد اختلاط و ارتباط می بازد و بہر عنوان کہ دست میدہد بخواشی و خدام اہل دول می سازد بیشتر بمیدان شعر فارسی فرس ہمت می دواند گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم بزبانے کہ دارد و بمحاورۂ[2] کہ گفتن ریختہ بداں تواند موزوں می نماند گوشند کہ [را] چہ تکلیت راسے مدار کار سرکار دولتمدار نواب آصف الدولہ یحیی خان بہادر غفراللہ عنہ ویرا رخصت وطن مالوف نمید اد خطے بزبان ریختہ از قبیل زوجہ خود منظوم نمودہ بمجلس راجہ موسوم انشاد نمود وے ازاں دلخوش گشتہ رخصت فرمود ایں دو شعر ازاں مکتوب منظوم کہ بایں احقر رسید برشتہ نظم درکشید منہ سلمہ ربہ ؎

. . . .

[3]

. . . .

نامی

تخلص شاعرے است کشادہ رو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ کہ ایں نہ شعر او راست ؎

ٹکڑے دامن کے اڑے چاک گریبان کیا   تیری وحشت نے کچھ اب اور ہی سامان کیا

---

[1] گذا در ہر دو نسخہ   [2] گذا در ہر دو نسخہ   [3] دونوں نسخوں میں یہ جگہ چھوٹی ہوئی ہے

پھر کسو چشم سے چشم اوسکی نہو آہ دو چار　　چشم تیری کو اگر نرگس شہلا دیکھے

ق

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے　　آپ ہس ہس کے یہ کہتے ہیں کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ایک بندھی ہے اسدم　　گھر کسو کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

طبیب اوسکو کس امید پر دوا دیوے　　تیرے مریض کو پیارے خدا شفا دیوے

مجنوں کے جنوں کا بزم میں کل　　ہوتا تھا کچھہ ایک ذکر و تذکار
وحشت کا میری جو ذکر نکلا　　تو سنکے لگا یہ کہنے دلدار
نامی کا فریب میں ہی سمجھوں　　دیوانہ بکار خویش ہشیار

ورق ۳۹۵

نالاں

تخلص دو کس بسن رسیدہ

اوّل

نالاں (۱)

عزیزے است نیک نہاد از سکنۂ بلدۂ عظیم آباد ایں سہ بیت او راست ؎

اپنے تئیں جہاں میں بدنام ہم کو کرنا　　جس میں خوشی ہو تیری وہ کام ہمکو کرنا
تو آوے یا نہ آوے پر تیری آرزو میں　　گھر کا چراغ روشن ہر شام ہمکو کرنا
کچھہ ان دنوں تو تم نے یہ زور خو نکالی　　ملنا کسو سے جا جا بدنام ہمکو کرنا

دوم

نالاں (۲)

مردے نیک باطن و خوش ظاہر المسمی بہ شیخ عبدالقادر وے از اولاد امجاد حضرت شیخ عبدالحق محدث بود قدس سرہ بہر دو زبان سخن می گفت و بقدر حوصلہ خود در معنی می سفت دیوان فارسی و ریختہ ہر دو مروف گفتہ و بحسب استعداد خویش گوہر ہاے معانی سفتہ اما در سرقہ و بردن مضامین کہ اکثر بطریق

مشخ[1] می بود بسیار دلیر بود بہرکیف از فرخ آباد جابجوار رحمت حق نمود خداش رحمت کناد . . .[2] از وے است ؎

دل ہمارے کو کیا کس کس بہانے سے جدا ۔۔۔ ہاتھ مشاطہ کا یارب ہووے شانے سے جدا

نالاں ہے دل ہمارا اکثر اسی ہوس میں ۔۔۔ دیکھوں کسی طرح میں دلبر کو اپنے بس میں

جی میں آتا ہے کہ ہم تم آج گلبسازی کریں ۔۔۔ بیٹھ یکجا برلب جواب سخن سازی کریں

نجف

تخلص کسے است کہ ایں سہ شعر او راست ؎

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو ۔۔۔ انس ہوتا ہے پریشاں سے پریشانوں کو
مجکو بتلا تو صبا باغ میں تو نے آکر ۔۔۔ کس لیے ٹکڑے کیا گل کے گریبانوں کو

دل کو کہتا ہوں شائد اب سمجھے ۔۔۔ پر یہ خانہ خراب کب سمجھے

ندا

تخلص سخن گوے است از دیار وکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اش [رسیدہ] بمن ؎

صبح ہاتف آج میرے دل کے کانوں میں پکار ۔۔۔ یوں کہا دیوانے کیا سوتا ہے اوٹھ ہو ہوشیار
واشد دل مدعا ہے گر تو کر سیر چمن ۔۔۔ دیکھ آنکھیں کھول کیسی دھوم ڈالے ہے بہار

---

[1] سح و . و . [2] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

نصیر

تخلص مردے است سراپا خوبی از شعرائے دیار جنوبی کہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دے ایکے سال گر تجھے سیر بہار دست — بے جام ایک دم نہ رکھوں لالہ وار دست

پامال کرے گو کہ میرا مزرعہ امید — اوسے نہ پر اوٹھاؤں کبھی زینہار دست

جوں غنچہ آنکھ ڈھانپ قناعت پہ رکھ نظر — آگے ہر ایک کے گل کی طرح مت پسار دست

نظیر

تخلص کسے است کہ در محمد آباد بنارس اظہار شاگردی سرآمد سخن سنجان فصاحت امام مرزا محمد رفیع سودا میکند و زعم بعضے آنکہ ایں نظیر ہماں شیخ ولی محمد اکبر آبادی است کہ در حرف نون مذکور شدہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال ایں مطلع بدو منسوب است ؎

جب ترے کوچے سے ہم اوٹھ کے چلے جاتے ہیں
شعلۂ آہ کی گرمی سے جلے جاتے ہیں

ورق ۳۹۶

نوید

تخلص کسے است کہ بایں کس ایں شش بیت از گفتہائش رسیدہ کہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

ہوا آہنگ برپا جس گھڑی مجھسے خوش الحاں کا — چھپا پردہ ہیں جا کر زمزمہ ہر ایک غزلخواں کا

یہ خط سبز کو نشو و نما ہے لعل خوباں پر — لب جو پر ہو جیسے جلوہ گر سبزہ گلستاں کا

کیا کس بادہ کش نے جلوہ گلشن ہیں کہ دیکھوں ہو[ں] — گل و غنچے کو جوں میناؤ ساغر مے پرستاں کا

چمن میں وہ سنا ہے جس گھڑی گذرا ہوا ظاہر — دل بلبل سے یارو یہ جو تھا مضمون افغاں کا

خراماں تیغ پکڑے ناز سے آیا کوئی کہہ دو ‏ ‏ ‏ کہ ہے عاشق کے تیرے آج دن سا عید قرباں کا
لب یاقوت جب سے اوس مسیحا کے ہویدا ہیں ‏ ‏ ‏ نہ پاوے گا اگر چھانے کوئی معدن بدخشاں کا

نوا

تخلص عزیزے است سعادۃ نشان المسمّٰی بہ ظہور اللہ خان ایں مطلع از وے است ؎

تیر پہ تیر یار کا دل پہ مرے گذار تھا ‏ ‏ ‏ زخم پہ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا

نیاز

تخلص سہ کس میدانم

نیاز(۱)

اول

شخصے کہ از شعرش طرز جنونیاں می تراود ایں رباعی وے کہ در تہنیت غسل دست شکستہ کسے گفتہ ایں احقر می نگارد

رُباعی

حق سے مانگوں ہوں ہمیشہ یہی اے والا دست ‏ ‏ ‏ عافیت سے ہی رہے ذات تیری دست بدست
دست بستہ رہے حاضر تری خدمت میں عیش ‏ ‏ ‏ فضل حق سے ہو مبارک تجھے یہ صحت دست

نیاز(۲)

دوم

نومشقے از قاضی زادہائے بلند شہر کہ بکچند شاگردی محمد نصیر الدین نصیر کردہ ایں یک بیت منسوب بدوست ؎

مانگ اوسکی ایک سیدھی راہ ہے ظلمات کی ‏ ‏ ‏ ہے شب تاریک اے دل خضر کو آگاہ کر

نیاز(۳)

سیوم

مردے از تلامذہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ایں مطلع او راست ؎

کیا ہوا ہم ہی جو دنیا میں ہیں ناشاد رہے
تو سلامت رہے اور تیری یہ بیداد رہے

ہادی

تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

قطعہ

ذات عالی ہے تیری واسطہ رونق دہر
فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر

ہے تیرا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار
ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر

بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر
کنجے جود و کیسہ مفلس ہوئے سب معدن و بحر

خورم و شاد رہیں دوست تیرے تادم زیست
جو کہ اعدا ہوں تیرے اون پہ خدا کا ہو قہر

ہمت

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن این دو بیت قصیدہ کہ در مدح امیرے از امرائے آں نواح است منجملہ طبع زادہائے آں عزیز باصلاح است ؎

ورق ۲۹۷

جلو میں تہنیت گویاں ظفر ہمت نمایاں ہو
جناب اعظم الامرا کو جو دم عزم میداں ہو

خدا محفوظ رکھے تجکو چشم زخم اعدا سے
بہ بزم و رزم تائیدات غیبی فضل یزداں ہو

ہوش

تخلص تازہ مشقے است نوجوان کہ گاہ گاہ حاضر می شود بہ مجمع سخنوران اغلب کہ محمد نصیر الدین نصیر اوستاد او است و این چار بیت منسوب بدو ؎

خوبی قسمت تو دیکھو دست گل خوردہ میرا   کیا گلے میں یار کے بت کر حمائل رہ گیا
خاک اپنی زندگی اوس نے بسر لے ہوش کی   یاد حق سے جو کوئی دنیا میں غافل رہ گیا

دل مرا سینے میں جوں برق ہے کل سے بیکل   کس نے یاد اوس کے تبسم کی دلائی مجکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن   جان منظور نہیں تیری جدائی مجکو

یکرو

تخلص شاعرے است از شعراے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعر شس بروبیہ آں وقت است و ایں دو بیت از زادہاے [ ] آں مرحوم نیک بخت ؎

لے گئے بیرحم بیکس کر گئے   ایک تھا عاشق کے غمخوار و تبہں دل
اپنا اے یکرو یہ جینے کا نہیں   جا پڑا ہے سخت خونخواروں میں دل

هذا اخرما تيسرلي من تسويد تلك التذكرة و اسئال الله الغفار المغفرة والتمس الاخوان ان يسدوا الخلل و يعرضوا عن الخطايا و الزلل ويجهدوا حول اصلاح ما وجد وا فيها من الفساد ولا يروموا روم المعاندين من الجهلة الى الفساد واصلى على حبيبه المختار و اله الاخيار وصحبه الكبار و السلام

[بعد مرور برخے از اوان و مضی شطرے از زمان از تبئیض چوں ایں نامہ عنبریں شمامہ بمطالعہ ساطعہ نواب معلے القاب سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ دام بہجۃ و استمر فرحۃ رسید بحکم آنکہ من ارتقی مدارج الکمال لایلتفت الی من قال بل ینظر الی کیفیۃ المقال پسند خاطر دریا

---

[1] یہ عبارت نسخہ د ، ا ، میں زیادہ ہے ۔ مگر عربی عبارت مرقومہ بالا سے پہلے درج ہوئی ہے ٭

مقاطر آن در دریاے شرافت و ہنرپروری و دری فلک نجابت و نصفت گستری گردید ساعتے بہ بحر تفکر غواصی نمودہ جویاے گوہر خوش آب مادہ تاریخ بودند کہ سبوحیان دریاے قدس کمال لذت گوش ہوش آں آشناے بحر معانی بہ در یکتاے کمال لذت گوہر اموود فرمودند این جوہر شناس بعمارۃ اساس انزا مرۃ بہ نظم فارسی و اخری بسلک ریختہ کشیدہ منتظم و منسلک ساخت

نظم فارسی

این تذکرہ تصنیف حکیم فاضل — قاسم متخلص است و نامش قدرت
اوصاف حمیدہ اش ز حد بیرون است — دارد بمن از ہمیشہ الفت شفقت
با تکملہ بالتمام سیرش کردم — گویم کہ ہزار آفرین و صد رحمت
از خواندن این کتاب و سال تصنیف — حقا کہ رضی یافت **کمال لذت**

سلک ریختہ

یہ تذکرہ بے نظیر آیا جو نظر — دل کو ہوئی اے رضی نہایت فرحت
کیا خوب فصاحت سے کیا ہے تصنیف — قاسم کے سوا کس میں ہے اتنی قدرت
کس کس خوبی سے شاعروں کا احوال — ترقیم کیا ہے سب بزیب و زینت

ازبسکہ کمال لذت اس میں پائی
تاریخ بھی سوجھی ہے **کمال لذت**]

تمام شد

فہرستِ اسماء اشخاص

(خط کشیدہ ہندسے شعرا کے تراجم کی طرف اشارہ کرتے ہیں)

فہرستِ کتب، مقامات و دیگر امور

—*—

عرضِ ضروری

یہاں بعض اُن اغلاط کی طرف بھی ایما کر دیا جاتا ہے جو مولف تذکرہ کے قلم سے بعض اسما کی تحریر کے وقت اتفاقیہ سرزد ہوئی ہیں
ص۱۴۹ سطر۱۱ - ثابت کے والد کا نام مرزا احسن بخت چاہیئے نہ مرزا احسن بخت، ص۲۰۱ سطر۲ - محمد میر خاں غلط ہے - صحیح نام میر محمد خاں ہے جیسا کہ جناب مولف نے ص۲۹۴ پر درج کیا ہے، ص۳۴۶ سطر۶ - قتیل کا نام مرزا محمد حسن ہے - نہ مرزا محسن، ص۳۶۴ سطر۶ - نظیر کا نام ولی محمد چاہیئے نہ محمد ولی حالانکہ جلد دوم میں ص۲۸۱ صاف ولی محمد مرقوم ہے - ضمیر کے ذکر میں یہی غلطی بہ تقلید مولف اشپرنگر سے بھی سرزد ہوئی ہے - دیکھو فہرست اشپرنگر ص۲۱۹،

جلد دوم ص۱۴۸ سطر۴ :- " دو ازاں لطف تخلص میکند" اس عبارت میں لطف کی جگہ لطیف بیان مابعد کی روشنی میں صحیح نظر آتا ہے، جلد دوم ص۳۷ سطر۲ - فدا کا نام لچھرام دیا ہے۔ حالانکہ جلد اول میں صاف لچھے رام تحریر ہے - اشپرنگر نے یہ نام بحوالۂ قاسم و ذکا لچھمی رام دیا ہے ۔

ساتھ ہی ان لغزشوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے - جن کا مرتب ذمہ دار ہے :-

ص۴ سطر۷ :- میر علیخاں غلط اور میر غالب علیخاں صحیح ہے، ص۶۲ سطر۱۸ :- مولوی نور احمد کا تخلص ممتاز ہے مختار غلط لکھا گیا ہے، ص۱۲۳ سطر۱۹ :- جانجاناں کی جگہ جان جان صحیح ہے، ص۱۷۱ سطر۱۰ - بشیر محمد خاں کی جگہ شبیر محمد خاں چاہیئے، ص۱۶۹ سطر۱۴ :- جنون اوّل کا نام قمر الاسلام ا - ا سے منقول ہے - نسخۂ اصل کرم خوردہ تھا اشپرنگر نے بسند ذکا فخر الاسلام (فہرست ص۲۴۴) رقم کیا ہے - اور کوئی تعجب نہیں اگر فخر الاسلام درست ہو، ص۲۵۸ سطر۶ :- دیوانہ کا نام سرپ سنگھ غلط ہے - سرب سکھ چاہیئے،

ص۲۹۱ سطر۱۳ :- نسخۂ اصل میں سخنور کا نام دیوالی سنگھ ہے - مرتب نے دیوالی سنگھ پڑھا - اشپرنگر نے (فہرست ص۲۵۲) بحوالۂ قاسم و گلشن بیخار دلوالی سنگھ دیا ہے - خمخانۂ جاوید میں دیوالی سنگھ ص۱۴۴ جلد چہارم اور اسکی فہرست میں دیوانی سنگھ دیا ہے،

جلد دوم ص۱۹۶ سطر۱۴ :- مضطرب دوم کا نام درگا پرشاد صحیح اور دوارکا پرشاد غلط ہے - یہ ا . ا کی قرأت ہے
جلد دوم ص۲۲ سطر۷ :- منیر سوم کے باپ کا نام شاہ پیر (؟) علی اور ا . ا میں بند علی ہے - اصل نسخہ میں 'سر علی' ہے - اشپرنگر نے (فہرست ص۲۶۴) بسند قاسم شیر علی اور بحوالۂ ذکا ببر علی دیا ہے - اور میں سمجھتا ہوں ببر علی زیادہ درست ہے،

جلد دوم ص۳۸۷ سطر۸ :- رضای اوّل کا نام بجای رضای دکنی محمد رضای دکنی پڑھنا چاہیئے ۔

غلط نامہ

مجموعہ نغز (جلد اوّل)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	ببعیتہ	ببیعتہ	۵۴	۱۹	نیاکانش	نیاکگانش
۴	۷	میر علیخاں	میر غالب علیخاں	۵۷	۱۲	تجھے	تجھے
۷	۸	بزرگی و	بزرگی	۵۸	۱۴	آسے	آئے
۸	۱۳	افضلہا من	افضلہا و من	۵۹	۱۱	بینی	بنی
۱۰	۱۶	تام	تمام	۶۰	۱	اسد	اسد
۱۰	۱۸	الرحمتہ	الرحمۃ	۶۱	۲۰	بحقیقتہ	بحقیقۃ
"	"	رحمتہ	رحمۃ	۶۲	۱۴	نہ	و
۱۱	۳	الرحمتہ	الرحمۃ	۶۲	۱۸	مختار	ممتاز
۲۴	۷	سماء وجود	سخاء وجود	۶۵	۹	اسے	اوسنے
۲۷	۸	وصیلہاے	وصلیہاے	۶۵	۱۶	نسبتہ	نسبۃ
۳۸	۸	محبت	محب	۶۷	۷	نیاکانش	نیاکگانش
۴۳	۸	ماامام	امام	۶۹	۱۳	راحتہ	راحۃ
"	۱۱-۱۶	الرحمتہ	الرحمۃ	۷۱	۱۳	بیسڈھو	میڈھو
۴۴	۱	رحمتہ	رحمۃ	۷۷	۱۲	نہ دیکھے	نہ دیکھی
"	۵	ساعتہ	ساعۃ	۷۸	۱۱	جان	جاں
"	۶	نو [رنگ]	نور [رنگ]	۸۷	۴	ڈوری	ڈورے
۵۴	۱۱	چپں	چین	۸۹	۳	بینی	لنبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۶	نظامتہ	نظامۃ
۱۰۴	۴	کانی	کافی
〃	۱۰	الملتہ	الملۃ
〃	〃	رحمتہ	رحمۃ
۱۱۴	۲	کا تیبے	کاپیتے
۱۲۳	۱۹	جانجاناں	جانجاں
〃	〃	الرحمتہ	الرحمۃ
۱۲۶	۱۳	منتقل	منقل
۱۳۲	۸	الرحمہ	الرحمۃ
۱۳۵	۱۱	چھاتے	چھاتی
۱۴۲	۱	تعش	تعشق
۱۴۹	۱۱	حسن بحنت	احسن بخت
۱۵۱	۱	دہوا آنکھیں	دھوا آنکھیں
۱۶۶	۹	سوہے	ہے ؟
۱۷۱	۱۰	[بشیر]	[شیر]
۱۷۵	۱۴	مرزا	بہ مرزا
۱۷۶	۴	[اپنے]	[اپنی]
۱۷۸	۲	اپنے	اپنی
۱۷۹	۱۴	الصلواۃ	صلوٰت
۱۸۹	۱۲	عشق کی	عشق کے
۲۰۰	۲۰	مرزا جان جاناں	مرزا جان جاں
۲۰۱	۱۲	اپنی	اپنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۵	گربیاں	گریبان
۲۰۶	۹	میرزا	مرزا
۲۱۹	۱	مصرعے	مصرع
۲۲۴	۹	بن کئے	بن گئی
۲۲۸	۱	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۱	۸	ہائے	پائی؛ (وزن غلط)
〃	۱۷	ول	دل
۲۵۲	۸	ہی رسم	ہی کچھ رسم
۲۵۴	۲	شاگرداں	شاگردان
〃	۳	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۷	۷	عبوونیہ	عبودیۃ
۲۶۲	۱۵	[ڈ] کی	[ذٓ] کی
۲۶۶	۱۴	بیگ وے	بیگ نام وے
۲۹۳	۱۰	بھی (کذا)	تھی ؟
۳۱۱	۱۰	بات	ہات
۳۴۲	۴	عشق	عشقٓ
۳۴۹	۱۰	یہاں سے وہ (کذا)	بہانے سے ؟
۳۶۱	۱۰	درہ	ذرّہ
۳۶۴	۶	محمد ولی (کذا)	ولی محمد
۳۷۲	۱۷	ابو المظفر	ابوالظفر
۳۷۵	۹	تنک	ٹھک
۳۷۸	۹	دھونے	دھونی
۳۹۸	۱۶	برہانہ کہ در (کذا)	برہانہ در ؟

غلط نامہ

مجموعۂ نغز جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۴	کتنہ جاتے	کتنہ جاتے	۵۴	۱۰	ایدھر (کذا)	اودھر ؟
۶	۴	لی	لے ؟	۶۷	۳	[چراغ و]	[چراغ]
۱۳	۲۱	[بخشتے]	[بخشتے]	۹۴	۱۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۱۵	۴	سے	سی (در ہر دو مصرع)	۹۹	۷	سہر	سرہر
۱۵	۱۴	پاس (کذا)	باس ؟	۱۰۷	۴	اللہ ری	اللہ رے
۱۸	۱۷	سرپ سنگھ	سرپ سکھ	۱۲۶	۳	نیاکانش	نیاگانش
۲۲	۱۰	الطاف	الطاف	۱۲۸	۱۵	قرباں	قرباں
۲۸	۱۵	پرنور	پرنور	۱۲۹	۲	وہو	رہو
۳۶	۳	متکبراں	متکبران	۱۳۰	۸	مور	منور
"	۴	عزیزاں	عزیزان	۱۴۳	۹	میرخاں	پیرخاں
۳۸	۲	کہ قاسم	کہ بہ قاسم	۱۴۷	۵	قدوۃ	قدوہٗ
۳۹	۱	مائوسی	مایوسی ؟	۱۵۲	۱۳	اخز	اختر
۴۱	۱۱	نیاکانش	نیاگانش	۱۶۰	۱	بھڑکا	پھڑکا
۴۲	۴	ذکر	فکر	۱۷۲	۱۲	زائے	نہائے
۴۳	۴	الرحمتہ	الرحمۃ	۱۹۲	۱۶	لالے	لالہ
۴۴	۱۴	تیاکانش	نیاگانش	۱۹۴	۱۱	تیری	تیرے
۴۸	۶	وے یئینے	وے بآئینے	۱۹۶	۱۴	دوارکا پرشاد	درگا پرشاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۷	۱۱	سخت	تحت
۱۹۹	۹	اانشاد	انشاد
۲۰۴	۶	کے	کی
″	۱۲	[صا]	[صبا]
۲۰۵	۱۵	سلہ	سلمہ
۲۰۷	۱۲	بار	یار
۲۰۸	۵	سجھ	تجھ
۲۱۰	۵	دے	وے
۲۱۹	۱	سناتے	ستاتے
۲۲۹	۴	مزد	نزد
۲۳۰	۶	بسزاے	سزاے
۲۵۱	۱۰	ر[۵۱]	ر[۵۱
۲۵۲	۲۱	[لڑے]	[اڑے]
۲۷۳	۳	می آمد	می آید
۲۸۹	۱۰	پہاڑے	پہاڑسے
۲۹۱	۱۱	دیکھے	دیکھی
۲۹۳	۱	میری	میرے
۲۹۷	۱۰	میرخاں	پیرخاں
۳۰۲	۱۳	کے	کی ؟
۳۱۴	۱۸	اوسکی	اسکی
۳۱۸	۱۲	اوسنے	اسنے
۳۲۵	۱۳	شاں	شان
″	۱۴	میرے	میری
۳۵۲	۵	بیں	ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۴	۲	منتی	منشی
″	۳	سلامین	سلاطین
″	۱۲	حاں	خاں
۳۵۵	۲	شنخ	شیخ
″	۵	ار	از
″	۶	در	در
″	۸	جانجاناں	جان جاں
″	۱۲	پنخ	بریخ
″	۱۶	زلیحا	زلیخا
″	۱۸	بہ	یہ
۳۵۶	۳	آیا	آیا
۳۵۷	۸	بہیطرح	بیطرح
۳۶۰	۱۳	ابیس	ابلیس
۳۶۲	۱۵	نصل	نکل
۳۶۳	۱	استحواں	استخواں
۳۷۴	۵	کے	کی
۳۸۳	۱۳	لگانے	لگائے
۳۸۵	۱۰	کواجو چلیگا	کواجو چلے گا.
۳۸۷	۸	رضاے دکنی	محمد رضاے دکنی
۳۸۹	۷	ستناریہ	ششطاریہ
″	۱۰	پیراسنہ	پیراستہ
۳۹۱	۳	حبزۃ	خبزۃ
۳۹۲	۱۲	وہ	وہٗ
۳۹۷	۱۷	بگفتار	بگفتار
۳۹۹	۳	وہاں	وہاں
۴۰۸	۳	ایکے	ایکے

Punjab University Oriental Publications.

Majmu'a-i-Naghz

OR

Biographical Notices of Urdu Poets

BY

Hakim Abu'l Qasim Mir Qudratullah Qasim.

EDITED BY

Hafiz Mahmud Shairani,

Lecturer Punjab University.

1933

Published by the University of the Punjab,

LAHORE.